پہلا محاضرۂ علمیہ

بر موضوع



پیش کردہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصورپوری

استاذ حدیث وادب دارالعلوم دیوبند

طباعت :- شیروانی آرٹ پریس نئی دہلی ۱۱۰۰۰۶ ۔ فون :2943202



موضوع کا تعارف

انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے خداوند قدوس نے انسانوں میں سے ہی کچھ نفوس قدسیہ کو منتخب فرمایا اور حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک بے شمار انسانوں کو خلعت نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا۔ یہ محض اصطفاء خداوندی کا نتیجہ تھا۔ لیکن حریص انسانوں نے بزعم خود زبردستی اپنے کو اس منصب پر فائز کرنے کی کوشش ہر زمانہ میں کی ہے حتیٰ کہ جب باری تعالیٰ نے اس سلسلہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر مکمل فرما دیا۔ تب بھی ان حریص انسانوں نے حسد و جلن کی وجہ سے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی:

انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

(ابوداؤد و ترمذی و مشکوٰۃ ص۴۶۵)

عنقریب میری امت میں (بڑے بڑے) تیس جھوٹے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک اپنے بارے میں دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی بھی نبی نہیں۔

صادق و مصدوق نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیشین گوئی کے مطابق آپ ہی کی حیات مبارکہ میں جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ اسود عنسی علیہ اللعنۃ مسیلمہ کذاب کے نام اس حیثیت سے اسلامی تاریخ میں، معروف و مشہور ہیں۔ پھر مختلف زمانوں میں

مختلف مقامات پر جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہوتے رہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ان جھوٹے مدعیان نبوت میں سے بعض کو ہزاروں کی تعداد میں ان کی نبوت پر ایمان لانے والے اور پیروکار بھی مل گئے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی معرکہ آرائیاں بھی ہوئیں مگر ان میں سے اکثر کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچتے رہے۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں تحریر فرماتے ہیں:

"اکثر ایسے مدعیوں کو کوئی قابلِ ذکر کامیابی حاصل نہیں ہوئی، اور حباب کی طرح اٹھے اور بیٹھ گئے لیکن برصغیر ہند میں انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں دعوی نبوت کرنے والے مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۴۰ء تا ۱۹۰۸ء) کا معاملہ بعض سیاسی وجوہ سے مختلف ہے۔"[1]

مرزا غلام احمد قادیانی نے دیگر مدعیان کی طرح اولاً صاف صاف نبوت کا دعوی نہیں کیا کیوں کہ ایسے مدعیوں کا عبرتناک انجام اس کو معلوم تھا، لہٰذا اس نے بڑی چالاکی سے تدریجی انداز اپنایا۔ اولاً خادم و مبلغ اسلام کے روپ میں ظاہر ہوا۔ پھر اپنے کو ملہم اور مامور من اللہ بتلایا۔ پھر مجدد ہونے کا اظہار کیا، آگے بڑھ کر مہدی و مثیل مسیح و مسیح ہونے کا دعوی کیا۔ مزید ترقی کر کے ظلی و بروزی نبوت کا پروپیگنڈہ کرنے لگا، آخرکار اصل منزل مقصود پر پہنچ کر مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا اعلان کر کے اپنے نہ ماننے والوں کو جہنمی کہنے لگا۔

اسی پر بس نہیں کیا بلکہ باقاعدہ ایک جماعت (مسلمان فرقہ احمدیہ) کے نام سے قائم کر کے مذکورہ دعاوی باطلہ و کفریہ عقائد کی ترویج و اشاعت کا کام شروع کر دیا اور ہر جگہ سادہ لوح عوام مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے یہ باور کرایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور یہی حقیقی اسلام ہے بغیر اس کے اخروی نجات ممکن نہیں۔ گویا اپنے اوپر ایمان کو مدار نجات قرار دیا۔ جب کہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ مدار نجات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

---

[1] منصب نبوت اور اس کے اعلیٰ مقام حاملین ص ۲۷۴۔

مرزا غلام احمد کا مختصر سوانحی خاکہ

قادیانیت کے خدوخال واضح کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات زندگی پر نظر ڈال لی جائے تاکہ مذکورہ بلند بانگ دعاوی کرنے والے کا حسب و نسب معلوم ہو جائے، اور یہ کہ وہ علوم ظاہری واخلاقیات وغیرہ میں کس سطح کا آدمی تھا۔

نام ونسب اس سلسلہ میں مرزا کا اپنا بیان یہ ہے۔

میرا نام غلام احمد، میرے والد کا نام غلام مرتضیٰ، اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے پرانے بزرگوں کے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے[1]

پیدائش مرزا نے لکھا ہے،

میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا[2]

تاریخ پیدائش کا مسئلہ مرزا قادیانی نے اپنی عمر کے متعلق اربعین میں یہ الہام درج کیا ہے،

لاحیینک حیوۃ طیبۃ ثمانین حولا او قریبا من ذالک ہم تجھے ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت کریں گے اسی برس یا اس کے قریب۔

(اربعین ۳ صفحہ ۲۹)

مرزا کی بیان کردہ اپنی تاریخ پیدائش کے اعتبار سے اس کی عمر انہتر یا ستر سال ہوتی ہے کیونکہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو مرزا کا انتقال ہوا ہے۔ لہٰذا اس کی یہ پیشین گوئی صراحۃً غلط ثابت ہوئی! اس کو زبردستی سچی پیشین گوئی ثابت کرنے کے لیے مرزا بشیر الدین محمود نے مرزا قادیانی کا سن ولادت بجائے ۱۸۳۹ء کے ۱۸۳۶ء بتلایا ہے جیسا کہ ۱۹۳۶ء میں ولیعہد سلطنت برطانیہ کو مرزا بشیر الدین نے سپاسنامہ پیش کرتے وقت اسی تاریخ کا تذکرہ کیا، اس کے اعتبار سے ۱۸۵۷ء میں مرزا کی

---

[1] کتاب البریہ در خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۴ حاشیہ [2] کتاب البریہ در خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۷

عمر ۸۲ سال ہوتی ہے۔ حالانکہ مرزا لکھ چکا ہے کہ اس وقت میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔ بہرحال مذکورہ غیر واقعی ترمیم کے بعد مرزا کی عمر تہتر یا چوہتر سال بن جاتی ہے جسکو بتکلف اسی کے قریب کہا جا سکتا ہے لیکن اس معاملہ میں مرزا کے بیان کو ہی ترجیح دی جائے گی۔ اور اس کے نتیجہ میں مرزا اس پیشن گوئی میں جھوٹا ثابت ہوگا۔

قادیان

مرزا غلام احمد نے قادیان کے متعلق لکھا ہے:

(۱) مرزا کے آباء و اجداد۔ ناقل) اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا، لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہ شمال مشرق واقع ہے۔ فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ پر قاضی رہا اور پھر آخر قادی بنا اور پھر اس سے بگڑ کر قادیان بن گیا [۱]

اور جناب مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری نے لکھا ہے:

"قادیان صرف ایک گاؤں کا نام نہیں جو مرزا غلام احمد کا مولد و منشا تھا بلکہ پنجاب میں قادیان نام کے اور بھی متعدد گاؤں آباد ہیں خود ضلع گرداسپور میں مرزا صاحب کے قادیان کے علاوہ ایک اور قادیان موجود ہے" [۲]

خاندان کا زوال

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

"پھر جب سکھوں کا قبضہ ہوا تو صرف اسی گاؤں ان کے ہاتھ میں رہ گئے اور پھر بہت جلد اسی کے عدد کا صفر بھی اڑ گیا اور پھر شاید آٹھ یا سات گاؤں باقی رہے۔ رفتہ رفتہ سرکار انگریزی کے وقت میں تو بالکل خالی ہاتھ ہو گئے۔ چنانچہ اوائل عملداری اس سلطنت میں صرف پانچ گاؤں کے مالک کہلاتے تھے اور میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں

---

[۱] حاشیہ کتاب البریہ خزائن ص ۱۶۴ جلد ۱۳۔

[۲] رئیس قادیان ص ۳۔

کرسی نشین بھی تھے [1]

انگریزی سرکار کا خیر خواہ خاندان اور سرکارِ انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔ غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجہ کے زمین دار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیت ہو گئی [2]

ناقص تعلیم مرزا نے اپنی تعلیم کا حال یوں بیان کیا ہے:
بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنھوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت محنت اور توجہ سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے۔ اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا [3]

مرزا بشیر احمد ایم اے کے بیان کے مطابق:

"آپ کے استاذ فضل الٰہی قادیان کے باشندے حنفی تھے۔ دوسرے استاذ فضل احمد فیروز والا ضلع گجرانوالہ کے باشندے اہل حدیث تھے۔ تیسرے استاذ

---

[1] تحفۂ قیصریہ خزائن ص ۲۷۰ جلد ۱۲

[2] " " ص ۲۷۱ جلد ۱۲

[3] حاشیہ کتاب البریہ در خزائن ص ۱۷۹ تا ۱۸۱ جلد ۱۳

سید گل علی شاہ بٹالہ کے باشندے اور شیعہ تھے“[1]

مرزا کی غلط بیانی

مرزا کا یہ بیان کہ مولوی گل علی شاہ کو اس کے والد نے بحیثیت معلم نوکر رکھا تھا تحقیق کسوٹی پر پرکھا گیا تو غلط ثابت ہوا۔ چنانچہ مولانا ابوالقاسم رفیق نے تحریر فرمایا ہے کہ:

”اصل یہ ہے کہ جب قادیان میں مرزا غلام مرتضیٰ کا مطب نہ چلا، یا وہاں کی قلیل آمدنی پر قانع نہ ہوئے تو انھوں نے بٹالہ آکر جو ایک بڑا قصبہ ہے مطب کھول لیا اور یہیں ایک مکان بھی بنوا لیا تھا اسی مکان میں باپ اور بیٹا (مرزا غلام احمد) رہتے تھے۔ باپ مطب کرتا تھا اور بیٹا قریب ہی مسجد ہمدانیاں میں سید گل علی شاہ شیعی سے تعلیم پاتا تھا“۔ ـــــــ مرزا احمد علی امرتسری شیعی رقم طراز ہیں کہ:

”مولوی گل علی شاہ شیعہ مذہب کے فاضل اجل تھے، بڑے بڑے رئیس ان کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ بھی بٹالہ میں ان کے دستر خوان کے ریزہ چیں تھے۔ گل علی شاہ کسی رئیس کے درِ دولت پر کبھی نہیں گئے، چہ جائیکہ حکیم غلام مرتضیٰ جیسے قلاش کی نوکری کرتے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی تعلی کے لیئے غلط بیانی سے کام لیا ہے“[2]

مرزا کے علوم اکتسابی تھے

بہرحال مرزا کے اپنے بیان سے ثابت ہوگیا کہ اس نے مختلف مکاتبِ فکر کے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے اگرچہ کسی مدرسہ سے فراغت کی توفیق نہیں ملی۔ مگر جب مہدی و مسیح بننے کا شوق ہوا تو مرزا قادیانی نے دوسری کتاب ایام الصلح (جو کتاب البریہ کے بعد کی تصنیف ہے) میں لکھ دیا کہ:

”سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا تو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا، اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں

---

[1] سیرت المہدی جلد ۱ صفحہ ۲۲۳

[2] مرأۃ القادیانیت مولفہ مرزا احمد علی امرتسری صفحہ ۲۹-۳۰ بحوالہ رئیس قادیان صفحہ ۲

ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے، کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے"۔[1]

جب مرزا خود اقرار کرچکا ہے کہ مولوی فضل الٰہی سے اس نے قرآن شریف پڑھا ہے تو موجودہ بیان میں اس کا کاذب ہونا اظہر من الشمس ہے۔

سیالکوٹ کی ملازمت

مرزا بشیر احمد تحریر کرتا ہے:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہوجائیں۔ اس لیئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنری کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہوگئے تھے ——— خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء کا واقعہ ہے"۔[2]

انگریزی تعلیم

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

اسی زمانہ میں مولوی الٰہی بخش کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے کچہری کے ملازم منشیوں کے لیئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹینٹ سرجن پنشنر ہیں، استاذ مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔[3]

مختاری کے امتحان میں ناکامی

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی اور قانون کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔[4]

ملازمت سے استعفا اور قادیان میں قیام

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

ایسے ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام

---

[1] ایام الصلح در خزائن ص ۳۹۴ جلد ۱۴؛ [2] سیرت المہدی ص ۴۳-۴۴ جلد ۱
[3] سیرت المہدی ص ۵۵ جلد ۱؛ [4] 〃 〃 ص ۱۵۶ 〃

میں چند سال تک میری عمر کراہیتِ طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی' آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد پر بہت گراں تھا' اس لیے ان کے حکم سے جو عین میری منشا کے موافق تھا' میں نے استعفا دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی' سبکدوش کر دیا۔ اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا [1]

بیہودہ جھگڑے قادیان واپس آکر مرزا کی مشغولیات کیا ہیں ؟ خود مرزا کا بیان ہے :

میرے والد صاحب اپنے بعض آبا و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمہ کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگا لیا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقتِ عزیز میرا بیہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیا [1]

مرزا کی بیماریاں

مرزا کو ہسٹریا و مراق کی بیماری تھی ڈاکٹر محمد اسماعیل قادیانی کا بیان ہے :

میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے [2]

مراق کیا ہے علامہ حکیم برہان الدین نفیسی فرماتے ہیں :

مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں' اور مالیخولیا کی تعریف انھوں نے یہ کی ہے :

هو تغیر الظنون والفکر عن المجری الطبیعی الی الفساد والخوف وقد یبلغ الفساد فی بعضهم الی حد یظن انه

مالیخولیا۔ خیالات و افکار کے طریقِ طبعی سے متغیر بخوف و فساد ہو جانے کو کہتے ہیں۔ بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا

---

[1] حاشیہ کتاب البریہ ص ۱۸۴-۱۸۶ جلد ۱۳ [2] سیرت المہدی ص ۵۵ جلد ۲

[1] ص ۱۸۴ جلد ۱۳

يعلم الغيب، وكثيرا يخبر بالشيء قبل كونه، وقد يبلغ الفساد في بعضهم الى حد يظن انه صار ملكا، وقد يبلغ الفساد في بعضهم الى اعلى من ذالك فيظن انه الحق وهو تعالى عن ذالك .

(شرح الاسباب والعلامات ص ۶۷-۶۹)

ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب داں سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے اور بعض میں فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ فرشتہ ہوں اور کبھی اس سے بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگتا ہے ۔

(ترجمہ شرح اسباب اردو ص ۱۰۵)

قادیانی ڈاکٹر کی شہادت

ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی لکھتا ہے :

اگر کسی مدعی الہام کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ اسے ہسٹریا، یا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لیے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ یہ بات ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکتی ہے [1]

اوپر کے حوالوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا کو مالیخولیا، مراق، ہسٹریا جیسے امراض تھے ۔ لہٰذا قادیانی ڈاکٹر کی رائے کے مطابق مرزا کی تکذیب کیلئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی ۔

ذیابیطس کی شکایت

مرزا قادیانی لکھتا ہے :

دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے جو مجھے بکثرت پیشاب کا مرض ہے جس کو ذیابیطس بھی کہتے ہیں اور معمولی طور پر مجھ کو ہر روز پیشاب بکثرت آتا ہے اور پندرہ بیس دفعہ تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے ۔ [2]

مرزا کے امراض کی مجمل فہرست

تشنج اعصاب، جسمانی قوی کا اضمحلال، دوران سر، شدید دردسر، حالت مردی کالعدوم، دق، سل، دماغی بیہوشی، غشی، کثرت اسہال، مسلوب القوی ہونا، حافظہ کی خرابی، دل و دماغ کی سخت کمزوری ۔ ان بیماریوں

---

[1] ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۲۶ء ۔

[2] ضمیمہ براہین احمدیہ خزائن ص ۳۷۳ جلد ۲۱ ۔

کی تفصیلات مرزا کی کتب تریاق القلوب، نزول مسیح، حقیقۃ الوحی وغیرہ میں مذکور ہیں۔

مرزا کی بیویاں

مرزا غلام احمد قادیانی کو ساری عمر میں صرف دو عورتوں سے شادی کرنے کا اتفاق ہوا۔

پہلی شادی بارہ چودہ سال کی عمر میں ماموں کی بیٹی حرمت بی بی سے ہوئی۔ مرزا کو شروع ہی سے اس بیوی سے بے تعلق سی تھی اور اس کو عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا جاتا تھا۔ دوسری شادی کے بعد مرزا نے اس کو کہلا دیا تھا کہ یا تو مجھ سے طلاق لے لو، یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ اس نے کہلوایا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ بس مجھے خرچ ملتا رہے، میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ پھر جب محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور مرزا کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور حرمت بی بی نے ان سے تعلقات منقطع نہیں کیئے تو مرزا غلام احمد نے اس کو طلاق دے دی۔[1]

دوسری شادی ۱۸۸۴ء میں نصرت جہاں بیگم سے ہوئی جو دہلی کے مشہور سادات خاندان (میر درد کا خاندان) سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کو مرزائی "اماں جان" کہتے ہیں۔[2]

تیسری شادی کی آرزو اس کے بعد بھی مرزا کو مزید شادیاں کرنے کی بے حد تمنا رہی۔ چنانچہ حسب عادت ایک اشتہار میں اپنا یہ الہام شائع کیا:

> "اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیش گوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد میرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہو گی۔"[3]

اپنے الہام کو سچا ثابت کرنے کے لیئے مرزا نے بہت کوشش کی کہ محمدی بیگم سے نکاح ہو جائے بلکہ یہ اعلان بھی کر دیا کہ آسمان پر اس سے مرزا کا نکاح ہو گیا ہے اور زمین میں بھی ضرور ہو گا۔ لیکن

---

[1] سیرۃ المہدی ص۳۳-۴۴ ملخصاً، [2] بنیادی نصاب ص۱۶۶، [3] اشتہار محک اخیار و اشرار مورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت: ج۵ ص۸۹ مولفہ میر قاسم علی قادیانی۔

مرتے وقت تک نہ محمدی بیگم سے نکاح کی آرزو پوری ہوئی اور نہ ہی کسی اور عورت سے مرزا کا نکاح ہوا۔ صرف نصرت جہاں بیگم ہی اسکی بیوی رہی اور اسی سے اولاد ہوتی رہی جو مذکورہ اعلان کے وقت پہلے سے موجود تھی

پہلی بیوی سے مرزا کی اولاد

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے تھے یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد، حضرت صاحب گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان پیدا ہو گئے تھے[۱] مرزا کے یہ دونوں بیٹے اس پر ایمان نہیں لائے۔ آخر کار سلطان احمد کو تو مرزا نے عاق کر دیا تھا، اور مرزا فضل احمد کا انتقال ہوا تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی[۲]

اس کی وجہ اخبار میں یہ بیان کی گئی ہے:

"حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد مرحوم) کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا" (اخبار الفضل قادیان ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۶۶۶)

دوسری بیوی سے مرزا کی اولاد

(۱) عصمت، پیدائش ۱۸۸۶ء وفات ۱۸۹۱ء

(۲) بشیر احمد اوّل ولادت ۱۸۸۷ء وفات ۱۸۸۸ء

(۳)	مرزا بشیر الدین محمود	ولادت	۱۸۸۹ء[۳]	
(۴)	شوکت	"	۱۸۹۱ء	وفات ۱۸۹۳ء
(۵)	مرزا بشیر احمد ایم اے	"	۱۸۹۳ء[۴]	
(۶)	مرزا شریف احمد	"	۱۸۹۵ء[۵]	
(۷)	مبارکہ بیگم	"	۱۸۹۷ء[۶]	
(۸)	مبارک احمد	"	۱۸۹۹ء	وفات ۱۹۰۷ء
(۹)	امۃ النصیر	"	۱۹۰۳ء	" ۱۹۰۳ء
(۱۰)	امۃ الحفیظ بیگم	"	۱۹۰۴ء	

---

[۱] سیرۃ المہدی ص ۵۳ ج ۱ ۔ [۳] وفات ۱۹۶۵ء

[۲] " " ص ۲۹ ج ۱ ۔ [۴] وفات ۱۹۶۳ء بنیادی نصاب ص ۱۶۶ ۔

[۵] وفات ۱۹۶۱ء ۔ [۶] " ۱۹۷۷ء

مرزا قادیانی کا کیریکٹر

ایک جانب تو مرزا قادیانی (جس کو کمال متابعت نبوی کا دعویٰ ہے) لکھتا ہے:

"ہمارے سید و مولیٰ، افضل الانبیاء، خیر الاصفیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے۔" [1]

مزید لکھتا ہے:

"یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔" [2]

دوسری طرف اس سنت مطہرہ اور اعلیٰ تعلیم کے برخلاف مرزا قادیانی کے کیریکٹر کے دو شرمناک نمونے دیکھئے۔

۱۔ نامحرم دوشیزہ سے پیر دبوانا

عائشہ کے شوہر غلام محمد کا بیان ہے: میری بیوی .... پندرہ برس کی عمر میں دارالامان میں حضرت مسیح موعود کے پاس آئیں ...... حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔ [3]

محمد حسین قادیانی کا سوال

حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں۔

جواب از فضل دین قادیانی

وہ نبی معصوم ہیں۔ ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔ [4]

---

[1] نور القرآن خزائن ص ۴۴۹ ج ۹، [2] " ص ۴۴۷ ج ۹، [3] اخبار الفضل قادیان ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء ص ۶-۷ بحوالہ مرزا قادیانی بقلم خود ص ۳۵، [4] اخبار الحکم جلد ۱۱، ص ۱۲، ص ۱۳۔ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء بحوالہ مرزا قادیانی بقلم خود ص ۳۴۔

۲۰۔ نامحرم عورت سے پنکھا وغیرہ کی خدمت لینا

مرزا بشیر احمد ایم اے کا بیان ہے:
ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسااوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گذر جاتی تھی، مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع پیش آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا ....
... حضرت نے فرمایا زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔[1]

مخالفین کو مغلظات

مرزا قادیانی نے دشنام دہی سے اظہار برأت کرتے ہوئے لکھا ہے:
میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جسکو دشنام دہی کہا جائے۔[2]

بلکہ دوسری جگہ یہ ڈینگ ماری ہے کہ میں نے جواباً بھی کسی مخالف کو گالی نہیں دی۔

وقد سبونی بکل سب فمارددت　　مخالفین نے مجھے ہر طرح کی گالیاں دیں مگر میں
علیہم جوابہم (مواہب الرحمٰن خزائن ص۲۳۶ ج۱۹)　　نے ان کی گالیوں کا جواب نہیں دیا۔

بہر حال ایک طرف تو اپنی شرافت کے یہ بلند بانگ دعوے ہیں دوسری جانب اس کی دشنام طرازی کے بدترین نمونے دیکھئے۔

(۱) پیر محمد علی شاہ گولڑوی رح کے متعلق لکھتا ہے

اتانی کتاب من کذوب یزوّر　　کتاب خبیث کالعقارب یابر
قلت لک الویلات یا ارض جولر　　لعنت بملعون فانت تدمر

(ترجمہ از مرزا) مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے وہ خبیث کتاب بچھوں کی طرح نیش زن ہے۔ پس میں نے کہا، اے گولڑے کی زمین تجھ پر لعنت ہو تو ملعون

---

[1] سیرۃ المہدی ص۲۷۲-۲۷۳ ج۳
[2] ازالہ اوہام خزائن ص۱۰۹ ج۳

ن کے سبب ملعون ہو گئی ۔[1]

(۲) سید الطائفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتا ہے :

واٰخرھم الشیطان الاعمٰی والغول الاغوٰی یقال لہ رشید احمد الجنجوھی وھو شقی کالامروھی (انجام آتھم خزائن ص۲۵۲ ج۱۱)

(ترجمہ از مرزا) ان میں سے آخری اندھا شیطان گمراہ دیو ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں. وہ بھی محمد حسن امروہی کی طرح بد بخت ہے۔

(۳) اور جناب مولانا سعد اللہ لدھیانوی رح کے متعلق لکھتا ہے :

ومن اللئام اری رجیلا فاسقا غولا لعینا نطفۃ السفہاء

اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ.

شکس خبیث مفسد ومزور نحس یسمّی السعد فی الجہلاء

بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا ہے، منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے.

اذیتنی خبثا فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ (اے نسل بدکاراں)[2]

نوٹ : یہاں مرزا نے ابن بغاء کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔ لیکن انجام آتھم خزائن ص۲۸۱ ج۱۱ میں مرزا نے اسکا ترجمہ "اے نسل بدکاراں" کیا ہے ۔

عبرتناک موت ہیضہ کی موت کو قادیانی لوگ نہایت عبرتناک موت کہتے ہیں اور خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مخالفین کو اسی قسم کی موت کی دھمکی دیا کرتا تھا۔

چنانچہ مرزا نے ۵ / اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رح کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر کیا :

---

[1] اعجاز احمدی در خزائن ص۱۸۵ ج۱۹ ، [2] تتمہ حقیقۃ الوحی خزائن ص۴۴۵ ج۲۲ و ص۴۴۶

تو وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے
، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری ہی زندگی میں وارد نہ ہوئی، تو
خدا کی طرف سے نہیں"۔ [۱]

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے مرزا کی زندگی میں بخیر و عافیت رہ کر مرزا کی وفات کے پورے چالیس سال بعد ۱۵ ر مارچ ۱۹۴۹ء بعمر ۸۰ سال وفات پائی۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے اشتہار کے ایک سال بعد ۲۵ ر مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور بعد عشاء قے و دست میں مبتلا ہوگیا۔ اور خود مرزا نے اپنے خسر مرزا ناصر سے مخاطب ہو کر کہا :

" میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے"

دوسرے دن (۲۶ ر مئی) دس بجے مرزا کا انتقال ہوگیا [۲]

جنازہ قادیان لایا گیا، حکیم نورالدین نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسی روز وہ مرزا کا پہلا جانشین منتخب ہوا۔ [۳]

مرزا قادیانی کی علمی و مذہبی زندگی کے تین دور

رد قادیانیت پر کام کرنے والوں کو خصوصاً قادیانی لٹریچر کے مطالعہ کے وقت مرزا کی علمی و مذہبی زندگی کے مختلف ادوار پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ کیوں کہ مرزا نے از راہ دجل و تلبیس ختم نبوت و حیات و وفات مسیح سے متعلق متضاد باتیں تحریر کر رکھی ہیں تاکہ بوقت ضرورت سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے اس تضاد سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ مرزا کی ذریت بھی اس راہ پر چل رہی ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں :

"۱ ایسے اقوال (جن میں ختم نبوت کا اعتراف اس تفسیر کے ساتھ ہے جو تمام امت مرحومہ کا عقیدہ ہے) پیش کر کے ناواقف مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنا

---

[۱] مجموعہ اشتہارات مرزا ج ۳ ص ۵۷۹۔ [۳] بنیادی نصاب ص ۔
[۲] حیات ناصر ص ۱۴ از یعقوب علی قادیانی۔

یا بوقت ضرورت اپنی جماعت کا ملت اسلامیہ کے ساتھ اشتراک مقصود ہوتا ہے"[1]

اور قادیانی لٹریچر کے عظیم محقق پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم کا تجزیہ یہ ہے :

"اگر کوئی بطور خود کتابوں کا مطالعہ کرے تو قادیانی لٹریچر میں ایک بڑا کمال ہے۔ اس درجہ تکرار، تضاد، ابہام والتباس ہے کہ اکثر مباحث بھول بھلیاں نظر آتے ہیں، عقل حیران اور طبیعت پریشان ہو جاتی ہے جب تک صبر و استقلال کے ساتھ غور و خوض نہ کیا جائے اصل بات ہاتھ نہیں آتی ہے"[2]

بہرحال مرزا اور اس کی ذریت کے دجل و تلبیس کا پردہ چاک کرنے کے لیے مرزا کی تحریرات کے زمانوں کو جاننا ضروری ہے۔ اس کے بارے میں پروفیسر الیاس برنی لکھتے ہیں :

"مرزا غلام احمد قادیانی کی علمی و مذہبی زندگی کے تین نمایاں دور نظر آتے ہیں پہلا دور، وہ امت محمدی کے مبلغ کی حیثیت سے ۱۸۸۰ء میں شروع کرتے ہیں۔ جب کہ براہین احمدیہ کے سلسلہ میں وہ اپنی دینی خدمت گذاری کا اعلان کرتے ہیں، لیکن خیالات میں ترقی کرتے کرتے دس سال کے بعد ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا باضابطہ اعلان کر دیتے ہیں اور یہاں سے دوسرا دور شروع ہوتا ہے، اسی طرح مزید ترقی کرتے کرتے دس سال بعد ۱۹۰۱ء میں وہ باقاعدہ نبی کے مرتبہ کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہاں سے تیسرا دور شروع ہوتا ہے جو آٹھ سال میں ترقی کرتے کرتے نبوت کے انتہائی مقام تک پہونچ جاتا ہے۔۔۔

اس کی تصریح مرزا کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان یوں فرماتے ہیں :

"پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء کے پہلے کے دو حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"[3]

۔۔۔تاہم مرزا کی تحریرات میں دور کی پوری پابندی نہیں رہتی بلکہ ایک دور میں دوسرے دور کی باتیں بھی

---

[1] ختم نبوت کامل ص۱۰۔
[2] قادیانی مذہب، طبع پنجم ص۴۵۔
[3] حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱۔

قلم سے نکل جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ کہیں کہیں دورِ سوم میں دورِ اول کی باتیں نظر آتی ہیں۔[۱]

مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض اہم تصانیف کا تعارف

(۱) **براہین احمدیہ:** اوپر یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی علمی و مذہبی زندگی کے پہلے دور میں (جو ۱۸۸۰ء سے شروع ہوتا ہے) ایک ہمدردِ اسلام اور مبلغ اسلام، دیندار شخص کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ جب آریہ سماج، برہمہ کاج سناتن دھرم عیسائیت اور نیچریت وغیرہ کی جانب سے اسلام اور اس کی تعلیمات پر مختلف النوع حملے ہو رہے تھے اور اہل حق اپنی اپنی جگہ پر اسلام کا دفاع کر رہے تھے۔ اسی دوران مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ:

"وہ براہین احمدیہ نامی کتاب پچاس حصوں میں شائع کرے گا اور وہ اپنی اس کتاب میں صداقت اسلام کی تین سو دلیلیں پیش کرے گا۔ اور اس کی طباعت کے سلسلہ میں لوگوں سے مالی تعاون کی اپیلیں کیں"[۲]

چنانچہ اس کی پہلی و دوسری جلد ۱۸۸۰ء میں اور تیسری ۱۸۸۲ء میں اور چوتھی ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی پھر پانچویں جلد تیئس سال بعد مرزا کی وفات کے چار ماہ بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کا پورا نام "البراہین الاحمدیہ علی اثبات حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ" ہے۔[۳]

یہ کتاب بظاہر تو ایک طرح کے مذہبی مباحثہ کے لئے تصنیف کی گئی، لیکن مرزا نے اس کے اندر جگہ جگہ اپنے مزعومہ الہامات، مکالمات خداوندی، پیشن گوئیاں اور طرح طرح کے دعاوی بھی درج کر دئیے ہیں۔ اس وجہ سے اس وقت کے بعض صاحب فراست علماء نے سمجھ لیا تھا کہ یہ شخص مدعی نبوت ہے یا آگے چل کر نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

چنانچہ مولانا محمد صاحب لدھیانوی رح، جناب مولانا عبدالعزیز صاحب لدھیانوی رح اور

---

[۱] قادیانی مذہب ص۹۸۰-۹۸۲ طبع پنجم۔ [۲] براہین احمدیہ خزائن ص۱۲۹ ج۱

[۳] اشتہار مرزا، اپریل ۱۸۷۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت ص۳ ج۱۔

امرتسر کے اہل حدیث علماء اور بعض غزنوی حضرات نے اس کے الہامات کی سخت مخالفت کی لیکن اس وقت ہندوستان کے بہت سے علمی و دینی حلقوں میں اس کتاب کو سراہا گیا۔

شروع شروع میں علمی و دینی حلقوں کی طرف سے براہین احمدیہ کی پسندیدگی کی وجہ

اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں اسلام پر کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات کے ساتھ مذاہب باطلہ پر حملے بھی کیے گئے تھے۔ اس دھوکہ میں آکر لوگوں نے اس کی تائید کردی۔ چنانچہ مولانا محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعت السنتہ کے چھ نمبروں میں اس کتاب پر شاندار تقریظ لکھی جس کے اقتباسات کا قادیانی لٹریچر میں خوب حوالہ دیا جاتا ہے۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد ان کو بھی مرزا کے الہامات اور دعاوی سے نفرت ہوگئی اور وہ مرزا کے سخت مخالف ہو گئے۔

اسی طرح اور بھی بہت سے مؤیدین مرزا نے اپنے خیال سے توبہ کرلی۔

براہین احمدیہ کی تصنیف کی اصل غرض۔

گول مول الہام اور دعاوی سے مرزا کا مقصد لوگوں کو اپنے پھندے میں پھنسانا تھا۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

"اور یہ الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالف ہوگئے تھے تو وہ لوگ ہزارہا اعتراض کرتے۔ لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کیے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انھوں نے اعتراض نہیں کیا۔ کیوں کہ وہ انکو ایک دفعہ قبول کر چکے تھے اور سوچنے کی بات ہے کہ میرے دعوی مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں میرا نام خدا نے عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کردیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے

قبول کرلیا اور اس بیچ میں پھنس گئے،، [1]

الغرض براہین احمدیہ کی تصنیف سے مرزا کا اصل مقصد یہ نہیں تھا کہ اسلام کی صداقت ثابت کی جائے۔ بلکہ مسلمانوں کو اپنا معتقد بنا کر اپنے حلقہ ارادت میں داخل کرنا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ پہلے چار حصوں میں مبہم قسم کے الہامات و پیش گوئیاں شائع کر دینے کے بعد پانچویں حصے کی طباعت ملتوی کر دی۔ پھر جب ۱۹۰۵ء سے اس کی تصنیف شروع کی تو اس کے دیباچہ میں التوا کی وجہ یوں تحریر کرتا ہے:

"براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے جو شائع ہو چکے تھے وہ ایسے امور پر مشتمل تھے کہ جب تک وہ امور ظہور میں نہ آجاتے، جب تک براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کے دلائل مخفی و مستور رہتے اور ضروری تھا کہ براہین احمدیہ کا لکھنا اس وقت تک ملتوی رہے جب تک کہ امتداد زمانہ سے وہ سربستہ امور کھل جائیں اور جو دلائل ان حصوں میں درج ہیں وہ ظاہر ہو جائیں۔ کیوں کہ براہین احمدیہ کے ہر چہار حصوں میں جو خدا کا کلام یعنی اس کا الہام جا بجا مذکور ہے جو اس عاجز پر ہوا۔ وہ اس بات کا محتاج تھا کہ اس کی تشریح کی جائے اور نیز اس بات کا محتاج تھا کہ جو پیش گوئیاں اس میں درج ہیں ان کی سچائی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ پس اس لئے خدائے علیم و حکیم نے اس وقت تک براہین احمدیہ کا چھپنا ملتوی رکھا کہ جب تک وہ تمام پیشگوئیاں ظہور میں آ گئیں۔" [2]

براہین احمدیہ کی پچاس جلدوں کا وعدہ اور اس کا انجام

جن لوگوں نے براہین احمدیہ کی پچاس جلدوں کی قیمت پیشگی ادا کر دی تھی انھیں جلد چہارم شائع ہو جانے کے بعد بقیہ جلدوں کا شدید انتظار رہا۔ لیکن مرزا قادیانی نے ان کے انتظار بلکہ

---

[1] اربعین جلد ۲ ص ۲۱۔

[2] دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۳، روحانی خزائن جلد ۲۱۔

اعتراضات کی بھی کوئی پرواہ نہ کرکے دوسری تصنیفات کی اشاعت جاری رکھی جو اسّی کے قریب پہنچ گئیں پھر جب براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا تو ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا کہ پچاس کا وعدہ انہی پانچ سے پورا ہوگیا ـــــــ مرزا لکھتا ہے :

"پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا' اور پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا" [1]

براہین احمدیہ میں صداقت اسلام کے تین سو دلائل پیش کرنے کا وعدہ اور اس کا انجام

جس طرح پچاس حصوں کا وعدہ پانچ حصوں سے پورا کرکے مرزا قادیانی نے اپنی بلند اخلاقی کا ثبوت دیا ہے اور مضحکہ خیز بلکہ بچکانہ تاویل کے ذریعہ (پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے) اسی طرح صداقت اسلام کے تین سو دلائل پیش کرنے کا وعدہ بھی بھلا دیا گیا لکھتا ہے :

"میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیقت اسلام کیلئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں لیکن جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزار ہا نشانیوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادے سے پھیر دیا۔ اور مذکورہ بالا دلائل لکھنے سے پہلے مجھے شرح صدر عنایت کیا...... سو میں انشاء اللہ تعالیٰ یہی دونوں قسم کے دلائل اس کتاب میں لکھ کر اس کتاب کو پورا کر دوں گا" [2]

---

[1] دیباچہ براہین احمدیہ پنجم ص۹ روحانی خزائن جلد ۲۱

[2] " " ص۶ " "

(۲) سرمہ چشم آریہ | ۱۸۸۶ء میں مرزا قادیانی کا تحریری مناظرہ ہوشیارپور میں مشہور آریہ مناظر لالہ مرلی دھر سے ہوا، جس نے اسلام کی تعلیمات پر اعتراضات کئے تھے۔ مرزا نے وہ مناظرہ بمعہ اپنے جواب الجواب اور جواب الجواب کے اسی سال "سرمہ چشم آریہ" کے نام سے شائع کیا۔

براہین احمدیہ کے بعد علمی رنگ میں مرزا کی یہ کتاب قادیانی لٹریچر میں اہم مقام رکھتی ہے، جو اس کی بقیہ کتب پر فائق ہے۔

(۳) فتح اسلام | ۱۸۹۰ء میں مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ مجھے بایں الفاظ الہام ہوا ہے "مسیح بن مریم فوت ہو گیا وجعلناک مسیح بن مریم" یعنی اصلی مسیح بن مریم تو اپنی بعثت کے زمانہ میں فوت ہو گیا اور آنے والا مسیح بن مریم ہم نے تجھ کو بنایا۔

4:157-158 وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم ... وما قتلوه يقيناه بل رفعه الله إليه.

اپنے اس الہام کے مطابق دعویٰ کو اپنے خیال میں دلائل سے ثابت کرنے کے لئے مرزا نے "فتح اسلام" اسی سال لکھی۔

(۴) توضیح مرام | اور چونکہ یہ خطرہ تھا کہ فتح اسلام کی اشاعت ہوتے ہی علماء اسلام کی طرف سے زبردست مخالفت ہوگی اس لئے اپنے دعوی مسیحیت کی توضیح کے لئے اسی سال توضیح مرام لکھی، ان دونوں کتابوں کی اشاعت ۱۸۹۱ء میں ہوئی۔

(۵) ازالہ اوہام | ۱۸۹۱ء میں قیام لدھیانہ کے دوران مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام لکھ کر وفات مسیح کو بزعم خود قرآن کریم کی تیس آیات سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی، اور اپنے دعوی مسیحیت پر تفصیلی کلام کیا ہے۔ یہ کتاب اسی سال دو جلدوں میں شائع ہوئی۔

(۶) آئینہ کمالات اسلام | یہ کتاب بھی مرزا کی کتابوں میں ممتاز سمجھی جاتی ہے۔ اس کا دوسرا نام "دافع الوساوس" ہے۔ اور دو حصوں پر مشتمل ہے اردو، عربی۔ اردو حصہ ۱۸۹۲ء میں اور عربی حصہ ۱۸۹۳ء میں تصنیف کیا، اس کی اشاعت ۱۸۹۳ء میں ہوئی۔

اس کتاب میں مرزا نے اگرچہ اپنے خیال کے موافق اسلامی تعلیمات کی برتری ثابت کرکے

آریہ سماج و برہمہ سماج وغیرہ کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں مگر اپنے مخالف علماء اسلام کے خلاف بھی بہت کچھ زہر اگلا ہے۔

⑦ حجۃ الاسلام | یہ کتاب ۱۸۹۳ء میں تردید عیسائیت کے موضوع پر شائع ہوئی، جس میں مرزا قادیانی نے ڈاکٹر ایچ مارٹن کلارک وبعض دیگر عیسائیوں کو اسلام کی دعوت ہے۔

⑧ جنگ مقدس | مرزا قادیانی اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کے درمیان ابطال عیسائیت کے موضوع پر ایک مباحثہ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء تا ۵ جون ۱۸۹۳ء جاری رہا۔ مرزا نے اس مباحثہ کی تفصیلات "جنگ مقدس" میں درج کی ہیں۔

⑨ شہادت القرآن | ۱۸۹۳ء کی تصنیف ہے جو ایک شخص عطا محمد نامی نیچری یا چکڑالوی خیالات کے حامل شخص کے خط کے جواب میں لکھی تھی۔ یہ شخص وفات مسیح کا قائل تھا مگر احادیث میں نزول مسیح کے بیان کو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط سمجھتا تھا، اس لئے اس نے مرزا سے سوال کیا تھا کہ اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آپ مسیح موعود ہیں، یا کسی مسیح کا انتظار ہم پر فرض ہے۔

⑩ نجم الہدیٰ | یہ کتاب ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں اولاً حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خوب تعریف کی ہے۔ اس کے بعد دعویٰ کیا ہے کہ آج کل اسلام پر ہو رہے دشمنوں کے حملوں سے بچانے کے لئے خدا تعالےٰ نے بحیثیت مجدد و امام وقت مجھے مبعوث کیا ہے۔

⑪ خطبہ الہامیہ | ۱۹۰۰ء مطابق ۱۳۱۷ھ کی عید الاضحیٰ میں نماز عید کے بعد حسب معمول مرزا نے اردو خطبہ پڑھا، خطبہ ختم ہونے کو تھا کہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے مرزا قادیانی سے کچھ اردو وعظ و نصائح کی فرمائش کی۔ چنانچہ مرزا نے وہ سلسلہ اردو میں جاری رکھا۔ اسی اثناء میں عربی خطبہ شروع کر دیا، جس میں صرف قربانی کے فلسفہ کا بیان تھا۔ مگر جب ۱۹۰۲ء میں اسکو شائع کیا تو اس کے ساتھ اور بھی بہت کچھ عربی عبارتوں کا اضافہ کر دیا، جن میں اپنے دعویٰ پر روشنی ڈالی ہے۔ اور جسے باب ثانی وثالث کا عنوان دیا ہے۔

اصل خطبہ ۳۸ صفحات کا ہے اور کل کتاب ۲۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا کی تائید میں بطور نشان الٰہی کے یہ عربی خطبہ مرزا کی زبان سے فی البدیہ جاری ہوا، جو فصاحت وبلاغت کی وجہ سے معجزانہ رنگ لئے ہوئے ہے، اس لئے اس کو خطبہ الہامیہ کہا جاتا ہے، ورنہ واقعتہً وہ کوئی وحی یا الہام نہ تھا۔

⑫ تحفہ گولڑویہ | ۱۹۰۰ء میں حضرت پیر محمد علی شاہ گولڑوی نے مرزا کی تکذیب میں شمس الہدایہ تصنیف کی تھی جس میں حیات مسیح پر دلائل پیش کئے تھے۔ مرزا نے اس کے جواب میں ۱۹۰۲ء میں "تحفہ گولڑویہ" شائع کی۔

⑬ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ | اس سرورق اشتہار میں مرزا نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ میرے الہامات میں میرے حق میں بار بار رسول، مرسل اور نبی کے الفاظ یقیناً آئے ہیں مگر وہ اصطلاحی معنی کے اعتبار سے نہیں ہیں بلکہ استعارہ ومجاز کے رنگ میں ہیں۔

⑭ دافع البلاء | ۱۹۰۲ء میں پنجاب میں زبردست طاعون پھیلا، اسی سال مرزا نے ایک رسالہ "دافع البلاء" ومعیار اہل الاصطفاء" نام کا شائع کیا جس میں اس نے طاعون کے ازلہ کی یہ تدبیر بھی بتائی کہ اس نازک وقت میں مامور من اللہ (یعنی مرزا) کی طرف رجوع کریں اور اس کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اس کے انکار واستہزاء سے باز آجائیں۔

اس کتاب میں مرزا نے حضرت مولانا احمد حسن صاحب محدث امروہی رحمہ تلمیذ خاص حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کو اپنے مدمقابل کی حیثیت سے مخاطب کیا ہے، جنھوں نے امروہہ میں قادیانیت کا ناطقہ بند کر دیا تھا۔

⑮ اربعین | ۱۹۰۰ء میں مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین پر اتمام حجت کے لئے چالیس اشتہار پندرہ پندرہ دن کے وقفہ سے شائع کرنے کا پروگرام بنایا، اور ان کا نام "اربعین" رکھا، مگر دسمبر ۱۹۰۰ء تک کل چالیس اشتہار شائع کئے جو ایک ضخیم کتاب بن گئے۔ اور انہیں پر یہ سلسلہ موقوف ہوگیا۔

⑯ **کشتی نوح** | اس کتاب کے دو نام اور ہیں "دعوۃ الایمان اور تقویت الایمان" طاعون کے زمانہ میں مرزا نے یہ کتاب ۵؍اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع کی اور اس میں دعویٰ کیا، جو شخص میری مکمل پیروی کرے گا وہ طاعون سے بچ جائے گا۔ اس کتاب میں اس نے اپنے بارے میں کہا:

"خدا کی سب راہوں میں سے میں آخری راہ ہوں"۔ [1]

⑰ **مواہب الرحمان** | ۱۹۰۲ء میں مرزا کی کتاب کشتی نوح کا انگریزی ترجمہ رسالہ ریویو آف ریلیجز میں شائع ہوا تو مصر کے اخبار اللواء کے ایڈیٹر نے اس پر تبصرہ بصورت تردید لکھا۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے عربی میں "مواہب الرحمان" تصنیف کی، اور بزعم خود اپنے دعویٰ مسیحیت پر روشنی ڈالی۔

⑱ **تحفۃ الندوہ** | مرزا قادیانی نے اربعین ۳ ص ۴۲ میں آیت کریمہ ....

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین۔ (الحاقۃ)	اور اگر یہ بنا لاتا ہم پر کوئی بات تو ہم پکڑ لیتے اس کا داہنا ہاتھ، پھر کاٹ ڈالتے اس کی گردن۔ (شیخ الہند)

...کی تشریح میں اس بات پر زور دیا ہے کہ کوئی مدعی کاذب بعد دعویٰ ۲۳؍سال سے زیادہ زندہ نہیں رہتا۔ اور چونکہ میرے دعویٰ الہام پر یہ مدت گذر چکی ہے لہٰذا میں سچا ہوں۔

اس بارے میں حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری رح نے ایک اشتہار ندوۃ العلماء کے اجلاس امرتسر منعقدہ ۹ تا ۱۱؍اکتوبر ۱۹۰۲ء سے پہلے شائع کیا کہ میرے ایک دوست ابواسحٰق محمد دین نامی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام قطع الوتین ہے جس میں انھوں نے ان مدعیان کاذب کے نام جو بعد دعویٰ الہام ۲۳؍سال تک زندہ رہے مع مدت دعویٰ تاریخی کتابوں کے حوالوں سے درج کئے ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی کو چاہیئے کہ اجلاس کے موقعہ پر امرتسر آکر علماء ندوہ سے

[1] کشتی نوح در خزائن ج ۱۹ ص ۶۱۔

کہ قطع الوتین کے مضامین صحیح ہیں یا نہیں؟ اگر وہ ان کی صحت کا فیصلہ دے دیں تو مرزا کو وہیں توبہ کرنی پڑے گی، مگر مرزا قادیانی علماء ندوہ سے فیصلہ کرانے پر آمادہ نہیں ہوا۔ اور ۶ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو رسالہ "تحفۃ الندوہ" شائع کر دیا، جس میں اربعین ۳،۴ کے مضامین کو دہرایا ہے

⑲ اعجاز احمدی

موضع مدّ ضلع امرتسر میں مرزا کے فرستادہ مولوی سید سرور شاہ مولوی عبدالکریم کشمیری، سے حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کا مباحثہ ۲۹۔ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا۔ جس میں وہ دونوں لاجواب ہو گئے۔ پھر ۸ر نومبر ۱۹۰۲ء کو مرزا نے حضرت مولانا مرحوم کے جواب میں "اعجاز احمدی" شائع کی، اس میں اپنی پیشن گوئیوں کی صداقت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

⑳ حقیقۃ الوحی

اس کتاب کی وجہ تصنیف یہ ہوئی کہ ڈاکٹر عبدالحکیم جو مرزا کا بڑا معتقد تھا بعض وجوہ سے مرزا کا شدید مخالف ہو گیا اور اس نے حکیم نور الدین کے نام ایک خط میں یہ لکھ دیا تھا کہ مجھے ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آج کی تاریخ سے تین برس تک مر جائے گا، اس بناء پر مرزا نے ڈاکٹر عبدالحکیم کے الہام کو ناقابل اعتبار ثابت کرنے کے لئے "حقیقۃ الوحی" تصنیف کی۔

یہ کتاب ۳۹۰ صفحہ ضخیم ہے جو ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مرزا نے انسانوں کے خواب والہام کی تین قسمیں الگ الگ ابواب میں بیان کرنے کے بعد چوتھے باب میں یہ جتلایا ہے کہ اس کے مزعومہ خواب والہام اعلیٰ وارفع قسم ۳ میں شامل ہیں جو فلق الصبح کی طرح بالکل سچے ہوتے ہیں۔

㉑ روحانی خزائن

چند سال پیشتر قادیانیوں نے مرزا کی متفرق تصنیفات وغیرہ کو "روحانی خزائن" کے نام سے یکجا شائع کیا ہے۔ اس کی ۲۳ر جلدوں میں مرزا کی ۸۰ر تصنیفات ہیں اور دس جلدوں میں مرزا کے ملفوظات ہیں۔ اور جلدوں میں اشتہارات

دیگر قادیانی زعماء کی بعض اہم تصانیف

تصانیف مرزا حکیم نورالدین بھیروی:

حکیم نورالدین بھیروی مرزائی جماعت کا سب سے بڑا عالم اور مرزا علیہ اللعنہ کا سب سے بڑا معتمد اور دست راست تھا۔ مرزا کی اکثر کتابوں کے حوالہ جات اور مباحث و دلائل کو حکیم نورالدین ہی جمع کرتا تھا۔ کئی کتابوں کا مصنف ہے۔ جن میں ''فصل الخطاب'' ''نورالدین'' اور تصدیق براہین احمدیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر کتاب پادری تھامس ہاول کے اعتراضات کے جواب میں ہے اور دوسری کتاب 'آریوں کے رد میں ہے۔ جب کہ تصدیق براہین احمدیہ پنڈت لیکھرام کی کتاب ''تکذیب براہین'' کے جواب میں لکھی۔ اور مرزا کے مزعومہ عقائد اور دعاوی کو اپنے مزعومہ دلائل سے مزین کیا۔

قرآن کا ترجمہ بھی کیا ہے جس میں اپنے گمراہ کن عقائد کی وکالت کی ہے۔

تصانیف مرزا بشیرالدین محمود احمد:

مرزا بشیرالدین محمود احمد مرزائی جماعت کے کثیر التصانیف لوگوں میں سے ہے اس کی کتابوں میں تفسیر صغیر، تفسیر کبیر، حقیقۃ النبوۃ، آئینہ صداقت، وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں

تفسیر کبیر: دس جلدوں میں ہے جو زیادہ تر اس کے درسی افادات کا مجموعہ ہے جبکہ چند پاروں کی تفسیر خود تحریر کی ہے۔ یہ تفسیر دس جلدوں میں ہونے کے باوجود مکمل قرآن کی تفسیر نہیں ہے کیوں کہ اس میں سورۂ آل عمران سے سورۂ توبہ تک، اور سورۂ روم سے سورۃ والنازعات تک کی تفسیر نہیں ہے۔ اس تفسیر میں مرزا کے ملفوظات و اقوال کو تفسیر کیلئے ماخذ بنایا ہے جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس پایہ کی تفسیر ہوگی۔ جیسا کہ خود لکھتا ہے:

''اس زمانہ کے لئے علوم قرآنیہ کا ماخذ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کی ذات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جس نے قرآن کے بلند و بالا درخت کے

گردسے جھوٹی روایات کی اکاس بیل کو کاٹ کر پھینکا اور خدا سے مدد پاکر اس جنتی درخت کو سینچا اور پھر سرسبز و شاداب ہونے کا موقع دیا۔ الحمد للہ ہم نے اس کی رونق کو دوبارہ دیکھا"۔ [1]

تفسیر صغیر یہ قرآن کا با محاورہ ترجمہ ہے۔ مختصر تشریحی نوٹ بھی ہیں۔ دو جلدوں میں ہے اپنے گمراہ کن مرتدانہ عقائد کی بھرپور وکالت کی ہے۔

حقیقۃ النبوۃ اس کتاب میں مرزا کے دعویٰ نبوت و رسالت کی وضاحت کی ہے، اور لاہوری جماعت کے عقیدہ انکار نبوت کی تردید کی ہے۔

سرورق پر لکھا ہے:

"جس میں اصولی طور پر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت براہین قاطعہ کے ساتھ پیش کی گئی ہے"۔ [2]

آئینہ صداقت اس کتاب میں لاہوری جماعت کے سربراہ محمد علی لاہوری کے جماعت سے علیحدگی کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ اس کی کتاب "سپلٹ" کا جواب ہے۔ اس کتاب میں قادیانی جماعت کے عقائد ثلثہ کی تشریح ہے۔

اوّل، یہ کہ مرزا فی الواقع نبی ہے۔

دوم، یہ کہ آیت اسمہ احمد کی پیش گوئی کا مصداق ہے۔

تیسرے، یہ کہ جو لوگ مرزا کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں

ان کے علاوہ مرزا بشیر الدین محمود کی تصنیفات میں "حقیقۃ الامر، القول الفصل" دعوۃ الامیر اور منصب خلافت" وغیرہ کتابیں بھی قابل ذکر ہیں۔

تصانیف مرزا بشیر احمد ایم، اے:

مرزا بشیر احمد ایم اے کی دو کتابیں قادیانی لٹریچر میں مقبول ہیں۔

---

[1] جلد سوم تفسیر کبیر دیباچہ صفحہ ج

[2] سرورق کتاب مذکور۔

سیرت المہدی — یہ کتاب تین ضخیم جلدوں میں ہے اس میں مرزا کے حالات زندگی کو بسط وتفصیل سے لکھا گیا ہے۔ مرزا سے متعلق خود اس کی تحریریں اور اسکی جماعت کے لوگوں کی زبانی روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب سے مرزا کا کچا چٹھا بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

کلمۃ الفصل — یہ کتاب رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کا ایک جزء ہے اس میں پوری وضاحت سے لکھا ہے کہ مرزا پر ایمان لائے بغیر نجات ممکن نہیں۔

تصانیف حکیم سید محمد احسن امروہوی:

حکیم محمد احسن امروہوی کا قادیانی جماعت میں بہت اونچا علمی مقام ہے۔ انہوں نے مرزا کے دعاوی کی تائید میں کئی کتابیں تحریر کی ہیں، جن میں اعلام الناس، شمس بازغہ، اور القول المجد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اعلام الناس چار حصے — یہ مرزائی جماعت کی اولین کتابوں میں سے ہے مرزا کی کتاب ازالۂ اوہام سے پہلے شائع کی ہے۔ مرزا کے دعوی مجددیت ومسیحیت کو اپنے مزعومہ دلائل سے آراستہ کیا ہے۔

شمس بازغہ — یہ کتاب بھی مرزا کے دعوی مسیحیت کے اثبات میں لکھی گئی ہے۔

القول المجد فی تفسیر اسمہ احمد — قرآنی پیشن گوئی "مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کی من مانی تفسیر کر کے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کا مصداق مرزا غلام احمد کی ذات ہے۔

قادیانیوں کا قرآن

تذکرہ یعنی وحی مقدس — قادیانی لٹریچر کی اہم کتاب جو ان کے یہاں قرآن کے مثل ایک کتاب ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے کی نگرانی میں محمد اسماعیل پروفیسر

جامعہ احمدیہ، شیخ عبدالقادر مبلغ سلسلہ احمدیہ اور عبدالرشید زبردی نے۔ مرزا کے تمام الہامات کشوف، رویا، کو تاریخ وار ترتیب سے جمع کر دیا۔ گویا پورے قادیانی لٹریچر کا خلاصہ ہے۔ تنہا ایک کتاب ان کے تمام عقائد، دعاوی، تحریفات وغیرہ کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

قادیانیوں کی بیحد پسندیدہ کتاب

عسل مصفیٰ (دو جلد) مرزا خدا بخش ملتانی کی کتاب ہے، قادیانی لٹریچر میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے، قادیانیوں کے مزعومہ عقیدۂ وفات عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کو مصنف نے بزعم خود دلائل عقلیہ و نقلیہ سے آراستہ کیا ہے۔ تقریباً پندرہ سو صفحات کی کتاب ہے۔ کتاب پر تمام قادیانی لیڈروں کی تعریفات ہیں۔ مرزا بشیرالدین محمود اس کتاب کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

"ہر احمدی کو اسے پاس رکھنا چاہئے" [۱]

مفتی صادق لکھتا ہے کہ:

"یہ کتاب حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں لکھی گئی تھی حضور نے اس کا بہت سا حصہ سنا اور پسند کیا" [۲] (ص۲۲)

خود صاحب کتاب نے مرزا قادیانی کا یہ جملہ نقل کیا ہے:

"مرزا خدا بخش صاحب نے ایسی کتاب لکھی ہے کہ میرے مریدوں میں سے کسی نے آج تک ایسی عمدہ کتاب نہیں لکھی" [۳]

۱؎ کتاب مذکور ایڈیشن دوم ص۲۲ ۳؎ کتاب ھذا ص۷۔

۲؎ " " ص۲۲

مولوی محمد علی ایم۔ اے کی تصانیف

النبوۃ فی الاسلام محمد علی ایم اے مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدین میں خاص مقام رکھتا ہے اور قادیانیت کی دوسری شاخ لاہوری پارٹی کا بانی ہے، یہ پارٹی مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتی بلکہ مجدد اور مسیح مانتی ہے اور اس کی مخالفت کو قابل مواخذہ قرار دیتی ہے۔

"النبوۃ فی الاسلام" میں محمد علی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا نے اصطلاحی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ کتاب ۲۷۰ صفحات کی ضخیم ہے۔

بیان القرآن یہ دو جلدوں میں ۱۴۹۶ صفحات پر مشتمل قرآن پاک کی تفسیر ہے۔ اس میں نیچریت کی جھلک صاف طور پر پائی جاتی ہے۔ چنانچہ جگہ جگہ خوارق کا انکار کیا گیا ہے اور آیات کریمہ میں تاویلات بلکہ تحریفات کی گئی ہیں... حضرت مولانا علی میاں صاحب لکھتے ہیں:

> "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے ذھن نے سرسید کے لٹریچر اور ان کی تفسیر قرآن کے اسلوب اور ان کے فکر کو پورے طور پر جذب کر لیا تھا"[1]

نیز مرزا کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے آیات میں جگہ جگہ تحریف کی گئی ہے۔

تحریک احمدیت اس کتاب میں اولاً مرزا قادیانی کا سوانحی خاکہ ہے، پھر اس کے دعاوی مجددیت، مسیحیت، مہدویت کے اسباب و دلائل پر الگ الگ ابواب میں تفصیلی بحث کی ہے، اور مرزا کا دفاع کیا ہے۔

نیز احمدیت (قادیانیت) کی کارگذاری پر روشنی ڈالی ہے۔

یہ کتاب ۲۲۰ صفحات کی ضخیم ہے۔

اس کے علاوہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے انگریزی میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے، اور "سیرت خیر البشر" "تاریخ خلافت راشدہ" "مقام حدیث" وغیرہ بھی اس کی تصنیفات میں شامل ہیں۔

---

[1] قادیانیت صفحہ ۲۰۳۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد اس کی جماعت کے سربراہ

(۱) مولوی حکیم نورالدین بھیروی ۱۸۴۱ء ۱۹۱۴ء

نام ونسب و پیدائش اس کی ولادت ۱۸۴۱ء میں پنجاب کے ایک قدیم شہر بھیرہ میں ہوئی۔ تیسویں پشت میں اس کا شجرہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اس کے خاندان میں بہت سے اولیاء ومشائخ گذرے ہیں۔

تعلیم و حج ابتدائی تعلیم ماں باپ سے حاصل کی، پھر لاہور اور راولپنڈی میں تعلیم پائی نیز حصول علم کی خاطر رامپور، لکھنؤ، میرٹھ اور بھوپال کے سفر کئے۔ اس دوران عربی فارسی، منطق، فلسفہ، طب غرض ہر قسم کے علوم مروجہ سیکھے، چوبیس پچیس سال کی عمر میں حرمین کی زیارت نصیب ہوئی، وہاں بعض اکابر علماء سے حدیث پڑھی واپس آکر بھیرہ میں درس وتدریس اور مطب کا آغاز کیا۔ ۱۸۷۶ء تا ۱۸۹۲ء ریاست جموں کشمیر میں شاہی طبیب کی حیثیت سے قیام رہا۔

قابل عبرت پیشن گوئی شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا سہارنپوری رح تحریر فرماتے ہیں،

> "حکیم نورالدین ایک مرتبہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری (مرشد حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رح) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے حکیم نورالدین سے فرمایا کہ قادیان میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اور تمہارا نام لوح محفوظ میں اس کے مصاحب کے طور پر لکھا ہوا ہے۔" [۱]

بدقسمتی اور مرزا قادیانی سے بیعت چنانچہ مارچ ۱۸۸۵ء میں قادیان پہنچکر حکیم نورالدین نے مرزا غلام احمد سے پہلی مرتبہ ملاقات کی، اور مرزا سے اس کو عقیدت ہوگئی۔ بالآخر ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جب مرزا نے لدھیانہ میں اپنی بیعت کا آغاز کیا تو سب سے پہلے مولوی نورالدین نے ہی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

---

[۱] آپ بیتی جلد ۶

قادیان میں قیام اور مرزا کا علمی تعاون :

مرزا قادیانی کی منشاء کے مطابق ۱۸۹۲ء میں قادیان میں مکان بنوا کر حکیم نورالدین نے مطب شروع کر دیا۔ ساتھ ہی روزانہ مرزا کے دربار میں حاضری دیتا' نیز سیر وسفر وغیرہ میں مرزا کے ہم رکاب رہتا تھا۔ تصنیف وتالیف کے دوران حوالہ جات نکالنے میں مرزا کی مدد کرتا تھا' اور اس کی تصانیف کی پروف ریڈنگ کرتا تھا' قادیانی اخبار "الحکم" اور بدر کی قلمی معاونت بھی کرتا تھا۔

جانشینی ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو بعمر ۶۷ سال مولوی نورالدین کو مرزا کا گدی نشین منتخب کیا گیا۔

موت ۱۹۱۰ء میں مولوی نورالدین گھوڑے سے گر گیا' بہت چوٹیں آئیں اور علالت کا سلسلہ طویل ہو گیا' بالآخر ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو اس کا انتقال ہو گیا۔

(۲) مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی ولد مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۸۹ء تا ۱۹۶۵ء

ابتدائی تعلیم مرزا محمود کی ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم الاسلام میں ہوئی۔ صحت کی کمزوری اور نظر کی خرابی کی وجہ سے اس کی تعلیمی حالت اچھی نہیں رہی' ہر جماعت میں رعایتی ترقی ملتی رہی' مڈل اور انٹرس (میٹرک) کے سرکاری امتحانوں میں فیل ہو گیا۔ پھر مرزا غلام احمد نے خود اس کو قرآن شریف ترجمہ بخاری شریف' کچھ طب کی کتابیں اور عربی رسالے پڑھائے۔

جانشینی ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسجد نور میں جانشین دوم کے طور پر اس کا انتخاب عمل میں آیا پچاس قادیانی افراد نے مرزا محمود کی گدی نشینی سے اختلاف کرتے ہوئے اس سے بیعت نہیں کی جن میں محمد علی ایم اے اور خواجہ کمال الدین پیش پیش تھے۔

گھناؤنا کیریکٹر قادیانیت کی تاریخ میں مرزا محمود کا گھناؤنا کیریکٹر معروف ومشہور ہے خود قادیانیوں نے اس کے جرائم کا پردہ فاش کرنے کے لئے اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً تاریخ محمودیت' ربوہ کا مذہبی آمر' شہر سدوم وغیرہ

موت ۱۹۵۴ء میں مرزا محمود پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر بچ گیا اس کے بعد سے تکلیف مسلسل جاری رہی۔ آخرکار ۸، ۹ رنومبر ۱۹۶۵ء کی درمیان شب میں راہی ملک عدم ہوا۔

(۳) **مرزا ناصر احمد ولد مرزا محمود قادیانی**

ولادت ۱۹۰۹ء — وفات ۱۹۸۲ء

تعلیم ابتداء سرور شاہ قادیانی سے اردو و عربی پڑھ کر مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا ۱۹۲۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے میٹرک کا امتحان دیا پھر ۱۹۳۴ء میں گورنمنٹ کالج سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اس کے بعد انگلستان گیا اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کر کے ۱۹۳۸ء میں واپس ہوا۔

جانشینی وہاں سے واپس ہونے کے بعد مختلف عہدوں پر کام کرتا رہا اور ۸ رنومبر ۱۹۶۵ء کو مجلس انتخاب نے مرزا ناصر کو مرزا قادیانی کا تیسرا جانشین نامزد کیا۔

موت ۲۶ رمئی ۱۹۸۲ء کو مرزا ناصر پر دل کا دورہ پڑا، علاج ہوتا رہا، آخرکار ۸، ۹ جون کی درمیان شب میں پھر شدید حملہ ہوا۔ اور ایک بجے کے قریب دنیا سے رخصت ہوا۔

موجودہ سربراہ

(۴) **مرزا طاہر احمد ولد مرزا محمود احمد قادیانی**

ولادت ۱۹۲۸ء

تعلیم ۱۹۴۴ء میں مرزا طاہر قادیانی نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان سے میٹرک پاس کر کے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ اور ایف، ایس، سی تک کی تعلیم حاصل کی پھر جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے کر ۱۹۵۳ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۷ء تک یورپ میں تعلیم پاکر ربوہ (پاکستان) واپسی ہوئی۔

جانشینی اپنی جماعت کے مختلف عہدوں پر کام کرنے کے بعد ۱۰ر جون ۱۹۸۲ء مجلس انتخاب کے ذریعہ اس کو مرزا قادیانی کا چوتھا جانشین قرار دیا گیا۔

۱۹۸۴ء میں لندن فرار ۲۴ر اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل ضیاء الحق مرحوم (صدر پاکستان) کے دور حکومت میں جب امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہوا، تو مرزا طاہر نے پاکستان سے فرار ہو کر لندن (اپنے اصل مستقر میں) پناہ لی۔ اور تادم تحریر وہیں مقیم رہے اور دنیا بھر میں زیغ وضلال وارتداد پھیلانے میں مصروف ہے۔

مرزائی گروہ کی دو بڑی پارٹیاں

قادیانی اور لاہوری

مرزائی گروہ کی یہ دو پارٹیاں کیسے وجود میں آئیں، اس کی روداد محمد علی ایم اے مرزائی لاہوری نے یوں بیان کی ہے:

"بانی سلسلہ (مرزا غلام احمد) کی وفات کے بعد سلسلہ کا کل کاروبار حسب وصیت صدر انجمن احمدیہ کے سپرد رہا، اور سلسلہ کی قیادت حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے ہاتھ میں رہی۔ اور یہ صورت حال ان کی وفات تک رہی جو مارچ ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ اس عرصہ میں جماعت خوب ترقی کرتی چلی گئی مگر اس تعداد کی ترقی سے بڑھ کر یہ بات تھی کہ عام مسلمانوں میں اس کی قبولیت بہت پھیلتی گئی اور گو ظاہر طور پر کوئی اختلاف جماعت میں نہیں ہوا لیکن دو قسم کے اختلافی امور ان ایام میں پیدا ہو گئے تھے جن کے زیادہ قوت پکڑنے میں صرف مولوی نورالدین صاحب کی زبردست شخصیت مانع رہی۔ ان میں سے ایک امر خلیفہ اور انجمن کے تعلقات تھے، اور دوسرا امر مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ تھا۔ امر اوّل چونکہ اندرونی نظام سلسلہ سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اس سوال نے نہ اس وقت اور نہ بعد میں کوئی اہمیت اختیار کی۔ گو جماعت کے دو ٹکڑے ہونے میں یہ امر متنازع فیہ تھا، مگر امر دوم

سلسلہ ہی نہیں، اسلام کے اصول تعلیم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لئے اس پر بالآخر مولوی صاحبؒ کے انتقالؒ کے بعد جماعت احمدیہ کے دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق کا عقیدہ یہ رہا کہ جن لوگوں نے مرزا صاحب کی بیعت نہیں کی خواہ وہ انہیں ~~مسلمان نہیں~~۔ مجدد اور مسیح موعود بھی مانتے ہوں، اور خواہ وہ ان کے نام سے بھی بے خبر ہوں۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور دوسرے فریق کا عقیدہ یہ رہا کہ ہر کلمہ گو خواہ وہ اسلام کے کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو مسلمان ہے[۱] اور کوئی شخص اسلام سے خارج نہیں ہوتا جب تک کہ وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار نہ کرے .... فریق اوّل یعنی اس فریق کا جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازہ نبوت کھلا ہوا مانتا ہے، ہیڈ کوارٹر قادیان رہا۔ اور دوسرے فریق نے اپنا ہیڈ کوارٹر لاہور میں قائم کیا۔ فریق قادیان کی قیادت اس وقت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ اور فریق لاہور کی مصنف کتاب ہٰذا کے ہاتھ میں (تحریک احمدیت ص۳۲ از محمد علی ایم، اے)

بناوٹی اختلاف

مرزائی گروہ کی ان دونوں پارٹیوں میں اختلاف واقعی ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی مدظلہٗ کے اس تجزیہ سے ہو جاتا ہے۔ موصوف فرماتے ہیں:

”ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر انہیں اختلاف حقیقی ہے تو لاہوری جماعت والوں کو چاہیے کہ وہ قادیانیوں کو برملا کافر کہیں کیوں کہ ایک غیر نبی کو نبی مان رہے ہیں اسی طرح قادیانیوں پر لازم ہے کہ وہ لاہوریوں کو کافر کہیں کہ ایک ”نبی برحق“ کی نبوت کے منکر ہیں۔ لیکن ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کو کافر نہیں

---

[۱] ہاں مجدد اور مسیح امت کو رد کرنا قابل مواخذہ ضرور ہے (مسیح موعود اور ختم نبوت۔ مولفہ محمد علی ایم، اے۔

کہتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان میں اختلاف حقیقی نہیں بلکہ بناوٹی ہے"۔ [1]

مرزائی گروہ کے دیگر فرقے

③ **مرزا کو نبی سازماننے والا فرقہ** | حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانوی نے اس فرقہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ:

"اس فرقہ کا عقیدہ تھا کہ مرزا قادیانی نہ صرف رسول ہیں بلکہ ان کی پیروی سے نبوت ملتی ہے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ مرزا قادیانی نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا نام نبوت رکھا ہے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جس میں یہ سلسلہ جاری و ساری نہ ہو۔ اب اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد نبوت کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو ان کا دین بھی لعنتی بن جائے گا"۔ [2]

اس فرقہ کا ایک شخص چراغ الدین جمونی تھا اس نے مرزا کی زندگی ہی میں نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، جس پر مرزا غلام احمد قادیانی نے چراغ پا ہو کر دافع البلاء میں لکھا (جو ۲۳ راپریل ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی):

"یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ الدین نے دعویٰ کیا، جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات منہ پر لاوے لعنۃ اللہ علی الکافرین ......
بس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے"۔ [3]

مذکورہ بالا دلیل سے بہت سے "قادیانی نبی" مبعوث ہوئے یہاں تک کہ قادیانی انبیاء کی بہتات سے مرزا محمود بوکھلا اٹھے اور خطبہ میں فرمایا:

"دیکھو! ہماری جماعت میں ہی کتنے مدعیٔ نبوت کھڑے ہو گئے ہیں، میں ان میں سے سوائے ایک کے سب کے متعلق یہ خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے نزدیک جھوٹ

---

[1] کاپی ردقادیانیت ص۲۳، [2] مرزا قادیانی مراق سے نبوت تک در تحفہ قادیانیت ص۹۶،
[3] مختصراً از ائمہ تلبیس ص۵۱۲-۵۱۳۔

نہیں ہوئے، واقعہ میں انھیں الہام ہوئے اور کوئی تعجب کی بات نہیں اب بھی ہوتے ہوں۔ مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے" یہی غلطی مرزا غلام احمد نے تو نہیں کھائی! ناقل) [1]

④ مرزا قادیانی کو تشریعی نبی ماننے والا اروپی فرقہ :

منشی ظہیرالدین اروپی موضع اروپ ضلع گوجرانوالہ کا رہنے والا تھا، اس کے نزدیک مسٹر مرزا ایک صاحب شریعت نبی تھا۔ اس کا خیال ہے کہ قادیان ہی بیت اللہ شریف ہے اور وہی خدا کے نبی کی جائے ولادت ہے، اس لئے اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنی چاہئے۔ [2]

اس فرقہ کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(الف) مرزا غلام احمد کی وحی کے الفاظ ٹھیک وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صاحب شریعت رسولوں کی وحی کے ہیں۔ لہٰذا اگر موسیٰ، عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت رسول ہیں تو مرزا غلام احمد بھی یہی شان رکھتے ہیں۔

(ب) مرزا غلام احمد قادیانی نے اربعین ۴ ص۶ پر اپنے صاحب شریعت ہونے کا کھل کر اعلان کیا ہے۔

(ج) مرزا غلام احمد قادیانی حکم ہوکر آئے تھے کہ جس کو چاہیں باقی رکھیں اور جس کو چاہیں رد کردیں، اور یہ صاحب شریعت ہی کا منصب ہے۔

(د) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد اور جزیہ منسوخ کیا اور قادیان کو قبلہ مقرر کیا۔

(ہ) قادیانی کا کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ احمد جری اللّٰہ تھا۔

ان عقائد کا اظہار ظہیرالدین اروپی نے اپنے رسائل میں کیا ہے۔ [3]

---

[1] اخبار الفضل ۴ مارچ ۱۹۳۵ء بحوالہ مرزا قادیانی مراق سے نبوت تک در تحفہ قادیانیت ص۴۹۶ از مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی ، [2] مختصر ائمہ تلبیس ص۵۱۳ ، [3] مرزا قادیانی مراق سے نبوت تک مندرجہ تحفہ قادیانیت ص۴۹۶-۴۹۷۔

⑤ مرزا قادیانی کو معبود و مسجود ماننے والا کھیروی فرقہ:

کھیروی فرقہ کا عقیدہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی معبود و مسجود ہیں اور قادیان بیت اللہ شریف ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے سیرۃ المہدی میں لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود نے پسر موعود کی پیشن گوئی شائع فرمائی (جو بدقسمتی سے پوری نہ ہوسکی۔ ناقل) تو آپ کی زندگی ہی میں ایک شخص نور محمد نامی جو پٹیالہ کی ریاست میں (کھیرو) گاؤں کا رہنے والا تھا پسر موعود ہونیکا مدعی بن بیٹھا' اور بعض جاہل طبقہ کے لوگ اس نے مرید کر لئے یہ لوگ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک دفعہ ان کا ایک وفد قادیان بھی آیا تھا انہوں نے حضرت صاحب کو سجدہ کیا مگر حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمادیا' وہ لوگ چند روز رہ کر چلے گئے' اور پھر نہیں دیکھے گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسے مجانین اور غالی لوگوں کا وجود ہر قوم میں ملتا ہے۔" [1]

لاجواب تبصرہ حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانوی فرماتے ہیں کہ سیرۃ المہدی کے مؤلف نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ان پرستاروں پر مجنون اور غالی ہونے کا فتوی لگایا ہے' حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کی روشنی میں ان کا عقیدہ بالکل صحیح تھا۔ ——— دیکھئے! مرزا غلام احمد قادیانی نے بروز عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا اور قادیانی دانشوروں نے ان کو سچ مچ عیسیٰ مان لیا۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے بروز محمد ہونے کا دعویٰ کیا اور قادیانی دانشوروں نے ان کو سچ مچ "عین محمد" مان لیا۔ ٹھیک اسی اصول پر مرزا قادیانی نے بروز خدا ہونے کا دعوی کیا۔ اب اگر کچھ لوگ ان کو سچ مچ خدا مان لیں تو ان کو مجنون اور غالی کیوں کہا جائے؟ جب یہ اصول تمام قادیانی امت کو مسلم ہے کہ بروز اپنے اصل ہی کا حکم رکھتا ہے' اسی قادیانی اجماع کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کو "مسیح موعود" اور "محمد ثانی"

---

[1] سیرۃ المہدی جلد ۳ ص ۲۳۲

تسلیم کیا گیا کیوں کہ وہ بروزِ محمد ہونے کے مدعی تھے' تو مرزا غلام احمد قادیانی کو بروزِ خدا کے مدعی ہونے کی وجہ سے خدا کیوں نہ مانا جائے۔؟

شاید کسی کو وسوسہ ہو کہ حضرت قادیانی نے ان کو سختی سے منع فرمادیا تھا' اس لئے ان کا موقف غلط ہے۔ قادیانی اصول کے مطابق اس کا جواب بہت آسان ہے۔ وہ یہ کہ' اس وقت تک حضرت قادیانی کو یہ سمجھ نہیں آئی تھی کہ الہامات میں ان کو "خدائی منصب" عطا کیا گیا ہے ٹھیک جس طرح کہ مرزا محمود قادیانی کے دعوی کے مطابق حضرت قادیانی ۱۹۰۱ء تک یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ ان کو منصب نبوت عطا کیا گیا ہے۔ .... اور یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے فتنہ کے خوف سے انہیں منع فرمادیا ہو' ٹھیک جس طرح حضرت صاحب نے "ایک نبی آیا" کا الہام فتنہ کے خوف سے مدت تک چھپائے رکھا" [1]

[1] مرزا قادیانی مراق سے نبوت تک در تحفہ قادیانیت ص۴۹۸-۴۹۹۔

دُوسرا مُحاضرۂ علمیہ

بر موضوع



پیش کردہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصورپوری

استاذ حدیث وادب دارالعلوم دیوبند

طباعت :۔ شیروانی آرٹ پرنٹرز دہلی ۱۱۰۰۰۶ فون :2943292



قادیانیت کی ابتداء مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی (بانیٔ قادیانیت) نے ۱۸۸۰ء میں اپنی علمی و مذہبی زندگی کا آغاز کیا، اور اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جس کے دوران اس نے اپنے بارے میں مامور اور ملہم من اللہ، اور مجدد ہونے کے دعوے کیے اور اپنے کو ہمدرد و خادم اسلام کی حیثیت سے پیش کیا تو اچھی خاصی شہرت اسکو حاصل ہو گئی، حتیٰ کہ کچھ لوگ اس سے بیعت لینے کو کہنے لگے (حالانکہ مرزا نہ کسی شیخ طریقت کا مرید تھا اور نہ کسی شیخ سے اس کو اجازت بیعت ملی تھی)۔

بیعت لینے سے انکار جب بھی اس کے سامنے بیعت کا تذکرہ آتا تو وہ انکار کر دیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ:

انسان کو خود سعی و محنت کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص۲۷) 29:69

اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں۔

بیعت لینے کا اعلان لیکن پھر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو اس نے اعلان کر دیا کہ:
"اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے اور ایک جماعت تیار کرنیکا حکم دیا ہے"

بیعت لینے کا آغاز لدھیانہ میں اس اعلان کے بعد ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو مرزا قادیانی نے لدھیانہ میں عام بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا

تاخیر کی وجہ اس اعلان کے فوراً بعد بیعت لینے کا سلسلہ اس لیے شروع نہیں کیا کہ مولوی نورالدین سے مرزا قادیانی نے وعدہ کر رکھا تھا کہ سب سے پہلے اس سے بیعت لے گا۔ اور وہ اس وقت بحیثیت سرکاری طبیب کشمیر میں مقیم تھا (مجدد اعظم جلد اول ص۲۱۷)

بہرحال ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو کل چالیس اشخاص نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور بقول مرزائیوں کے "سلسلۂ عالیہ احمدیہ" کی بنیاد پڑی، جس کے ذریعہ مرزا کے مریدوں کی ایک جماعت بنتی چلی گئی۔

لہٰذا اسی تاریخ کو قادیانیت کا باقاعدہ نقطۂ آغاز سمجھا جانا چاہیئے۔

قادیان میں سالانہ جلسہ کا آغاز

پھر ۱۸۹۰ء میں جب مرزا قادیانی نے اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اہلِ حق نے اس کے زیغ و ضلال کی قلعی کھول دی اور مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے حلقوں سے اس پر کفر و ارتداد کے فتوے لگائے گئے مگر مرزا قادیانی اپنی روش سے باز نہیں آیا۔ کیوں کہ وہ تو ایک خفیہ مرتب اسکیم کے تحت مذہبیات کے لبادہ میں اپنے پروگرام پر عمل کر رہا تھا جس کی قدرے تفصیل آرہی ہے، اس لیے بجائے اس کے کہ وہ علماء حقانی کی نصیحتوں پر کان دھرتا، پوری ضد اور ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنے باطل خیالات کو اپنے پیروکاروں کے دل و دماغ میں مضبوطی سے پیوست کرنے اور دوسرے ناواقف مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں گرفتار کرنے کے لیے ۱۸۹۱ء میں اس نے سالانہ جلسہ کی بنیاد ڈال دی۔

قادیان کے جلسہ کی غیر معمولی اہمیت

اور اس کی اہمیت یوں سمجھائی کہ:

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے"

(مجموعہ اشتہارات مرزا ص۳۴۱ حصہ اول)

مرزا قادیانی کے جانشینوں (آج کل اس کا پوتا مرزا طاہر احمد اس کا جانشین ہے اور لندن میں مقیم ہے) کے ذریعہ بیعت کا یہ سلسلہ (دام تزویر) قائم ہے اور سالانہ جلسے بھی ہندوستانی مرکز قادیان اور پاکستانی مرکز ربوہ میں اہتمام سے منعقد کیے جاتے ہیں۔

ہر پہلو سے قادیانیت کو بے نقاب کیا جانا ضروری ہے

اس سلسلہ بیعت اور جلسہ ہائے سالانہ و دیگر ذرائع سے جو مخالف اسلام نظریات پھیلائے جاتے رہے ہیں اور اسلام و مسلم دشمن اقدامات کیے جاتے رہے ہیں ان کا جائزہ لینے کے لیے قادیانیت کے مذہبی اور سیاسی چہروں کو الگ الگ بے نقاب کرنا ضروری ہے تاکہ قادیانیت کی سنگینیت کا اندازہ ہو سکے، اور سادہ لوح مسلمان قادیانیوں کے پرفریب دعووں اور پروگراموں سے اپنے کو دور رکھ سکیں۔

تحریک قادیانیت کا مذہبی چہرہ

قادیانیت کیا ہے ؟ اس کا اجمالی جواب تو یہ دیا جا سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو باطل دعوے اپنے بارے میں کیئے اور بطور زندقہ کے جو مخصوص کفریہ عقائد و نظریات بزعم خود صحیح اسلامی عقائد کے نام سے پھیلائے ہیں انہی کا نام قادیانیت ہے ۔

ان میں بھی مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ کو خصوصی مقام حاصل ہے ۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی لکھتا ہے :

"احمدیت کے مخصوص عقائد کے بیان میں سب سے مقدم جگہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو حاصل ہے ، کیوں کہ احمدیت کی عمارت کی بنیاد انہی دعاوی پر قائم ہے ۔ (حقیقی اسلام ص۲۵ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

مجمل فہرستِ عقائد مرزا قادیانی

یوں تو یہ دعاوی باطلہ و عقائد کفریہ مرزا قادیانی کی تصانیف میں طول طویل مباحث کے ذیل میں بکھرے ہوئے ہیں لیکن ایک مرتبہ گورداس پور (پنجاب) کی عدالت میں خود مرزا قادیانی نے نومبر ۱۹۰۲ء میں اپنے دستخط کے ساتھ اپنے عقائد پر مشتمل ایک تحریر پیش کی تھی جو مندرجہ ذیل ہے :

4:157/158 وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں ۔ ۔ ۔ وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه ،

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور غشی کی حالت میں زندہ ہی اتار گئے

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر مع جسم عنصری نہیں گئے ۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نہیں اتریں گے اور نہ وہ کسی قوم سے لڑائی کریں گے

(۵) ایسا مہدی کوئی نہیں ہوگا جو دنیا میں آکر عیسائیوں اور دوسرے مذاہب والوں سے جنگ کرے گا اور غیر اسلامی اقوام کو قتل کر کے اسلام کو غلبہ دے گا ۔

(۶) اس زمانہ میں جہاد کرنا ، یعنی اسلام پھیلانے کے لیے لڑائی کرنا بالکل حرام ہے ،

(۷) یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح موعود آکر صلیبوں کو توڑتا اور سوروں کو مارتا پھرے گا ۔

(۸) میں مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی موعود اور امام زماں اور مجدد وقت اور ظلی طور پر رسول و نبی اللہ ہوں اور مجھ پر خدائی وحی نازل ہوتی ہے ۔

(۹) مسیح موعود اس امت کے تمام گذشتہ اولیاء سے افضل ہے۔

(۱۰) مسیح موعود میں خدا نے تمام انبیاء کے صفات اور فضائل جمع کر دیئے ہیں۔

(۱۱) کافر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔

(۱۲) مہدی موعود قریش کے خاندان سے نہیں ہونا چاہیئے۔

(۱۳) امت محمدیہ کا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ شخص ہیں۔

(۱۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی حقیقی مردہ زندہ نہیں کیا۔

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسم عنصری کے ساتھ نہیں ہوا۔

(۱۶) خدا کی وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منقطع نہیں ہوئی۔

(دستخط مرزا غلام احمد)

روداد مقدمہ

(مشمولہ مسل فوجداری بعدالت رائے چندولال صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل گورداسپور ص۵۰۵، ص۵۰۶، تعزیرات ہند بحوالہ تازیانہ عبرت ص۱۱۵ و ص۱۱۶ از رئیس المناظرین مولانا ابوالفضل کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ) ....

یہ فہرست ایک مقدمہ کے دوران ایک خاص ضرورت کے تحت مرزا قادیانی اور اس کے معاونین نے مل کر مرتب کر کے عدالت میں پیش کی تھی لیکن یہ اس کے تمام عقائد و دعاوی کا مجموعہ نہیں ہے، ان کے علاوہ مرزا قادیانی کے اور بھی بہت سے غیر اسلامی عقائد ہیں جو قادیانی لٹریچر میں جا بجا مذکور ہیں۔ بطور نمونہ کے چند عقائد مع عبارتوں کے یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے کچھ اور عقائد باطلہ

عقیدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہیں بلکہ آپ کے بعد مرزا قادیانی حقیقی نبی اور خاتم النبیین ہے

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:۔

ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا، مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں

اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیوں کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے" (کشتی نوح۔ خزائن ص ۶۱/۱۹)

مرزا بشیر الدین محمود قادیانی لکھتا ہے:۔

"پس شریعت اسلام نبی کے جو معنیٰ کرتی ہے اس کے معنیٰ سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں،،

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۷۴ از مرزا محمود قادیانی)

عقیدہ ۲: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں اور دوسری بعثت اقویٰ واکمل ہے

مرزا قادیانی لکھتا ہے:۔

واعلم ان نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کما بعث فی الالف الخامس کذالک بعث فی آخر الالف السادس باتخاذہ بروز المسیح الموعود ...... بل الحق ان روحانیتہ علیہ السلام کان فی آخر الالف السادس اعنی فی ھذہ الایام اشد واقویٰ واکمل من تلک الاعوام بل کالبدر التام (خطبہ الہامیہ۔ خزائن ص۲۷۰، ۲۷۱/۱۶)

(ترجمہ از مرزا) اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود (مرزا قادیانی از ناقل) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔

عقیدہ ۳: مرزا قادیانی بعینہٖ محمد رسول اللہ ہے اور اسکی جماعت میں شامل ہونے والے صحابہ ہیں

مرزا قادیانی لکھتا ہے:۔

صار وجودی وجودہ فمن دخل فی جماعتی دخل فی صحابۃ سیدی خیر المرسلین ومن فرق بینی وبین

(ترجمہ از مرزا) میرا وجود اس (حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ناقل) کا وجود ہو گیا پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے

المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی ۔ (خطبۂ الہامیہ درخزائن ص۲۵۸ ج۱۶، ص۲۵۹)

صحابہ میں داخل ہوا۔ اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے

عقیدہ ۴ : مرزا قادیانی کی مزعومہ وحی اور تعلیم مدارِ نجات ہے

مرزا لکھتا ہے !

”خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے فُلکُ یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے :-

واصنع الفلک باعیننا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ۔

(ترجمہ از مرزا) یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدارِ نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے ،، (حاشیہ اربعین ۴ خزائن ص۴۳۵ ج۱۷)

عقیدہ ۵ : مرزا کے مزعومہ الہامات قرآن کریم کی طرح قطعی اور یقینی ہیں

مرزا لکھتا ہے !

,, میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے ، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں ۔ (حقیقۃ الوحی خزائن ص۲۲۰ ج ۲۲)

عقیدہ ۶ : مرزا قادیانی کو مانے بغیر دین اسلام لعنتی و شیطانی مذہب ہے ۔

مرزا لکھتا ہے !

"وہ دین، دین نہیں اور نہ وہ نبی، نبی ہے، جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ (یعنی نبوت ناقل) سے مشرف ہو سکے، وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو سکھلاتا ہے کہ چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعت محمدیہ پر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم خزائن ص۳۰۶ ج ۲۱)

مرزا ایک اور جگہ لکھتا ہے ——— "یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم خزائن ص۳۵۴ ج ۲۱)

عقیدہ ۷: مرزا پر ایمان نہ لانے والا کافر اور جہنمی ہے

(۱) مرزا کا الہام ہے ——— "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔ (تذکرہ ص۳۳۶)

(۲) کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا (مرزا۔ ناقل) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت از مرزا محمود ص۳۵)

عقیدہ ۸: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ رکھنا شرک عظیم ہے

مرزا لکھتا ہے ——— فمن سوء الادب ان یقال ان عیسی ما مات وان هو الا شرك عظيم يأكل الحسنات ويخالف الحصاة (ضمیمہ حقیقۃ الوحی خزائن ص۶۶۰ ج ۲۲)

(ترجمہ از ناقل) یہ کہنا کہ عیسیٰ نہیں مرا سو ءادبی اور شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھا جانے والی چیز اور عقل و رائے کے خلاف ہے۔

See page 4

عقیدہ۹: مرزا ہی مسیح ہے

مرزا لکھتا ہے: ــــــ انی انا المسیح وبالحق امشی وا سیح ان عیسی مات ولا یحییٰ باحیاءکم (تحفۃ الندوہ۔خزائن ص۹۸/۱۹)

(ترجمہ از ناقل) بے شک میں ہی مسیح ہوں اور حق کے ساتھ چلتا اور گھومتا ہوں بے شک عیسیٰ مرگیا اور تمہارے زندہ کرنے سے وہ زندہ نہیں ہوگا۔

عقیدہ۱۰: جہاد کا حکم موقوف ہوگیا

مرزا لکھتا ہے:

"جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدّت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے، حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا، اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے، پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دیکر مؤاخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت (مرزا کے وقت) قطعًا جہاد کا حکم موقوف کردیا گیا۔ (حاشیہ اربعین، خزائن ص۴۴۳/۱۷)

عقیدہ۱۱: قادیان کا ذکر قرآن کریم میں ہے

مرزا کا کشف ہے:

"تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے، مکہ، مدینہ، اور قادیان، (حاشیہ ازالہ اوہام۔خزائن ص۱۴۰/۳)

عقیدہ۱۲: مسجد اقصیٰ قادیان میں ہے

مرزا لکھتا ہے:

والمسجد الاقصی المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی القادیان سُمّیَ اقصیٰ لبعدہ من زمان النبوۃ ولمّا وقع فی اقصیٰ طرف من زمن ابتداء الاسلام

(حاشیہ خطبہ الہامیہ خزائن ص۲۵، ۲۶/۱۶)

ترجمہ (از مرتب) مسجد اقصیٰ وہی مسجد ہے جو مسیح موعود (مرزا) نے قادیان میں بنائی ہے اس کو اقصیٰ کہنے کی وجہ تو یہ ہے کہ وہ نبوت کے زمانہ سے بعید ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ ابتدائے

اسلام کے زمانہ سے انتہائی بعید ہے۔

عقیدہ ۱۳: قادیان کا سالانہ جلسہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ظلی حج ہے

مرزا بشیر الدین محمود نے ایک خطبہ میں کہا:

"چونکہ حج پر وہی لوگ جاسکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غرباء کو شریعت نے حج سے معذور رکھا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تاکہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں۔ (خطبہ میاں محمود احمد قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان یکم دسمبر سنہ ۱۹۳۲ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۵۵)

سنہ ۱۹۱۴ء کے سالانہ جلسہ میں مرزا محمود نے کہا:

"آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے" (قادیانی مذہب ص ۴۵۵)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (یعنی قادیان) ناقل) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے، اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی" (آئینہ کمالات اسلام خزائن ص ۳۵۲)

الغرض اس قسم کے باطل افکار و عقائد قادیانی تحریریں بکثرت موجود ہیں لیکن قادیانی ٹولہ ناواقف مسلمانوں کو باور کراتا ہے کہ فرقہ احمدیہ مسلمانوں کے دیگر فرقوں کی طرح ایک فرقہ ہے جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ایک سچا پکا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا ادنیٰ ترین غلام تھا اور اس کی قائم کردہ جماعت حقیقی اسلام کی علمبردار ہے۔ جو اسلام کی سربلندی اور اس کے عالمگیر غلبہ کے لیے شب و روز مصروف عمل ہے اور اس جماعت کا کلمہ بھی وہی ہے جو تمام مسلمانوں کا ہے، اسی قرآن کو مانتی ہے جس کو تمام مسلمان مانتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی بھی قائل ہے، اور نماز و دیگر عبادات مسلمانوں کی طرح انجام دیتی ہے۔

اور جب بد قسمتی سے کوئی ناواقف مسلمان ان کے دام تزویر میں پھنس جاتا ہے تو رفتہ رفتہ نصوص میں غلط تاویلات کے ذریعہ مذکورہ بالا خرافات حقیقی اسلام کے نام سے اس کے قلب و دماغ میں اتارے جاتے ہیں اور زندقہ پھیلایا جاتا ہے۔

قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف ایک سازش، ارباب فکر و نظر کا فیصلہ

لیکن ارباب فکر و نظر کا فیصلہ یہ ہے کہ قادیانیت محض ایک فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ فتنہ اسلامی تاریخ کا سب سے خطرناک فتنہ ہے۔ کیوں کہ قادیانیت ایک مستقل دین اور متوازی امت کی دعوت ہے، یہاں پورا دینی نظام ترتیب دیا گیا ہے شعائر کے مقابلہ میں شعائر، مقدسات کے مقابلہ میں مقدسات، مرکز کے مقابلہ میں مرکز، قبلہ کے مقابلہ میں قبلہ، محبت کی جگہ محبت، عظمت کی جگہ عظمت، ایک طریق فکر و استدلال کی جگہ پر دوسرا طریق فکر و استدلال، کتابوں کی جگہ پر کتابیں ہر چیز کا انہوں نے بدل مہیا کیا ہے۔ یہاں تک کہ اسلامی تقویم کے قمری و ہجری مہینوں کے مقابلہ میں مہینوں کے نئے نام رکھے ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف ایک سازش ہے۔

(ماخوذ از تقریر حضرت مولانا علی میاں صاحب)

ڈاکٹر اقبال مرحوم کا تجزیہ اس موقع پر ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم کا تحقیقی تجزیہ قابل مطالعہ ہے وہ فرماتے ہیں:

اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان، اور رسول کریم کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لیے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں مثلاً برہمو سماج خدا پر یقین رکھتے ہیں، اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں، اور رسول کریم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے، جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران

میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا، لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم کی شخصیت کا مرہون منت ہے، میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں [1] (حرف اقبال ص۱۳۶ و ۱۳۷ بحوالہ قادیانیت ص۱۵۴،۱۵۵)

امت مسلمہ کے بارے میں قادیانی گروہ کا قابل نفرین موقف

قادیانی گروہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ ہمارا اور مسلمانوں کا اختلاف اصولی نہیں ہے بلکہ کچھ فروعی مسائل میں اختلافات ہیں، لہٰذا ہمارا گروہ بھی دیگر اسلامی فرقوں کی طرح ایک مسلم فرقہ ہے، کیوں کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو دیگر مسلمانوں کے ہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے،

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے

---

[1] ڈاکٹر اقبال کے بارے میں ایک مقالہ میں حضرت مولانا علی میاں صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ۔ یہ ظاہر ہے کہ اقبال کوئی دقیانوسی آدمی نہ تھے۔ ان کا شمار دنیائے اسلام کے منتخب تعلیم یافتہ اور روشن خیال افراد میں تھا، اور اتحاد اسلامی کے ان اول درجہ کے داعیوں میں سے تھے جن کی دعوت کا اولین اصول بے تعصبی اور رواداری ہے لیکن چونکہ وہ مرزا غلام احمد کو قریب سے جانتے تھے، اور اس کے مذہب اور اس کے مقاصد واسرار سے گہری واقفیت رکھتے تھے اس لیے وہ بھی اس فتنہ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے پر مجبور ہوئے۔ اور وہ پہلے شخص تھے جس نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کرکے ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا خیال پیش کیا۔
(رسالہ دارالعلوم ص۴۴ ستمبر ۱۹۷۴ء)

مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر سمجھتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی، اس مری تحریر پر ہر شخص گواہ ہے۔

(اعلان مورخہ ۲ راکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ص۲ ج۲ مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی)

جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ بیان دعویٰ نبوت سے پہلے کا ہے کیوں کہ اس نے سنہ ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اس قسم کے فریب آمیز پروپیگنڈہ کی وجہ سے بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ قادیانیت مذہب اسلام کے متوازی کوئی نیا دین و مذہب نہیں ہے جس کے اختیار کرنے کی وجہ سے کوئی مسلمان مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

لیکن ایسے لوگوں کی یہ غلط فہمی اس وقت بہت جلد دور ہو جائے گی جب کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے گروہ کے اختیار کردہ مذہبی موقف کو خود انہی کی عبارتوں سے معلوم کرلیں گے جن سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قادیانیت کو اسلام کے مدمقابل ایک دین و مذہب کی حیثیت سے یہ گروہ پیش کرتا ہے مگر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے بطور زندقہ کے اسی کو سچا اسلام کا نام دیتا ہے۔

مگر علماء اسلام نے بتوفیق اللہ تعالیٰ قادیانی گروہ کے اس دجل و تلبیس کا پردہ چاک کر کے رکھدیا ہے اور اس کے پراگندہ لٹریچر سے ثابت کردیا ہے کہ اس گروہ کو مسلمانوں سے ہر ہر بات میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ملاحظہ کیجیے:

ہر ہر بات میں اختلاف

مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی کا دو ٹوک بیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا، یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ص، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے،،

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۳، ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء) بحوالہ قادیانی مذہب ص۴۰۶

غیر احمدیوں سے اصولی اختلاف (قادیانی فتویٰ)

یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔ (نہج المصلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص۲۷۴ مؤلفہ محمد افضل خاں قادیانی)

حضرت محمد ﷺ پر ایمان کے باوجود مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر ہے (قادیانی فتویٰ)

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے (کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

قادیانیوں کا مشن کہ مسلمانوں کو نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ

چوں دور خسروی آغاز کردند ٭ مسلماں را مسلماں باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے، اور پھر انکے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لیے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں، اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے، مگر ان کے اسلام کا اس لیے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے

(کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۴۳ نمبر ۴ جلد ۱۴)

قادیانیوں کی نظر میں مسلمان "اہل کتاب" ہیں

قادیانی اخبار الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۲۰ء لکھتا ہے کہ:

غیر احمدیوں کی ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت کو بیاہ لا سکتا ہے

نگر مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا ـــــــ حضور مرزا صاحب فرماتے ہیں
،، غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے، کیوں کہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے ،، (اخبار الحکم ۱۴ را پریل ۱۹۲۰ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۴۹۱)

مسلمان امام کے پیچھے قادیانیوں کی نماز جائز نہیں مرزا بشیر الدین محمود قادیانی لکھتا ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیوں کہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں (انوار خلافت ص۹۰ مولفہ مرزا محمود قادیانی)

قادیانیوں کو مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے (فضل صاحب مرحوم) کا جنازہ محض اسلئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا (اخبار الفضل قادیان ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء ج۹ شمارہ ۴۷)

مسلمان معصوم بچہ کا جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں مرزا محمود قادیانی لکھتا ہے جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ شمارہ ۳۲ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۲۲ء) بحوالہ قادیانی مذہب ص۴۹۶

مسلمانوں سے سماجی و مذہبی بائیکاٹ کی تاکید اس کے بعد حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے صاف حکم دیا کہ ،غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات، ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں، جبکہ ان کے غم میں ہم نے شامل ہی نہیں ہونا تو پھر جنازہ کیسا ، (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ شمارہ ۱۲۰ ۱۸ر جون ۱۹۱۶ء)

بحالت اسلام مسلمانوں کا حج فرض ادا نہیں ہوتا ،، جس (مسلمان) نے اس زمانہ میں حج ادا کیا ہو کہ آپ (مرزا قادیانی) کا دعویٰ پوری طرح شائع ہوچکا اور ملک کے لوگوں پر عموماً اتمام حجت کردیا گیا اور حضور نے غیر احمدی کی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمادیا تو پھر اس کا حج فرض ادا نہیں ہوا لہذا احمدی ہونے کے بعد بھی اس کی حالت ایسی ہو کہ جس کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے تو اس کو حج ادا کرنا چاہیئے کیوں کہ

۱ بحوالہ قادیانی مذہب ص۴۸۴ ۲ بحوالہ قادیانی مذہب ص۴۹۶

اس نے جو پہلے حج کیا ہے وہ ادا نہیں ہوا۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۳۷ شمارہ ۱۶ ، ۷ مئی ۱۹۳۴ء) بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۱۵

ان تمام تصریحات سے پوری طرح ثابت ہوگیا کہ یہ گروہ قادیانیت کو متوارث و متعارف مذہب اسلام کے مدمقابل ایک مستقل دین و مذہب کی حیثیت دیتا ہے جس میں مرزا قادیانی کو سب کچھ ماننا جزو ایمان ہی نہیں بلکہ ایمان و اسلام کا دارو مدار ہے مگر زندیقوں کی طرح اس کو اسلام کا نام دیتا ہے اور فریب کاری کے لیے اسلامی اصطلاحات استعمال کرتا ہے، چنانچہ اس گروہ کے یہاں مرزا غلام احمد کو نبی وغیرہ ماننے والوں کو اس کی امت کہا جاتا ہے اور اس کو دیکھنے والے مریدوں کو صحابہؓ اور ان کے دیکھنے والوں کو تابعین اور ان کے دیکھنے والوں کو تبع تابعین کہا جاتا ہے نیز مرزا کے اہل وعیال کو اہل بیت اور اسکی بیویوں کو امہات المومنین کہا جاتا ہے، حکیم نور الدین بھیروی کو ابوبکر اور مرزا بشیر الدین محمود کو عمر فاروق کہا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی اور اسکے مریدین و کنبہ والوں پر مستقلاً درود و سلام بھیجنا فرض مانا جاتا ہے قادیان کو مکہ مدینہ کہا جاتا ہے اور وہاں کے سالانہ جلسہ کی حاضری کو حج کہا جاتا ہے،

کیا ان وضاحتوں کے بعد بھی قادیانیت کو اسلام کا ایک مکتب فکر بتا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔

قادیانیت کا سیاسی چہرہ

دینی و مذہبی اعتبار سے قادیانیت کا اصلی چہرہ سامنے آجانے کے بعد اس کے سیاسی پہلو پر گفتگو کے لیے تاریخی پس منظر سامنے رکھا جانا ضروری ہے تاکہ وہ عوامل و اسباب معلوم ہو جائیں جن کی وجہ سے تحریک قادیانیت کو دیگر مدعیانِ نبوت کی تحریک کے مقابلہ میں زیادہ فروغ حاصل ہوا ———— یہ ایک حقیقت ہے کہ انیسویں صدی کے ربع اول میں حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد کی وجہ سے مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف جہاد اور قربانی کی آگ بھڑک رہی تھی، نیز سید جمال الدین افغانی کی تحریک "اتحاد اسلامی" کو انگریز نے پروان چڑھتے دیکھا۔ اس قسم کے تمام خطرات کو محسوس کر کے انگریز نے مسلمانوں کے دینی مزاج کو سامنے رکھ کر

طے کیا کہ مسلمانوں ہی میں سے کسی شخص کو ایک بہت اونچے دینی منصب کے نام سے ابھارا جائے کہ مسلمان عقیدت کے ساتھ اس کے گرد جمع ہو جائیں اور وہ انہیں حکومت کی وفاداری اور خیر خواہی کا ایسا سبق پڑھائے کہ پھر انگریزوں کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہ رہے۔

چنانچہ برطانوی کمیشن کی رپورٹ میں مذکور ہے۔

"ملک (ہندوستان) کی آبادی کی اکثریت اندھا دھند اپنے پیروں یعنی روحانی رہنماؤں کی پیروی کرتی ہے۔ اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کے لیے تیار ہو کہ اپنے لیے ظلی نبی (نبی کے حواری) ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہو جائے گی۔

اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے" (مطبوعہ رپورٹ انڈیا آفس لائبریری لندن بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۲۵)

قابل قدر جوہر اس رپورٹ کی سفارش کی روشنی میں مسلمانوں کے اندر اس قسم کے شخص کی تلاش شروع کر دی گئی۔ آخر کار مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں انگریزوں کو ایک وفادار ایجنٹ مل گیا [1] جس کو مذہبی مقتدا بننے بلکہ ایک نئے دین کا بانی بننے کا بڑا شوق تھا، چنانچہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے واسطے سیالکوٹ کی ملازمت (۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء) کے دوران یورپی مشنریوں اور بعض انگریز افسران سے تعلقات پیدا کئے اور مذہبی مباحث کی آڑ میں باہمی میل جول کو بڑھایا، اس سلسلہ کا ایک اہم واقعہ پادری بٹلر ایم اے سے طویل ملاقاتیں کرنا اور ولایت واپسی سے پہلے خفیہ بات چیت میں معاملات کو حتمی صورت دینا ہے۔ اس واقعہ کو مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی نے اپنے ایک خطبہ میں یوں بیان کیا تھا۔

"اُس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے ملنے کے لیے خود کچہری آیا، ڈپٹی کمشنر اسے دیکھ کر اس کے استقبال کے لیے آیا، اور دریافت کیا کہ آپ کس

---

[1] مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھا ہے (تبلیغ رسالت ص ۱۹ ج ۷)

طرح تشریف لائے کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا میں صرف آپکے اس منشی (مرزا) سے ملنے آیا ہوں،،

یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابل قدر ہے،، (الفضل قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۳۴ء، قادیان سے اسرائیل تک ص۲۷)

بہر حال مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی خواہش اور ان کے وضع کردہ پروگرام کے مطابق اپنے کام کا آغاز کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطنت برطانیہ کے اقبال کا ستارہ عروج پر تھا، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی مسلمان ہار چکے تھے مذہب اسلام پر ہندوؤں اور عیسائیوں کی جانب سے علمی و ثقافتی حملے ہو رہے تھے مسلمانوں میں باہمی فرقہ بندیاں جنگ وجدال کی حدود میں داخل ہو چکی تھیں۔ جاہل صوفیوں نے شریعت کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا تھا۔ طرح طرح کی پیشین گوئیوں اور الہامات کو سنکر مسلمان اپنے دلوں کو تسلی دیا کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ کوئی مرد خدا غیر معمولی روحانی قوت کے ساتھ نمودار ہو تو اس کے ذریعہ ہی سے مسلمانوں کا یہ انتشار دور ہو سکتا ہے اس لیے مرزا قادیانی نے ان پراگندہ احوال کا فائدہ اٹھا کر سب سے پہلے اپنے آپ کو ایک خادم و مبلغ اسلام کی حیثیت سے قوم کے سامنے پیش کیا۔ اور عیسائیوں و ہندو آریوں سے بحث ومباحثہ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور اخبارات میں مضامین لکھ کر اپنا تعارف کرایا۔ اور دیگر ادیان پر اسلام کی برتری دلائل سے ثابت کر کے شائع کرنے کے لیے براہین احمدیہ کی تصنیف کا اعلان کیا شہرت حاصل ہوتے ہی مرحلہ وار مجدد، مہدی، مسیح موعود، آخر کار نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس دوران مسلمانوں کے اندر مرزا قادیانی کے خلاف طوفان اٹھا تو اس کے آقا انگریز نے ہر موقع پر اس کی سرپرستی کی، اس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی سہولت کے سامان اس کے لیے مہیا کیے، مرزا قادیانی نے بھی گورنمنٹ برطانیہ کی حق شناسی خیرخواہی وہمدردی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ چنانچہ ایک جگہ تحریر کیا ہے۔

،، اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیوں کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے (مجموعہ اشتہارات ص۱۹ جلد ۳)

مرزا قادیانی کی فریب کاری

ایک طرف مرزا قادیانی بظاہر اسلام اور مسلمانوں کا سچا ہمدرد بن کر گورنمنٹ کے مذہب مسیحیت کی تردید میں لٹریچر شائع کررہا تھا اور مسیحی پادریوں سے مناظرہ کررہا تھا جس سے عام مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ مرزا گورنمنٹ کا سخت مخالف ہے، دوسری جانب خود کاشتہ پودا ہونے کی وجہ سے اپنی محسن گورنمنٹ کو اطمینان دلاتا رہتا تھا چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے:

> اور میں اس بات کا اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی...... اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کیے...... تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی، کیوں کہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا کیوں کہ عوض و معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی (تریاق القلوب در خزائن ص۴۹۱، ۱۵۷)

انگریزوں کے مفاد کے لیے کام کرنے والے قادیانی جاسوس

مرزا غلام احمد کی اس تحریک اور اس کی جماعت نے انگریزوں کے لیے بہترین جاسوس پیدا کیے، اس گروہ کے بعض چیدہ اشخاص نے ہند و بیرون ہند میں انگریزی حکومت کی بڑی خدمات کیں اور اس سلسلہ میں جانی قربانی تک سے دریغ نہیں کیا جیسے عبداللطیف قادیانی، عبدالحلیم قادیانی اور ملا نور علی قادیانی کو ۱۹۲۵ء میں حکومت افغانستان نے اسی لیے قتل کیا کہ یہ لوگ افغانستان میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے تھے اور انگریز کا ایجنٹ بن کر افغانیوں کے جذبہ جہاد کو ختم کرنا چاہتے تھے اور حکومت افغانستان کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔

(ماخوذ مختصراً از مقالہ حضرت مولانا علی میاں صاحب مندرجہ رسالہ دارالعلوم ستمبر ۱۹۷۴ء ص۲۳)

معمہ حل ہوگیا

اس تاریخی پس منظر سے یہ معمہ حل ہوجاتا ہے کہ قادیانیت کو نہ صرف ہندوستان بلکہ افریقہ وغیرہ کے دوسرے ممالک میں اس قدر تیزی سے فروغ

کیوں حاصل ہوا کہ جگہ جگہ ان کے مشن کھل گئے اور وہ عیسائی مشنریوں کے طرز پر کام کرنے لگے کیونکہ معلوم ہو گیا کہ تحریک قادیانیت کا سیاسی محرک حکومت برطانیہ تھی جس کے زیر اقتدار اس وقت غیر منقسم ہندوستان اور بہت سے افریقی ممالک بھی تھے اور جس کی نوآبادیات دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلی تھیں اور انگریز فخریہ طور پر کہا کرتے تھے کہ سلطنت برطانیہ پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا اس لیے سلطنت برطانیہ کی نوآبادیات میں آمد و رفت اور قیام کے لیے قادیانیوں کو ہر قسم کی سہولتیں دیجاتی تھیں جن سے فائدہ اٹھا کر ان لوگوں نے ان نوآبادیات میں اپنے اسکول و ہسپتال وغیرہ قائم کرکے اپنے مشنری اڈے پوری طرح مضبوط کر لیے ۔ چنانچہ ۶ر اگست ۱۹۳۵ء کے خطبہ جمعہ میں مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ :

"دو غیر ممالک تو ایسے ہیں جن میں خصوصیت سے ہماری جماعت پھیلی ہوئی ہے ۔ ایک یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ جس میں ۲۵، ۳۰ کے قریب جماعتیں ہیں ، دوسرا ڈچ انڈیز یعنی سماٹرا اور جاوا (قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۴۳، ۱۴۴)

جماعتِ احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ

آگے چل کر مرزا محمود نے اسی خطبہ میں کہا کہ :

"یہ خیال کہ جماعتِ احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ آپکا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سکریٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن سے اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ سے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے ۔ (الفضل قادیان ۶ر اگست ۱۹۳۵ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۴۵، ۱۴۶)

لوگوں کے ذہن میں یہ خیال کیوں راسخ تھا کہ قادیانی جماعت انگریزوں کی ایجنٹ ہے؟ اس کی

وجہ سمجھنے کے لیے مرزا قادیانی کے جانشین بشیر الدین محمود کا وہ بیان ملاحظہ کریں جو جنگ عظیم ۱۹۳۹ء کے زمانہ کا ہے، اگر ہم اسلام اور احمدیت کے نقطۂ نظر سے دیکھیں تو غور کریں کہ کس کے جیتنے میں احمدیت کو فائدہ ہے تو اس صورت میں یقیناً یہی نظر آئے گا کہ انگریزوں کی فتح اسلام اور احمدیت کے لیے مفید ہے

"حکومتِ انگریزی کو ایک بہت بڑی مہم درپیش ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس معاملہ میں حکومت کی امداد کریں، کیوں کہ اس حکومت کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ وابستہ ہے، اگر یہ حکومت جاتی رہی تو یہ تمام فوائد بھی ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں گے (اخبار فاروق قادیان ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۹ء قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۴۶)

قادیانی جماعت کی جانب سے صیہونیت کی مدد

یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانی جماعت نے نہ صرف برطانوی سامراج کی کھل کر حمایت کی بلکہ ان کے حلیف یہودی تحریک قومیت، صیہونیت کی بھی بھرپور مدد کی اور دونوں کے راہنماؤں سے گہرے روابط قائم رکھے ہیں اس سلسلہ میں ابو مدثرہ اپنی کتاب قادیان سے اسرائیل تک میں رقم طراز ہیں:

"یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ انیسویں صدی کے وسط میں رسل ادتھ بل پاس ہو جانے کے بعد یہودی برطانیہ کی سیاست پر چھائے جا رہے تھے اور سول سروس میں اعلیٰ عہدے حاصل کر کے برطانوی نو آبادیات میں قدم جما رہے تھے، جدید سیاسی افکار نے یہودی اور عیسائی کے مذہبی امتیازات کو ختم کر دیا تھا ۱۸۸۶ء سے ۱۹۰۲ء تک برطانیہ کے تین وزرائے اعظم سالسبری گلیڈ اسٹون اور ردزبری میں سے اول الذکر کٹر یہودی تھا۔ اور دوسرے دو یہود نواز کادر ترک دشمنی میں اپنی مثال آپ تھے، تحریک صیہونیت (۱۸۹۷ء) کی بنیاد رکھ کر تھیوڈر ہرزل نے جب عثمانی حکومت کے قبضہ سے فلسطین کو آزاد کرانے کا اعلان کیا تو برطانیہ نے صیہونی لیڈروں سے مضبوط روابط قائم کر لیے اور ایک مشترکہ سیاسی لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے مذاکرات کا آغاز کیا۔

(قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۸، ۱۹)

یہودی ریاست کے قیام میں قادیانیوں کی دلچسپیاں

۱۹۴۶ء کے اواخر میں مشرق وسطیٰ اور عالمی سطح پر جو حالات رونما ہوئے ان کے پس منظر میں قادیانی کردار کا مطالعہ کرنے سے بعض حیرت انگیز انکشافات ہوتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی یہودی ریاست کے قیام میں کس درجہ دلچسپی رکھتے تھے پروگرام کے ابتدائی مرحلے میں مرزا محمود احمد نے لندن مشن میں نئے مبلغ کا تقرر کر کے صیہونیت کے پرانے گماشتے جلال الدین شمس کو مشرق وسطیٰ کے مشن پر روانہ کیا اور سر ظفر اللہ خان کو امریکہ بھجوایا۔

(الفضل قادیان ۸ رجولائی ۱۹۴۶ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۷۸)

۱۵ رجولائی ۱۹۴۶ء کو رائٹر کی اطلاع کے مطابق شمس کی جگہ لندن میں چودھری مشتاق احمد باجوہ کو مبلغ مقرر کیا گیا، ۲۰ جولائی کو شمس کو الوداعی پارٹی دی گئی جس کی صدارت کے فرائض سر ظفر اللہ خاں نے ادا کئے پارٹی میں برطانوی سول سروس کے سابق افسر اور بعض صیہونیت نواز مدبروں نے شرکت کی جن میں روٹری کلب کے چار یہودی بھی شامل تھے (قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۷۹)

مرزا محمود کا تاریخی خواب

پھر ۱۹۴۸ء میں یہودی ریاست اسرائیل کے قیام سے تقریباً ایک سال پہلے مرزا محمود نے ایک خواب دیکھا جس میں یہود کو روسی امداد کا یقین دلایا گیا، اس میں آپ نے یہ اشارہ دیا کہ روس اور برطانیہ میں اتفاق رائے ہو جائے گا جس سے عرب ممالک میں تشویش بڑھ جائے گی۔ (الفضل قادیان)

یاد رہے کہ ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کے ظالمانہ قیام کے موقع پر الفضل لاہور نے اس رؤیا کو مرزا محمود کے خدائی مامور اور سچے ملہم ہونے کے ثبوت میں پیش کیا (قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۸۲)

خلاصہ یہ ہے کہ قادیانیوں نے روز اول سے آج تک مسلمانوں میں اٹھنے والی ہر اس تحریک کے خلاف سازش کی ہے جس سے انگریزوں اور یہودیوں کے مفادات کو زک پہنچتی ہو

ہندوستان میں انگریزی اقتدار کے زمانہ میں قادیانی جماعت کا سیاسی اثر و رسوخ

اس کا اجمالی نقشہ مجلس احرار کے رہنما چودھری افضل حق مرحوم نے اپنی مرتب کردہ روداد میں یوں کھینچا ہے۔

"انگریزی حکومت کی سب سے زیادہ حمایت قادیان کی جماعت کو حاصل تھی یہ تائید اتنی زیادہ تھی کہ اکثر سرکاری محکموں میں وہ بہت اثر ورسوخ کے مالک ہوگئے بعض جگہ تو سارا کا سارا ضلع ان کے اثرورسوخ میں آگیا لوگ حکومت کی تائید حاصل کرنے کے لیے قادیان کی تائید حاصل کرنا ضروری سمجھتے تھے، محکمہ سی آئی ڈی تو الگ رہا۔ قادیانی مرزائی حکومت کو تفصیلی خبریں پہنچاتے تھے، حکومت وقت کے خلاف آزادی کی ہر آواز کو دبانے کے لیے اس جماعت کے افراد سب سے پیش پیش تھے اس لیے لوگ قادیانی آواز کو حکومت کی صدائے بازگشت سمجھتے تھے اور بے حد خائف تھے۔ یہ لوگ معمولی ایجی ٹیشنوں کو بڑھا چڑھا کر سرکار کے دربار میں بیان کیا کرتے تھے۔ انتخابات میں حال یہ تھا کہ ہر امیدوار قادیان کی حمایت حاصل کرنا ضروری سمجھتا تھا، جسے یہ تائید حاصل ہوگئی۔ اسے گویا سرکاری تائید حاصل ہوگئی۔ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء صـ۱۸ و صـ۱۹)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے تیسرے امیر اور سربراہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رح فرماتے ہیں کہ

"پاکستان بننے سے پہلے تو چونکہ مرزائی انگریزی اقتدار کے تاقیامت رہنے کا تصور کیے ہوئے تھے اور انگریز کی امداد سے مسلمانوں کو بزدل کرنے اور جذبۂ جہاد ان کے دلوں سے نکالنے کا یقین رکھتے تھے اور انگریز کے اقتدار کو اپنا اقتدار اور مرزا کو سرکار برطانیہ کے لیے تعویذ سمجھے ہوئے تھے، اس لیے حکومت پر قبضہ کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا بس انگریزی مقبوضات میں اپنے مذہب کی اشاعت اور انگریزی کی مدد سے انگریزی اقتدار کے اندر عہدوں اور امارات کی کوشش کافی سمجھی جا رہی تھی"

انگریزی حکومت کے زوال کے بعد قادیانیوں کی سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لیے دوڑ دھوپ

لیکن خلاف توقع جب انگریزی اقتدار کا زوال نظروں کے سامنے آیا۔ تو مرزائی حلقوں سے ایسی ایسی باتیں کہنی اور کرنی شروع ہوئیں۔ جیسے کہ دماغی توازن قائم نہ رہنے کی شکل میں

ہوتا ہے، مثلاً کبھی احرار اور لیگ کی رقابت دیکھ کر لیگ کے اندر گھس کر اس کی ہاں میں ہاں ملائی کبھی جواہر لال کا استقبال کرنے لگے، اکھنڈ بھارت کی رویا (وحی) نازل ہونے لگی، کبھی جلتے ہوئے انگریز سے غلط امید کی بنیاد پر اپنی انفرادیت اور مستقل یونٹ جتانے کے لیے باونڈری کمیشن کے سامنے بے ضرورت اور بلا دعوت حاضر ہونا کہ شاید کوئی علیحدہ گھر بچاؤ کے لیے انگریز دے جائے)

بہر حال پاکستان بننے کے بعد مرزائیوں کو اپنی کرتوتوں، فتووں اور انٹی اسلام حرکتوں کا تصور اور دوسری طرف علماء اسلام کی قوت بیداری عمل اور پاکستان میں اسلامی آئین اور اس کے نتائج کا خیال پریشان کر رہا تھا اس لیے ان کے سامنے تین ہی راستے تھے،

(۱) پہلا راستہ یہ تھا کہ کسی طرح ان کو علیحدہ ریاست مل جائے جسکو وہ بطور قلعہ استعمال کر سکیں

(۲) دوسرا راستہ یہ تھا کہ وہ بھارتی حکومت کو خوش رکھیں تاکہ ضرورت پیش آنے پر وہاں منتقل ہو سکیں

(۳) تیسرا راستہ یہ تھا کہ وہ پاکستان ہی سے اپنا مستقبل وابستہ کر لیں لیکن یہاں علماء دین اور اسلامی آئین کے خطرات کے پیش نظر مرزائیوں کے اطمینان کے واسطے ایک یہ امر ضروری تھا کہ علماء دین کا وقار ختم کیا جائے جس سے اسلامی آئین کا مطالبہ بھی کمزور ہوگا اور انٹی قادیانی تحریک بھی بے اثر ہو جائے گی، چنانچہ تمام مرزائی اور مرزائی اخبارات علماء دین کے خلاف نفرت پھیلانے کے لیے وقف ہو گئے اور مرزائی نواز افسروں نے بھی حصہ لیا دوسرا امر یہ ضروری تھا کہ پاکستان میں اتنا سیاسی اقتدار حاصل کر لیا جائے جس کے بعد ہم اطمینان سے اپنی من مانی کارروائی کر سکیں، مرزائیت کا بول بالا ہو اور مسلمانوں کا گلا دبا دیا جائے پھر تمام دنیا میں اصل اسلام یعنی مرزائیت) کا راج ہو۔ پاکستان کے ذریعہ تمام اسلامی ممالک میں روحانی پیشوائی اور اسلام کی واحد اجارہ داری کا ڈنکا بجایا جائے۔

سیاسی اقتدار کے حصول کی دو شکلیں

(۱) سیاسی اقتدار کے حصول کی بھی دو شکلیں تھیں، مختلف محکمہ جات اور خاص کر ریل، فوج، اور ہوائی جہازوں میں پورا تسلط ہو، مسلمان ملازمت کے لیے مرزائی افسروں کے محتاج ہوں،

(۲) مرکزی حکومت پر اتنا اثر ہو کہ کسی وقت کوئی تجویز قادیانیوں کے خلاف نہ ہو سکے، بلکہ

جس مخالف قادیان فرد یا جماعت کو چاہیں دبا سکیں۔

سیاسی اقتدار کی دونوں شکلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مرزائیوں نے خوب کام کیا حتی کہ خلیفہ کو اعلان کرنا پڑا کہ اب بعض اہم محکمہ جات میں بھرتی کی ضرورت نہیں، وہاں کافی تعداد ہو چکی ہے، اب دوسرے محکمہ جات پر زیادہ توجہ کی جائے اسی طرح حکومت پر اتنے اثرات قائم کیے گئے کہ مرزائی افسر یا وزیر جو چاہیں کریں کوئی باز پرس نہ کرے، نہ کوئی جواب طلب ہو نہ محکمانہ کارروائی ہو، اور نہ عام مرزائیوں کی خلافِ قانون حرکات پر نوٹس لینے یا کارروائی کرنے کا سوال پیدا ہو جیسا کہ بہت سی شہادتوں سے ثابت ہے۔

وزیر خارجہ پاکستان سر ظفر اللہ خاں قادیانی نے ہزاروں ایکڑ زمین قادیانی دارالخلافہ کے لیے دلوادی

پہلا راستہ (یعنی علیحدہ قادیانی ریاست کی خواہش) اگرچہ پوری طرح ہموار نہیں ہوا لیکن سر ظفر اللہ خاں قادیانی (جو انگریز کی سفارشات کے خصوصی دخل کی وجہ سے پاکستان کا وزیر خارجہ بن گیا تھا)، اس سے فائدہ اٹھا کر خلیفہ محمود نے انگریز گورنر موڈی سے کہا کہ جاتے تو ہمیں مستقل اڈہ بنا کر دے جاؤ ازلی بہی خواہوں کو سہارا دو۔

چنانچہ قادیانیوں کے آقا دسرپرست انگریز نے اپنے خود کاشتہ پودے کی نگہداشت کا فریضہ انجام دیا اور پنجاب کے گورنر موڈی نے جاتے جاتے قادیانیوں کو ضلع جھنگ میں ہزاروں ایکڑ زمین برائے نام قیمت پر یعنی تقریباً مفت دیکر مرزائی دارالخلافہ کی بنیاد ڈالی، جس پر تمام مسلمانوں نے احتجاج بھی کیا۔ مقامی افسروں کو ہدایت کی گئی کہ اس دارالخلافہ میں مرزائیوں کے سوا کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔

اس طرح تقسیم کے بعد قادیانی فتنہ کا نیا اور وسیع و عریض مرکز قائم ہوگیا جو اپنے جغرافیائی حدود کی وجہ سے خاص اہمیت کا حامل ہے جس کی بنا پر حساس و دوربین حضرات کو خدشات ہیں کیوں کہ یہ "دارالخلافہ" ایک طرف دریائے چناب سے محفوظ ہے دوسری طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اس کی حفاظت میں مدد دے سکتی ہے، اس طرح نازک وقت میں

ان کو اس کی حفاظت آسان ہو جاتی ہے اور اگر ضلع سرگودھا اور جھنگ میں وہ اپنی عوامی طاقت میں معمولی اضافہ کر لیں جو مسلح بھی ہو تو وہ وہاں ایک آزاد اسٹیٹ کا کسی وقت اعلان کر سکتے ہیں (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء از ص۴۳۵ تا ص۴۳۹ اختصاراً)

قادیانیوں کے یہی وہ خطرناک سیاسی عزائم تھے جن کو پاکستان بننے کے بعد ہی سے علماء دین اور حساس مسلمانوں نے بھانپ لیا تھا جس کے نتیجہ میں وہاں اولاً ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف زبردست تحریک چلی جس میں ایک محتاط اندازے کے مطابق دس ہزار مسلمانوں نے پاکستانی فوج (جس میں مرزائی بکثرت گھس گئے تھے) کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ پھر ۱۹۷۴ء میں دوبارہ یہ تحریک چلی اور آخر کار پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا قانون پاس کر دیا۔ اور ۲۶ راپریل ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہو گیا جس کے بعد قادیانیوں کو اس امر کی اجازت نہیں ہے کہ اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے یاد کریں۔ یا کلمہ طیبہ و دیگر اسلامی شعائر کے الفاظ اپنے مذہبی امور کے لیے استعمال کریں، اس آرڈیننس کے بعد قادیانیوں کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد پاکستان سے لندن فرار ہو گیا اور آج کل اپنے قدیم محسن انگریز کے سایہ عاطفت میں پناہ لیے ہوئے ہے اور وہیں سے اپنا شیطانی مشن چلا رہا ہے۔ جو لوگ عالم اسلام بالخصوص پاکستانی سیاست کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ "انسانی حقوق کی پامالی" کا رونا رو کر قادیانی آج بھی پاکستان پر انگریز۔ امریکہ کے اثرات سے فائدہ اٹھا کر نہ صرف یہ کہ اپنی خفت مٹانا چاہتے ہیں بلکہ اپنا سیاسی اقتدار مزید مستحکم کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان تو صرف ایک اسلامی مملکت ہے کوئی مقدس مقام نہیں ہے۔ قادیانیوں کے ناپاک سیاسی عزائم اور خواہشات تو مرکز اسلام مکہ مکرمہ سے بھی وابستہ ہیں۔

چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود نے خطبہ جمعہ میں بیان کیا تھا:

"بچپن سے میرا خیال ہے جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لیے اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے دوسرے درجہ پر پورٹ سعید، اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں

احمدیت کو پہنچا سکتا ہے وہاں سے ہر ایک ملک کو جہاز گذرتا ہے، ٹریکٹ تقسیم کیے جائیں اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام پہنچ جائے جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے، مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آسکتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ مرزا محمود قادیانی، اخبار الفضل قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۹ء، بحوالہ احتساب قادیانیت ص۱۴۶)

مکہ مکرمہ میں مشن کی تجویز

مرزا محمود قادیانی نے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"مکہ میں (قادیانی) مشن کی تجویز ہے، ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپے مکان کے لیے دیں گے پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں،

(تقریر جلسہ سالانہ اخبار الفضل قادیان ۸ر جنوری ۱۹۲۰ء) بحوالہ احتساب قادیانیت ص۱۴۷)

مرزا بشیر الدین محمود کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے چند مرزائی سر ظفر اللہ خاں کی قیادت میں حج بیت اللہ کے موقع پر ۱۹۶۷ء میں حجاز مقدس پہنچ گئے۔ حج تو محض بہانہ تھا، اصل مقصد مرکز اسلام میں قادیانی لٹریچر کی تقسیم واشاعت اور مسلمانان عالم میں ارتداد پھیلانا تھا، چنانچہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس گروہ نے اپنا لٹریچر تقسیم کیا، اس نازیبا حرکت پر مسلمانان مرکز اسلام اس قدر مشتعل ہوئے کہ مکہ مکرمہ کے مشہور روزنامہ "الندوہ نے اپنی اشاعت ۸ر اپریل ۱۹۶۷ء میں "مَاھِیَ القادیانیہ"، کے زیر عنوان چھ کالمی سرخی جمائی اور کفر مرزا غلام احمد قادیانی اور تردید عقائد مرزائیہ پر طویل مقالہ شائع کیا۔

اس افسوسناک واقعہ پر پاکستان میں بھی شدید اشتعال ہوا، اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ۱۵ر صفر ۱۳۸۷ھ بروز جمعہ کو یوم احتجاج منایا گیا، جس پر لاکھوں خطوط اور ہزاروں تار سفارتخانہ سعودی عرب کے ذریعہ شاہ فیصل تک پہنچائی گئیں تجویز کا مضمون یہ تھا،

"آپ کی حکومت نے ظفر اللہ قادیانی کو حج کے دنوں میں دیار مقدس میں داخلہ کی اجازت دے کر امت کے اجماعی فیصلہ سے انحراف کیا ہے جس پر ہم شدید احتجاج کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ کسی قادیانی کو داخلہ حرمین شریفین

کی اجازت نہ دی جائے قادیانی باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ھیں،

(احتساب قادیانیت ص۱۵۱)

رابطہ عالم اسلامی کی تاریخی قرارداد

رابطہ کے ماتحت مکہ مکرمہ میں ۱۰۴ ممالک اسلامیہ کی تقریبًا ۱۴۰ تنظیموں کی عظیم الشان کانفرنس منعقدہ ۶ تا ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء میں فتنۂ قادیانیت کے مذہبی و سیاسی پہلو پر مکمل غور و خوض کے بعد اس کے اسلام دشمن اثرات کو زائل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تاریخی قرارداد منظور کی گئی۔

قادیانیت نے ہمیشہ استعمار اور صیہونیت سے مل کر اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کیا ہے

قادیانیت کی اسلام دشمنی ان چیزوں سے واضح ہے (۱) مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت (۲) قرآنی نصوص میں تحریف کرنا (۳) جہاد کے باطل ہونے کا فتویٰ دینا۔ لہذا

(۱) تمام اسلامی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ قادیانی معابد، مدارس، یتیم خانوں اور دوسرے تمام مقامات میں جہاں وہ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہیں، ان کا محاسبہ کریں اور اس کے پھیلائے ہوئے جال سے بچنے کے لیے عالم اسلام کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کیا جائے

(۲) اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے۔

(۳) مرزائیوں سے مکمل عدم تعاون اور اقتصادی، معاشرتی، اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہ کیا جائے۔

(۴) قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں۔ اور ان کے تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو اس سے متنبہ کیا جائے اور ان تراجم کی ترویج کا سدّ باب کیا جائے۔

روزنامہ الندوہ

(سعودی عرب ۱۴ اپریل ۱۹۷۴ء)

ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ

آپ یہ نہ سمجھیں کہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی کانفرنس نے (اپریل ۱۹۷۴ء) میں یا پاکستان کی قومی اسمبلی نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانی گروہ کے کفر وارتداد وزندقہ کا جو فیصلہ کیا تھا وہ کوئی پہلا اور نیا فیصلہ تھا جیسا کہ قادیانی گروہ کی طرف سے یہ غلط فہمی بہت پھیلائی جاتی ہے جس سے متاثر ہو کر بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی جو قادیانیت پر مکمل مطالعہ نہیں رکھتے کہنے لگتے ہیں کہ یہ تو پاکستانی مسئلہ ہے، ہرگز نہیں بلکہ یہ پورے عالم اسلام بلکہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے، ہمارے اسلاف ومشائخ نے شروع ہی سے قادیانی فتنہ کو پورے دین اور پوری امت کا مسئلہ سمجھا ہے اور وہ دونوں کی حفاظت کے لیے مردانہ وار میدان میں نکل آئے ہیں، اس تاریخی حقیقت کو اختصار کے ساتھ ذہن نشین کرانے کے لیے ہم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی کی تحریر کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں موصوف فرماتے ہیں:

"اس فتنہ کا ادراک سب سے پہلے سید الطائفہ قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا، اور منکرین ختم نبوت کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم دیوبند نے تحذیر الناس میں دیا، حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہر عارف کو اس کے علوم ومعارف کی ترجمانی کے لیے ایک لسان عطا کی جاتی ہے جیسا کہ حضرت شمس تبریزی کی لسان مولانا رومی تھے اور پھر فرماتے تھے کہ "میری لسان مولانا محمد قاسم ہیں جو علوم میرے قلب پر وارد ہوتے ہیں مولانا قاسم انکو کھول کھول کر بیان فرمادیتے ہیں"

اس لیے کہنا چاہیے کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلب صافی کا پرتو تھا۔ اس طرح فتنہ قادیانیت کی تردید کی تحریک کا آغاز حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی لسان علوم ومعارف حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے ہوا اور ان کے بعد ان کے جانشینوں نے اس تحریک کو جاری رکھا۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رح کی ذات گرامی ،، واسطۃ العقد ،، تھی

اس فتنہ کے استیصال کے لیے یوں تو بہت سے اکابر نے زریں خدمات انجام دیں جس کی تفصیل کے لیے فرصت درکار ہے ، لیکن جس شخصیت کو اس دور کی قیادت وامامت تفویض ہوئی اور جسے حضرت بنوری رح کے الفاظ میں ،، واسطۃ العقد ،، کہنا چاہیے ، وہ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری کی ذات گرامی تھی ۔

حضرت شاہ صاحب کی بے قراری

حضرت شاہ صاحبؒ کو قادیانی فتنہ نے کس قدر بے قرار کر رکھا تھا بہتر ہو گا کہ ہم یہ روئداد غم حضرت (مولانا یوسف) بنوری رح سے سنیں ،

،، امت کے جن اکابر نے اس فتنہ کے استیصال کے لیے محنتیں کی ہیں ان میں سب سے امتیازی شان حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی رح کو حاصل تھی ، اور دار العلوم دیوبند کا پورا اسلامی اور دینی مرکز انہی کے انفاس مبارکہ سے اس شجرۂ خبیثہ کی جڑوں کو کاٹنے میں مصروف رہا ، قادیانیوں کے شیطانی وساوس اور زندیقانہ وسائس کا امام العصر نے جس طرح تجزیہ کرکے ان پر تنقید کی اس کی نظیر عالم اسلام میں نہیں ملتی ، حضرت مرحوم نے خود بھی گرانقدر علوم وحقائق سے لبریز تصانیف رقم فرمائیں اور اپنے تلامذہ ، مدرسین دیوبند سے بھی کتابیں لکھوائیں اور ان کی پوری نگرانی واعانت فرماتے رہے ۔ میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ

،، جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تو چھ ماہ تک مجھے نیند نہیں آئی اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں دین محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے زوال کا باعث یہ فتنہ نہ بن جائے ،، فرمایا ،، چھ ماہ کے بعد دل مطمئن ہو گیا کہ انشاء اللہ دین باقی رہے گا اور یہ فتنہ مضمحل ہو جائے گا ،، ــــــــ میں نے اپنی زندگی میں کسی بزرگ اور عالم کو اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت امام العصر کو ، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں ایک زخم ہو گیا ہے جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے جب مرزا کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے ،، لعین بن اللعین لعین قادیان ،، اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی فرماتے تھے کہ ،، لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے فرمایا کہ ہم اپنی نسل کے سامنے اپنے اندرونی درد دل کا اظہار کیسے کریں ہم اس طرح قلبی نفرت اور غیظ

وغضب کے اظہار پر مجبور ہیں ۔ (پیش لفظ مولانا محمد یوسف بنوری خاتم النبیین (فارسی و اردو ایڈیشن ص ۲۴)

قادیانیت کے خلاف یہی دردِ سوز یہی بے چینی یہی بے قراری اور یہی غیظ و غضب حضرت بنوریؒ کو اپنے شیخ انورؒ سے وراثت میں ملا تھا (اشاعتِ خاص ماہنامہ بینات کراچی ص ۲۹۳ تا ص ۲۹۵ بیادِ محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ محرم تا ربیع الاول ۱۳۹۸ھ) ــــــ آپ سن چکے ہیں کہ برطانوی اقتدار کے زوال کے بعد اس فتنہ کی سرگرمیاں کافی حد تک کم ہو گئی تھیں اس لیے ہندوستانی علماء و دانشوروں نے اس موضوع سے صرفِ نظر کر لیا تھا اور مسلمانوں کی دوسری تعلیمی و تعمیری خدمات میں مشغول ہو گئے تھے لیکن ۱۹۸۴ء میں پاکستان میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا اور ان کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر لندن فرار ہو گیا تو قادیانی گروہ نے پھر ہندوستان کا رخ کیا اور قادیانیت کے تنِ مردہ میں جان ڈالنے کی کوشش شروع کر دی اور پورے ملک میں مختلف خوبصورت عنوانات سے جلسے اور کانفرنسیں کر کے بزعمِ خود بے روک ٹوک اپنے زندقہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہو گیا۔

موجودہ اکابر دارالعلوم کا قادیانی تعاقب کے سلسلہ میں تاریخی کارنامہ

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس فتنہ کے دوبارہ سر اٹھانے کا بر وقت ادراک موجودہ اکابر دارالعلوم دیوبند کو ہوا جو اپنے اکابر مرحومین سے قادیانی فتنہ کے بارے میں اسی درد و سوز اور بے چینی و بے قراری کے وارث ہیں ــــــ چنانچہ پورے ملک کے علماء و عوام میں قادیانی فتنہ کے خلاف بیداری کی مہم چلانے کے لیے مؤقر ارکانِ مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر ایک عالمی اجلاس منعقد کرنے کی تجویز پاس کی آخر کار اکتوبر ۱۹۸۶ء میں سہ روزہ عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند میں منعقد ہوا جس کی مفصل روئداد اسی وقت آئینہ دارالعلوم، رسالہ دارالعلوم اور الداعی میں شائع ہو چکی ہے) اس موقع پر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام بھی عمل میں آیا جس کے صدر حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور ناظمِ اعلیٰ حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند منتخب ہوئے اور راقم الحروف کو ناظم مقرر کیا گیا۔ اپنے روزِ قیام سے بفضلہ تعالیٰ کل ہند مجلس اپنے مقررہ خطوط پر مسلسل جو کام کر رہی ہے اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں بس اجمالاً یوں سمجھ لیجیے (۱) رجال کار کی تیاری کے لیے دو تربیتی کیمپ

۱۴۰۹ھ و ۱۴۱۰ھ میں دارالعلوم دیوبند میں لگائے جاچکے ہیں (۲) ان کے علاوہ گوہاٹی مدراس میل پالیم (تاملناڈ) الوائی (کیرالا) اور بھاگلپور بنگلور وغیرہ میں بڑے بڑے تربیتی کیمپ لگائے جاچکے ھیں، (۳) خامنی (متھرا) اور روہتا (آگرہ) میں چیلنج کے باوجود قادیانی پنڈت اسلام کے مبلغین وعلماء کے سامنے آنے کی ہمت نہیں کر سکے. اس طرح میدان مناظرہ علمائے حق نے جیت لیا (۴) ہمارے مبلغین ورفقاء بہت سے ان مقامات پر پہنچ چکے ہیں جہاں قادیانی گروہ خفیہ طور پر اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتا ہے اور بعض جگہ بالمشافہ قادیانی پنڈتوں سے گفتگو کی نوبت آچکی ہے جس میں قادیانی پنڈتوں کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی ہے اور ان کے فریب سے مسلمان محفوظ ہوگئے (۵) دفتر کی طرف سے رد قادیانیت کے موضوع پر تقریباً ۵۰ کتب شائع ہو چکی ہیں (۶) ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر تقریباً پورے ملک میں پھیلایا جاچکا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ حضرات بھی جاں نثار ناموس رسالت و پاسبان ختم نبوت کے اس مبارک کارواں میں شامل رہ کر امت مسلمہ کو عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت سمجھاتے رہیں گے اور ہمیشہ و ہر جگہ قادیانی فتنہ کے تعاقب کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ واللہ ولی التوفیق ۔

تیسرا مُحاضرۂ علمیہ

بر موضوع



پیش کردہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصورپوری

استاذ حدیث وادب دارالعلوم دیوبند

طباعت :۔ شیروانی آرٹ پرنٹرز دہلی ۱۱۰۰۰۶۔ فون : 2943282

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ اما بعد

آج کے محاضرے میں اسلامی عقائد میں سے ایک اہم اور بنیادی عقیدہ۔ یعنی عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق گفتگو کرنی ہے۔ اگرچہ ضروریات دین میں سے ہونے کی وجہ سے یہ عقیدہ انتہائی بدیہی وقطعی مسئلہ ہے اور اس پر بحث کرنا ایک بدیہی چیز کو نظری بنانے کے مترادف ہے، جیسے نماز، روزہ ودیگر ارکان اسلام کی فرضیت کا عقیدہ ایک بدیہی ویقینی مسئلہ ہے جس پر کسی بحث وگفتگو کی ضرورت نہیں ہے، لیکن چونکہ تقریباً ایک صدی قبل، قادیان کے دہقان، مرزا غلام احمد قادیانی نام کے ایک ملحد شخص نے اس عقیدہ کے قطعی دلائل۔ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں ملحدانہ شبہات ومغالطے پیدا کرکے اُمّتِ محمدیہ میں تشتت وافتراق کی بنیاد ڈالی، اور دین اسلام کے متوازی ایک نئے دین ومذہب کو رواج دینے کی مذموم کوشش کی اور اپنی لمبی لمبی تصنیفات واشتہارات وغیرہ کے ذریعہ اپنے گمراہ کن ارتدادی نظریات کا مختلف پیرایوں سے بار بار اظہار کیا، پھر لقمۂ اجل ہوجانے کے بعد اسکے پیروکاروں نے اس کے کفریہ عقائد ودعاوی کی تائید واشاعت کے لئے طویل وعریض لٹریچر کے علاوہ دیگر ذرائع ابلاغ کو اختیار کرکے تلبیسات کا سلسلہ آج تک قائم کر رکھا ہے، اس لئے علمائے اسلام کو عموماً اور علماء ہند کو خصوصاً اس مسئلہ پر مفصل بحث کرنی پڑتی ہے تاکہ قادیانی زیغ وضلال اور کفر وارتداد مکمل طور پر طشت ازبام ہوجائے اور عام مسلمان قادیانی دھوکہ میں آکر اپنے دین وایمان کی بے بہا دولت سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

اس بحث میں دو بنیادی مسئلے آتے ہیں۔

(۱) سلسلۂ نبوت جاری ہے، یا بند ہے؟

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت۔

جہاں تک دوسرے مسئلے کا معاملہ ہے تو اسکی تکذیب و تردید کے لئے کسی طویل بحث واستدلال کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو ہمیشہ اُمتِ محمدیہ نے کذاب ہی سمجھا ہے۔ علاوہ ازیں کوئی صحیح الدماغ انسان، مرزا قادیانی کے انتہائی گرے ہوئے کریکٹر کو جان لینے کے بعد (جسکی ہلکی سی جھلک پہلے محاضرہ میں آچکی ہے) اس کو شریف اور مہذب انسان بھی قرار نہیں دیگا۔ چہ جائیکہ اس کو کسی قسم کا نبی قرار دے،
(نعوذ باللہ من ذالک)

البتہ پہلے مسئلہ کا فیصلہ کرنے کیلئے تفصیلی بحث و استدلال مناسب ہے، اس سلسلہ میں پہلے یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ

نبوّت و رِسالت کیا ہے اور اسکی ضرورت کیوں ہے؟

اس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ خالق کائنات جل مجدہٗ نے اپنی مخلوقات میں سے خصوصاً انسان اور جن کو صاحبِ عقل وشعور بنایا ہے اور ان کی تمام ضروریات زندگی مہیا فرمائی ہیں، منجملہ ان کے یہ بھی ہیکہ دنیا میں رہتے ہوئے جب انہیں جسمانی وروحانی امراض لاحق ہوں تو ان کے ازالہ کی تدابیر سمجھائی جائیں۔

روحانی امراض میں سب سے بڑا اور بنیادی مرض یہ ہے کہ مکلفین اپنے مقصد تخلیق سے غافل ہوجائیں، چنانچہ قرآن کریم میں توبیخاً خطاب فرمایا گیا ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔
سورۃ المؤمنون ع۱۱۶

سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر کر نہ آؤ گے۔
(شیخ الہندؒ)

پھر دوسرے مقام پر حق تعالے نے انسان وجنات کا مقصد تخلیق بطریق حصر بیان

فرمایا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

سورہ الذاریات ۵۶

اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو۔

(شیخ الہند رح)

اب سوال یہ ہے کہ عبادتِ خداوندی کا طریقہ کیا ہے؟ اگر اس معاملہ کو مکلفین کی ناقص عقل کے حوالہ کر دیا جائے تو وہ باری تعالیٰ کی مرضیات کے موافق فریضۂ عبادت کی انجام دہی نہیں کر سکتے، لہٰذا رحیم و کریم پروردگار عالم نے اس مشکل کو بھی حل فرما دیا، چنانچہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مع ان کی ذریتِ مقدرہ کے حکم ہوا۔

اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

سورۃ بقرہ ۳۸

نیچے جاؤ یہاں سے تم سب، پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہوگا اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(شیخ الہند رح)

حاصل یہ ہے کہ یہ امر تکوینی ہے، تم سب زمین پر جاؤ، وہاں میری طرف سے ہدایت ورہنمائی کا سامان ملے گا، تمہارا کام صرف راستہ پر چلنا ہوگا، راستہ بتانے کا کام تم سے متعلق نہیں ہوگا ارشاد فرمایا گیا۔

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ

(انعام ۱۵۳)

اور حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی۔ سو اس پر چلو اور مت چلو اور راستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے، اللہ کے راستہ سے۔

پھر چونکہ ہر شخص میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ براہ راست باری تعالیٰ سے آگی مرضیات ونامرضیات کا علم حاصل کر سکے اسلئے باری تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس صراط مستقیم کی نشاندہی کرانے کے واسطے انسانوں میں ہی سے کچھ نفوس قدسیہ کا انتخاب فرمایا جن کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ بشریت سے منسلخ ہو کر ملاء اعلیٰ میں پہنچیں، اور اس

حالت میں جو علوم ملأ اعلیٰ سے ان پر القا ہوتے ہیں ان کو عام بندگان خدا تک پہنچا دیں۔ جس سے ان کی دنیوی و اُخروی فلاح وابستہ ہے، باری تعالیٰ کی جانب سے اس انتخاب کا نام شریعت کی اصطلاح میں نبوّت ہے اور اس منصب کے حاملین کو نبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نبوّت ورسالت میں فرق

ان حضرات میں سے جن کو نئی شریعت یا نئی کتاب ملی ہو ان کو رسول کہا جاتا ہے اور ان کے منصب کو رسالت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ کشاف اصطلاحات الفنون میں ہے۔

اَلرِّسَالَۃُ فِی الشَّرِیْعَۃِ بَعْثُ اللّٰہِ تَعَالٰی اِنْسَانًا اِلَی الْخَلْقِ بِشَرِیْعَۃٍ سَوَاءٌ اُمِرَ بِتَبْلِیْغِھَا اَوْلَا وَیُسَاوِیْھَا النُّبُوَّۃُ وَقَدْ تَخْتَصُّ الرِّسَالَۃُ بِالتَّبْلِیْغِ اَوْ بِنُزُوْلِ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْ بِکِتَابٍ اَوْ بِشَرِیْعَۃٍ جَدِیْدَۃٍ اَوْ بِعَدَمِ کَوْنِہٖ مَامُوْرًا بِمُتَابَعَۃِ شَرِیْعَۃِ مَنْ قَبْلَہٗ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَبِالْجُمْلَۃِ فَالرَّسُوْلُ اِمَّا مُرَادِفٌ لِلنَّبِیِّ، وَاِلَیْہِ ذَھَبَ جَمَاعَۃٌ وَاِمَّا اَخَصُّ مِنْہُ کَمَا ذَھَبَ اِلَیْہِ جَمَاعَۃٌ اُخْرٰی۔

شریعت میں رسالت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو شریعت دیکر مخلوق کیجانب بھیجے خواہ اسکی تبلیغ کا حکم فرمایا گیا ہو یا نہ فرمایا گیا ہو۔ اور نبوّت کے بھی یہی معنی ہیں، اور کبھی رسالت کے مفہوم میں یہ قید لگائی جاتی ہے کہ رسول کو تبلیغ کا حکم ہوتا ہے یا جبرئیل کا اس پر نزول ہوتا ہے یا نئی کتاب یا نئی شریعت اس کو دی جاتی ہے یا وہ اپنے سے پہلے نبی کی شریعت کے اتباع کا مامور نہیں ہوتا، خلاصہ یہ کہ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ رسول اور نبی مترادف الفاظ ہیں، اور ایک جماعت کی رائے ہے کہ رسول خاص اور نبی عام ہے۔

(کشاف اصطلاحات الفنون ۵۸۴/۱۷)

آغاز سلسلہ نبوّت و رسالت میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ انسانوں کو دنیا

میں رہنے سہنے اور گرمی سردی سے بچنے، کھیتی وغیرہ کرنے کے طریقے بھی سکھلایا کرتے تھے۔ نیز جسم میں کوئی بیماری پیدا ہو تو کون سی جڑی بوٹی سے اس کا ازالہ ہوگا۔ یہ بھی بتایا کرتے تھے۔ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ اپنی کتاب "المنقذ من الضلال" میں فرماتے ہیں۔

فلاسفہ نے علم طب اور علم نجوم کو انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں سے چرایا ہے اور دواؤں کے خواص جنکے ادراک سے عقل قاصر ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے صحیفوں اور کتب منزلہ من السماء سے اقتباس کیا ہے۔ (علم الکلام ص ۱۴۹ از مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ)

عقیدۂ ختم نبوّت کی تشریح

اس عقیدہ کا حاصل یہ ہے کہ مکلفین (جنّ وانس) کی رشد وہدایت کے واسطے باری تعالےٰ نے بعثت انبیاء کا جو سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع فرمایا تھا، اس کو آقائے نامدار سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر مکمل فرمادیا ہے۔ اب قیامت تک کسی کو یہ منصب دے کر دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔

عقیدۂ ختم نبوّت تقریباً ایک سو آیات قرآنیہ اور دوسو سے زائد احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، اور اجماع امت سے ثابت ہے، چوتھے درجہ میں اگرچہ قیاس بھی شرعی حجت ہے، لیکن اس موقع پر اسکا تذکرہ اسلئے نہیں کیا جاتا کہ قیاس سے عقیدہ کا اثبات نہیں ہوسکتا، دوسرے یہ کہ قیاس فقہی کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جبکہ اس معاملہ کا حکم قرآن وحدیث میں صراحتاً مذکور نہ ہو اور نہ صحابہ کا اس پر اجماع ہوا ہو۔

بہرحال حالیہ محاضرہ میں عقیدۂ ختم نبوّت کے مثبت تینوں قسم کے دلائل میں سے بعض دلائل پیش کئے جاتے ہیں اور اس سلسلہ کا آغاز آیات قرآنیہ سے کیا جاتا ہے۔

آیات قرآنیہ سے ختم نبوّت کا اثبات

(۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ (الاحزاب ۴۰)

محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا، اور مہر سب نبیوں پر۔ (شیخ الہندؒ)

یہ آیت کریمہ بطور عبارۃ النص کے مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے، جس کی تفصیل کے لئے اسکے شان نزول، اور دونوں جملوں کے باہمی ربط وغیرہ کو سمجھنا ضروری ہے۔

شان نزول

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ایک قبیح رسم یہ جاری تھی کہ متبنیٰ (لے پالک) کو بالکل حقیقی وصلبی بیٹے کے برابر سمجھتے تھے، اس کو بیٹا کہہ کر پکارتے تھے مرنے کے بعد اس کو وراثت میں شریک کرتے تھے نسبی بیٹے کی طرح اس کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کیلئے متبنیٰ کی بیوی سے نکاح حرام قرار دیتے تھے۔ اس قبیح رسم کی چند خرابیاں یہ تھیں۔ (۱) نسب میں اختلاط (۲) غیر وارث شرعی کو وارث بنانا (۳) ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا۔ قرآن کریم نے اس رواج کی اصلاح کیلئے اولاً قولی طریقہ اپنایا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ، ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ، اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (الاحزاب ۴، ۵)	اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات، اور وہی سمجھاتا ہے راہ، پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔ (شیخ الہندؒ)

اس میں متبنیٰ بنانے کی رسم پر پابندی عائد کردی گئی۔

اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا لے پالک بنا رکھا تھا اور اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح فرما دیا تھا۔ لیکن جب باہم نباہ نہیں ہوسکا اور آخر کار حضرت زید بن حارثہؓ نے حضرت زینب کو طلاق دیدی تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوندی حضرت زینب سے اپنا نکاح فرمالیا تاکہ عملی طور پر بھی یہ قبیح رسم اور اس کے اثرات مٹ جائیں۔ چنانچہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ	(ترجمہ) پھر جب زید تمام کرچکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دے دیا تاکہ

فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِھِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْھُنَّ وَطَرًا ۔ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا (الاحزاب ۳۷)

نہ رہے مسلمانوں پر گناہ، نکاح کرلینا جورؤں میں اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کرلیں ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم بجالانا (شیخ الہند)

اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار و مشرکین عرب اور منافقین کی طرف سے اعتراضات کی بوچھار ہوگئی کہ "لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے"۔

ان طعنوں اور تشنوں کے جواب میں زیر بحث آیت کریمہ نازل ہوئی، جسمیں فرمایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں لہٰذا زید بن حارثہؓ کے بھی باپ نہیں، تو ان کی مطلقہ بیوی سے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح پر یہ اعتراض محض حماقت ہے کہ آپؐ نے اپنے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

یہاں ایک مشہور شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں چار اولاد نرینہ ہوئی ہے، حضرات قاسم، طیب، طاہر رضی اللہ عنہم، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے، اور حضرت ابراہیمؓ، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے، پھر اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں ہیں؟

اس شبہ کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ سب صاحبزادے بزمانۂ طفولیت وفات پاگئے تھے۔ ان کے بڑے ہونے کی نوبت نہیں آئی کہ وہ رجل (بالغ مرد) کے مرحلہ میں داخل ہوتے اسلئے من ذکرکم یا من ابنائکم یا من اولادکم نہیں فرمایا گیا۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ کے نزول کے وقت آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرزند موجود نہیں تھا۔ حضرات قاسمؓ، طیبؓ و طاہرؓ کی وفات ہوچکی تھی اور حضرت ابراہیمؓ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے، لہٰذا اس وقت کے لحاظ سے مطلقاً نفی کرنا بھی صحیح تھا۔

مفردات آیت کریمہ

اس آیت میں قابل تحقیق مفردات یہ ہیں، لٰکن، رسول، النبیین، لام استغراق

اور خاتم رسول و نبی کا شرعی مفہوم آغاز بحث میں آچکا ہے، جس کو جمہور علماء و ائمہ نے اختیار فرمایا ہے اس کے مطابق رسول خاص ہے اور نبی عام ہے۔

لکن کی تحقیق لکن استدراک کیلئے موضوع ہے، جسکے مشہور لیکن مرجوح معنی ہیں۔ دفع التوھم الناشی من الکلام السابق، یعنی پچھلے کلام سے جو غلط فہمی مخاطب کو ہو سکتی ہے اس کو دور کر دینا۔

اور راجح معنی استدراک کے یہ ہیں۔

اَنْ تَنْسِبَ لِمَا بَعْدَهَا حُکْمًا مُخَالِفًا لِمَا قَبْلَهَا وَلِذٰلِکَ لَابُدَّ اَنْ یَتَقَدَّمَهَا کَلَامٌ مُنَاقِضٌ لِمَا بَعْدَهَا اَوْضِدٌّ لَهٗ۔

(مغنی اللبیب ص۲۲۵)

کہ تم لکن کے مابعد کی جانب اس کے ماقبل کے مخالف کوئی حکم منسوب کرو، یہی وجہ ہے کہ (لکن کے استعمال کیلئے) یہ شرط ہے کہ اس کے ماقبل کا کلام مابعد کی نقیض یا ضد ہو۔

اسی شرط کی بنیاد پر علماء بلاغت کے یہاں لکن قصر قلب کیلئے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ اسکے جانبین میں تدافع اور ضدیت ضروری ہے۔ خواہ فی الجملہ ہی ہو، یعنی ایسا تدافع ہونا چاہیئے، جو بلحاظ مقام، متکلم اور مخاطب کی گفتگو میں منعقد ہوتا ہے۔

لام تعریف کی تحقیق لام تعریف کا استعمال چار معنی کے لئے ہوا کرتا ہے (۱) اپنے مدخول کی ماہیت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے (۲) ماہیت کے افراد معہودہ کیلئے (۳) ماہیت کے فرد غیر معہود کیلئے اور (۴) ماہیت کے تمام افراد کیلئے، اوّل کو لام جنس، دوسرے کو لام عہد خارجی، اور تیسرے کو لام عہد ذہنی اور چوتھے کو لام استغراق کہا جاتا ہے۔

علماء اصول و عربیت نے تصریح فرمائی ہے کہ لام تعریف کا مدلول صریحی استغراق ہے خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر، البتہ اگر کوئی دلیل تخصیص پائی جائے تو پھر عہد خارجی یا عہد ذہنی کیلئے ہوگا۔ رہے جنس و ماہیت کے معنی تو شیخ رضی شارح کافیہ کے فرمانے کیمطابق فی نفسہ اگرچہ اس کا احتمال نکل سکتا ہے لیکن عرف و محاورات میں اسکا اعتبار نہیں ہوتا، کیونکہ عرفاً میں اعیان خارجیہ سے کلام ہوتا ہے نہ کہ ماہیات ذہنیہ سے۔

علامہ ابوالبقاء اپنی کلیات میں فرماتے ہیں۔

وَقَالَ عَامَّةُ اَهْلِ الْاُصُوْلِ وَالْعَرَبِيَّةِ لَامُ التَّعْرِيْفِ سَوَاءٌ دَخَلَتْ عَلَى الْمُفْرَدِ اَوْ عَلَى الْجَمْعِ تُفِيْدُ الْاِسْتِغْرَاقَ فِيْهِمَا جَمِيْعًا اِلَّا اِذَا كَانَ مَعْهُوْدًا

(کلیات ابی البقاء ص ۲۷۵،۹۶۳)

تمام علماء اصول وعربیت کی رائے ہے کہ لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو خواہ جمع پر استغراق کے معنی دیتا ہے۔ ہاں کوئی امر معہود ہو تو پھر استغراق کے معنی نہیں ہوں گے۔

استغراق کی قسمیں

استغراق جو لام تعریف کا مدلول صریحی ہے اس کی دو قسمیں ہیں، استغراق حقیقی جس میں اس کے مدخول کے تمام افراد حقیقتہً مراد ہوں جیسے عالم الغیب والشہادۃ، اور استغراق عرفی جس میں تمام افراد حقیقتہً مراد نہ ہوں بلکہ عرفاً سمجھے جانے والے افراد مراد ہوں جیسے جمع الامیر الصاغۃ اس میں صرف اپنے شہر یا اپنی قلمرو کے سنار مراد ہیں، دنیا بھر کے نہیں۔ استغراق حقیقی لام تعریف کے حقیقی معنے ہیں اور استغراق عرفی مجازی معنی ہیں (حواشی مغنی اللبیب)

لہٰذا معرف باللام میں اگر استغراق حقیقی کے معنی بن سکتے ہوں تو معنی مجازی یعنی استغراق عرفی مراد نہیں لیا جائے گا۔

خاتم کی تحقیق

ختم الشیٔ کے معنی ہیں کسی چیز کو انجام تک پہنچا دیا، لہٰذا خاتِم بالکسر کے معنی ہیں، انجام واختتام تک پہنچانیوالا، کیونکہ یہ اسم فاعل صیغہ صفت ہے، اور خاتَم بالفتح کے معنی ہیں وہ شخص یا چیز جسکے ذریعہ کسی شئے کو انجام تک پہنچایا جائے، کیونکہ یہ اسم ہے نہ کہ صفت۔

آیت کریمہ میں خاتِم اور خاتَم کی دونوں قراءتیں متواتر ہیں اور حاصل دونوں قراءتوں کا ایک ہی ہے یعنی آخری نبی۔ کیونکہ علماء لغت نے تصریح کی ہے کہ جب یہ لفظ کسی قوم کیطرف مضاف ہو تو خواہ فتحہ کے ساتھ ہو یا کسرہ کے ساتھ (جیسے خاتم القوم کی ترکیب) اسوقت اس کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں یعنی "اس قوم کا آخری فرد"

خاتَم بالفتح ــــــ کے معنی اگرچہ مہر، انگوٹھی، نگینہ انگوٹھی، وغیرہ بھی لغت میں ملتے

ہیں، مگر وہ سب فرعی ومجازی معنیٰ ہیں، جنکی طرف رجوع کرنے کی کوئی مجبوری نہیں ہے (تفصیل کیلئے دیکھئے خاتم النبیین از حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری ختم نبوت کامل، از حضرت مفتی شفیع صاحب)۔

آیت خاتم النبیین کے دونوں جملوں میں ربط کی تقریر

استدراک جو لکن کا موضوع لہٗ ہے اسکے مشہور اور مرجوح معنیٰ کو سامنے رکھ کر آیت کریمہ کے دونوں جملوں میں ربط بیان کرتے وقت عموماً یہ تقریر کی جاتی ہے کہ جب پہلے جملہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوت کی نفی کی گئی تو اس سے روحانی اُبوت کی نفی کا وہم ہو سکتا تھا۔ اس کو رفع کرنے کے لئے فرمایا گیا کہ آپ کی روحانی اُبوت اعلیٰ درجہ کی ہے اور قیامت تک باقی رہنے والی بھی ہے، کیوں کہ آپ اللہ تعالےٰ کے رسول بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی۔

آیت کریمہ کا مطلب سمجھنے کیلئے یہ تقریر بھی فی نفسہٖ کافی وافی ہے۔ لیکن امام عصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے استدراک کے بعد دوسرے راجح معنیٰ کے پیش نظر آیت کریمہ کے دونوں جملوں میں ربط کی جو تقریر فرمائی ہے وہ مذکورہ تقریر سے ارفع واعلیٰ ہے کیونکہ اسمیں لکن کے استعمال کی شرط یعنی تدافع بین الجانبین کا لحاظ کرکے کلام فرمایا گیا ہے، اسلئے کہ آیت کریمہ پر نظر ڈالنے کے فوراً بعد یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ اُبوت اور خاتمیت میں آخر کون سی ضدیت، اور تدافع ہے جسکے اظہار کے لئے کلمۂ لکن استعمال فرمایا گیا ہے، اور مخاطبین کی وہ کون سی غلط فہمی تھی جسکی اصلاح کیلئے بطور قصر قلب ابوت کی نفی فرماکر لکن کے بعد خاتمیت کا اثبات فرمایا گیا ہے؟ ان سوالات کو حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے یوں حل فرمایا ہے۔

باید دانست کہ در اجراء سلسلہ ابوت ونبوت بلافصل تلازم عقلی ویا شرعی نیست لیکن مشیت ازلیہ نبوت اولاً در ذریت نوح علیہ السلام نہاد پس در ذریت ابراہیم علیہ السلام	ترجمہ: جاننا چاہیئے کہ سلسلۂ ابوت اور نبوت بلافصل کے جاری کرنے میں کوئی عقلی وشرعی تلازم نہیں لیکن مشیت ازلیہ نے نبوت اولاً نوح علیہ السلام کی اولاد میں رکھی اور پھر ابراہیم علیہ السلام

وایشاں دعا ہم کردہ اند کہ وابعث فیھم رسولا منہم۔

وبریں تقدیر خیال رفتے کہ شاید ایں سلسلہ من بعد در ذریت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہند، لاجرم گفتہ شد کہ سلسلہ ابوت نیست، ولیکن سلسلہ نبوت دائم بلا فصل است وتجدید دے نخواہد شد، وابوت کہ متضمن اجرار کدام سلسلہ می باشد ودریں جا اگر بودے مناسب اجرار سلسلہ نبوت بودے موجود نیست، بلکہ بجائے آں ختم نبوت است، پس ایں است وجہ اتساق کلام کہ در لکن شرط نہادند (خاتم النبیین فارسی وار دو ص۳۱)

کی اولاد میں اور انہوں نے دعا بھی فرمائی تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ

(البقرہ ۱۲۹)

اے پروردگار ہمارے اور بھیج انہیں ایک رسول ان ہی میں کا۔ (شیخ الہند)

اس سنت الٰہیہ کے پیش نظر خیال ہو سکتا تھا کہ اب یہ سلسلہ نبوت شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں جاری کیا جائے گا اس وہم کو رفع کرنے کیلئے فرمایا گیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے سلسلۂ ابوت جاری نہیں ہوگا۔ بلکہ خود آپ کی نبوت کا سلسلہ ہی تا قیامت قائم ودائم رہیگا۔ اور آپ کے بعد کوئی نبوت نہیں ہوگی اور ایسی ابوت جو کسی سلسلے کے اجرار کو متضمن ہوتی ہے وہ یہاں اگر موجود ہوتی تو اجرائے سلسلہ نبوت کے مناسب ہوتی، یہاں موجود نہیں ہے۔ بلکہ اسکے بجائے ختم نبوت ہے، بس یہ ہے کلام کی وجہ ربط جو لکن میں شرط قرار دی گئی ہے ــــــــ

جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک طرف تو مخاطبین متبنّیٰ کو حقیقی بیٹے کا درجہ دینے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نسبی باپ مانتے تھے ادھر وہ دیکھ رہے تھے کہ انبیاء علیہم السّلام کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا ہے، اس کے پیشِ نظر ان کو خیال ہو سکتا تھا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں بھی نبوت جاری رہے گی۔ باری تعالےٰ نے ان کے خیالات کی اصلاح کیلئے بطور قصر قلب یوں فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو کسی بالغ مرد کے باپ ہی نہیں جس سے آپ کی اولاد میں سلسلہ نبوت

جاری ہونے کا احتمال ہو۔ بلکہ آپ تو پوری امت کے روحانی باپ (رسول) ہیں اور ابوت روحانیہ آپ کے اوپر ختم ہے۔ اب قیامت تک کوئی اور روحانی باپ آنے والا نہیں ہے۔

تو مخاطبین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ابوت نسبیہ مستلزم توریث نبوت (السنۃ الٰہیہ) کا خیال کر سکتے تھے۔ لہٰذا باری تعالےٰ نے اس خیال کو رد فرما کر آپ کیلئے ابوت روحانیہ (رسالت) الی یوم القیامہ کا اثبات فرما دیا[عہ]۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مذکورہ دونوں امور میں ضدیت اور تدافع ہے کیوں کہ ایسی ابوت نسبیہ جس سے قیامت تک نبوت جاری ہونے کا احتمال ہو اور ابوت روحانیہ جو قیامت تک باقی رہنے والی ہو یہ دونوں وصف ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، اس طرح استدراک کے راجح معنی کے اعتبار سے لکنؔ کے استعمال کی شرط متحقق ہو گئی۔ اسکے برخلاف اگر قادیانیوں کے مطابق ختم نبوت کے مفہوم سے اجرائے نبوت کا مضمون نکالا جائے تو لکنؔ کے ماقبل وما بعد میں تدافع نہیں رہے گا۔ کیونکہ ابوت نسبیہ سے بھی نبوت کے جاری رہنے کا مضمون نکلتا ہے، جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا، ایسی صورت میں ابوت کی نفی کر کے ختم نبوت کا اثبات صحیح نہیں رہے گا۔

خلاصہ تفسیر آیت خاتم النبیین

بہرحال آیت کریمہ کے مفردات کی مذکورہ بالا تحقیق کی روشنی میں اسکی تفسیر یہ ہوگی کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، جب کہ نکاح کی حلت وحرمت کا تعلق جسمانی ابوت ہی سے ہوتا ہے، البتہ آپ تمام عالم کے روحانی باپ ہیں اور روحانی ابوت پر عظمت وشفقت کے احکام مرتب ہوتے ہیں، نہ کہ نکاح کی حلت وحرمت کے۔

اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ کو کسی بالغ مرد کا باپ بھی نہیں بنایا گیا، جس سے یہ شبہ ہوتا کہ آپ کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری ہوگا، کیوں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے اجراء کیلئے نہیں بلکہ سلسلہ نبوت کو ختم کرنے کیلئے ہیں، اب قیامت تک نہ کسی قسم کا کوئی رسول آئیگا اور نہ نبی۔

عہ جیسے ما زیدٌ الاّ قائم اس مخاطب سے کہا جاتا ہے جو زید کے قعود یا اضطجاع کا خیال رکھتا ہو۔

بجائے خاتمہم کے خاتم النبیین فرمانے کا نکتہ

اس عموم کو سمجھانے کیلئے خاتمہم کے بجائے خاتم النبیین ارشاد فرمایا گیا ہے، حالانکہ ولٰکن رسول اللہ کے بعد وخاتمھم (الرسل) مناسب تھا، لیکن اس طرح فرمانے کی صورت میں مطلب یہ ہوتا ہے آپؐ کے بعد وہ انبیاء نہیں آئیں گے جو شریعت جدیدہ رکھتے ہوں ان انبیاء علیہم السّلام کی آمد کے بند ہونے کا مفہوم نہ نکلتا جو شریعت یا کتاب جدید نہ رکھتے ہوں۔ بلکہ پچھلے نبی کی شریعت کے متبع ہوں کیوں کہ رسول بمقابلہ نبی کے خاص ہے اور خاص کے انتفاء سے عام کا انتفاء لازم نہیں آتا لیکن جب خاتم النبیین فرما دیا گیا تو اس کا منطوق یہی ہے کہ ہر قسم کے انبیاء علیہم السلام کے آخر میں آپؐ تشریف لائے ہیں۔ خواہ وہ شریعت و کتاب جدید رکھتے ہوں، خواہ شریعت سابقہ پر عمل پیرا ہوں، کیوں النبیین پر لام استغراق حقیقی کا ہے اور عام کے انتفاء سے خاص کا انتفاء لازم ہے۔

القرآن یفسر بعضہ بعضًا

اس آیت کریمہ کی ایک قرارت اور ہے جو عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرارت کہلاتی ہے اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی آیت کی دو قرارتیں دو آیتوں کے درجہ میں ہوتی ہیں وہ قرآت ولٰکن ختم النبیین ہے یعنی آپ ایسے نبی ہیں جنہوں نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا، اس دوسری قرارت سے پہلی قرآت کے اندر آئے ہوئے لفظ خاتم کے معنی کی تفسیر ہو گئی اور اس کے ایک ہی معنیٰ متعین ہو گئے کہ آپؐ ہر قسم کے تمام نبیوں کے آخر میں اور ان کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

آیت خاتم النبیین کے علاوہ دیگر آیات سے ختم نبوّت کے اثبات کے طریقوں پر اجمالی نظر

ختم نبوّت کا مسئلہ آیتِ خاتم النبیین میں تو بطور عبارۃ النص مذکور ہے، لیکن دوسری آیات کریمہ سے بھی بطور اقتضاء النص و اشارۃ النص و دلالت النص یہ مسئلہ ثابت ہے استدلال

کے یہ تینوں طریقے بھی قطعی و یقینی ہوتے ہیں، بہر حال علماءِ امت نے ان کو بھی ختمِ نبوت کے دلائل میں شمار فرمایا ہے، یوں تو ایسی آیات ایک سو کے قریب ہیں، لیکن ان آیات میں سے ختمِ نبوت کے اثبات کیلئے جو تقریریں کی جاتی ہیں، ان کے اعتبار سے ان آیات کو پندرہ بیس عنوانات کے تحت لایا جا سکتا ہے۔

اور ان عنوانات کے تحت آنیوالی بعض آیات بطور نمونہ کے ذکر کی جاتی ہیں، اس کے بعد بعض آیات کے مطالب کی تقریر مختصراً کی جائے گی، جس سے یہ معلوم ہوگا کہ متعلقہ آیت سے ختمِ نبوت کا ثبوت کسطرح ہوتا ہے۔

(۱) اکمالِ دین کا اعلان۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ آیت ۳)	آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا، اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا، اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۲) حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا اعلان۔

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الاعراف آیت ۱۵۸)	تو کہہ، اے لوگوں میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جسکی حکومت ہے آسمان اور زمین میں۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۳) جملہ انبیاء علیہم السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور نصرت کرنیکا عہد لیا جانا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آلِ عمران آیت ۸۱)	اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتادے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اسکی مدد کرو گے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام عالم کیلئے رحمت ہونا اور آپؐ ہی کو مدارِ نجات قرار دیا جانا۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء آیت ۱۰۷)	اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۵) سبیل المؤمنین (صراط مستقیم) کے اتباع کی تاکید۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (سورہ النساء آیت ۱۱۵)	اور جو کوئی خلاف کرے رسول کے ساتھ بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اسکے لئے ہدایت، اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کے، متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہو، اور ہم داخل کرینگے اس کو دوزخ میں اور بُرا ٹھکانہ ہے (دوزخ)

(۶) اُمت محمدیہ کو آخرین کے لفظ سے یاد کیا جانا۔

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (الواقعہ ۳۹ و ۴۰)	انبوہ ہے پہلوں میں سے۔ اور انبوہ ہے پچھلوں میں سے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۷) انقطاع وحی کا اعلان جو انقطاع نبوت کو مستلزم ہے۔

وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ۔ (سورہ المائدہ آیت ۱۰۱)	اور اگر پوچھوگے یہ باتیں ایسے وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم پر ظاہر کردی جاویںگی۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۸) حضور صلے اللہ کی بعثت کا یہ مقصد قرار دیا جانا کہ باری تعالےٰ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کردے گا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (سورہ توبہ آیت ۳۳)	اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اسکو غلبہ دے ہر دین پر۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۹) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے صرف اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا جانا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (سورۃ النساء ۵۹)	اے ایمان والو، حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۱۰) صرف آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو، اطاعتِ خداوندی قرار دیا جانا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا (سورۃ النساء ۸۰)	جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۱۱) صرف حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر درجات جنت وغیرہ کا وعدہ فرمایا جانا۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔ (سورۃ النساء ۶۹)	اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اسکے رسول کا سو وہ انکے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے انکی رفاقت۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۱۲) حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین کیجانب وحی نبوت کیے جانے کا تذکرہ فرمانا اور جگہ جگہ من قبل اور من قبلک فرمانا نہ کہ من بعدک

کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (سورہ شوریٰ ۳)	اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۱۳) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ قرب قیامت کی اطلاع دیا جانا۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (سورہ قمر ۱)	پاس آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۱۴) وارثین قرآن کریم کی تین جماعتیں بتائی گئیں جن میں نبی کا کہیں ذکر نہیں بلکہ نفی

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا	پھر ہم نے وارث کئے کتاب کے وہ لوگ جو

مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ، وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ۔
(سورۃ فاطر ۳۲)

کو چن لیا ہم نے اپنے بندوں سے، پھر کوئی ان میں برا کرتا ہے اپنی جان کا، اور کوئی ان میں ہے بیچ کی چال پر اور کوئی ان میں آگے بڑھ گیا ہے لیکر خوبیاں اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۱۵) مسلمان مردہ قبر میں نبی کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی بتائے گا۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ (سورہ ابراہیم ۲۷)

مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔
(ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۱۶) امت محمدیہ کو تمام امم سابقہ کا خلیفہ قرار دیا جانا۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ط كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۔
(سورہ یونس ۱۴)

اور البتہ ہم ہلاک کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے پہلے جب ظالم ہو گئے، حالانکہ لائے تھے انکے پاس رسول انکے کھلی نشانیاں، اور ہرگز نہ تھے ایمان لانیوالے۔ یوں ہی سزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں کو پھر تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں ان کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو
(ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۱۷) حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے اپنی اولاد میں صرف ایک رسول مبعوث کئے جانے کی دعا فرمائی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
(سورہ بقرہ آیت ۱۲۹)

اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں کا (ترجمہ شیخ الہندؒ)

(۱۸) نبی آخر الزماں کی ان نشانیوں کو علماء بنی اسرائیل جانتے تھے جو آپ پر منطبق تھیں۔

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (سورہ شعراء ۱۹۷)

کیا انکے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اسکی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ بنی اسرائیل کے (ترجمہ شیخ الہندؒ)

۱۹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے کیوجہ سے کفار کو عذاب ہونا۔

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ (سورہ احزاب ۶۶)	جسدن اوندھے ڈالے جائینگے اُنکے مُنہ آگ میں، کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا (ترجمہ شیخ الہندؒ)

۲۰ صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر دخول جنت کا ترتب۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ (سورہ فتح ۱۷)	اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اسکے رسول کا اسکو داخل کرے گا باغوں میں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں۔ اور جو کوئی پلٹ جائے اسکو عذاب دیگا دردناک (ترجمہ شیخ الہند)

اکمال دین کا اعلان

دلیل ۲

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (مائدہ ۳)	آج میں پورا کرچکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس آیت شریفہ میں اکمال دین سے کیا مراد ہے؟ عموماً حضرات مفسرین اس کے یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ فرائض سنن اور حدود و حلال و حرام کے سلسلہ کے جملہ احکام و قوانین بیان فرمادیئے گئے، خواہ وہ زندگی کے کسی بھی شعبہ سے متعلق ہوں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَ نَهَارُهَا سَوَاءٌ (ابن ماجہ ۲)	میں نے تمہیں ایسی صاف روشن راہ مستقیم پر چھوڑا ہے کہ جس کا رات دن برابر ہے۔

بعض حضرات مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ یہ دین کبھی منسوخ اور مٹنے والا نہیں ہے، بلکہ قیامت تک باقی رہے گا۔ (لباب التاویل ج ۲ ص ۵)

اور بعض حضرات نے اکمال دین کا مطلب یہ لیا ہے کہ یہ امت پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام

پر ایمان لائی ہے، کیونکہ وہ سب اس سے پہلے دنیا میں آچکے ہیں، دیگر امتوں کو یہ موقع نہیں ملا۔ (خازن ۲۳۵/۱۶)

بہرحال تینوں تفسیروں کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ جو دین حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا، وہی آخری اور کامل و مکمل دین ہے، اور آپ آخری نبی ہیں، اور اُمت محمدیہ آخری اُمت ہے، اب اگر کسی اور نبی کا بحیثیت نبی کے دنیا میں آنا تجویز کیا جائے تو اس کی یہ آمد بلاضرورت اور عبث ہو گی، کیونکہ سب کچھ بتایا جا چکا ہے۔ تعالی اللہ عن ذٰلک علوًا کبیرًا۔

دلیل ۳: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ عامہ کے اعلان کے ذریعہ ختم نبوت کا اثبات۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (اعراف ۱۵۸)	تو کہہ اے لوگو۔ میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آپ کی بعثت عامہ کا یہ مضمون قرآن کریم کی متعدد آیات میں آیا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ آپ عرب و عجم مشرق و مغرب کے تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں خواہ وہ آپ کی حیات مبارکہ میں موجود ہوں یا آپ کے بعد قیامت تک دنیا میں آئیں، وہ سب لوگ آپ کی اُمت میں شامل ہیں، لہٰذا آپ کے بعد کسی نبی یا رسول کے آنے کو تجویز کرنے سے آپ کی یہ خصوصیت و فضیلت باقی نہیں رہ سکتی کیونکہ آپ کی اُمت اب اس نئے نبی کی اُمت کہلائے گی۔

۴ اُمت محمدیہ کو پچھلی تمام امتوں کی خلیفہ اور قائم مقام بنائے جانے کے اعلان سے ختم نبوت کا اثبات

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ۔ (سورہ فاطر آیت ۳۹)	وہی ہے جس نے کیا تم کو قائم مقام زمین میں (ترجمہ شیخ الہندؒ)

یہ مضمون بھی متعدد آیات میں آیا ہے جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ یہ اُمت آخری اُمت ہے، اس کے بعد نہ کسی نبی و رسول کی آمد ہو گی اور نہ اس کی اُمت ہو گی۔

۵ ایمانیات میں آپ سے پہلے انبیاء کا اور ان کی وحی کا بار بار تذکرہ ہونے اور بعد کے انبیاء سے مکمل سکوت سے ختم نبوت کا اثبات۔

كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ (شوریٰ ۳)	اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

قرآن کریم جگہ جگہ من قبلک کی قید لگا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیا علیہم السلام کا تذکرہ کرتا ہے لیکن کسی ایک آیت کریمہ میں بھی من بعدک فرما کر آپ کے بعد آنے والے کسی نبی و رسول کا تذکرہ نہیں فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ اب قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے ورنہ جس طرح انبیاء سابقین اور ان کی وحی نبوت کا تذکرہ بار بار فرمایا گیا بعد والے نبی کا تذکرہ بھی ضرور فرمایا جاتا بلکہ یہ زیادہ ضروری تھا، کیونکہ اس پر تفصیلی ایمان لانا ضروری ہے، جبکہ انبیاء سابقین پر اجمالی ایمان کافی ہے۔

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمت کے صرف اولوالامر کی اطاعت کے حکم سے ختم نبوت کا اثبات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (نساء پ۵ آیت ۵۹)	اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اولوالامر سے مراد سلاطین اسلام اور ارباب حکومتِ اسلامیہ ہیں، اور بہت سے مفسرین کے مطابق علماء اُمت اور ائمہ مجتہدین بھی اولوالامر میں داخل ہیں۔

بہرحال آیت کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس کی اطاعت کا حکم کر رہی ہے وہ امت مسلمہ کے اولوالامر ہیں اگر امت میں آپ کے بعد دنیا میں کوئی نبی پیدا ہونے والا ہوتا تو اس کا تذکرہ کرکے اس کی اطاعت کا حکم دیا جاتا کیونکہ نبی کی اطاعت نہ کرنے سے کفر آتا ہے جبکہ اولوالامر کی نافرمانی سے کفر نہیں آتا، اس لئے بعد کے نبی کا تذکرہ زیادہ ضروری تھا۔

اختصار کے پیش نظر مذکورہ عنوانات میں سے چند عنوانات کے ذیل میں آنے والی آیات کریمہ سے ختم نبوت کے اثبات کی مختصر تقریر بطور نمونہ کر دی گئی ہے، تفصیلات مبسوط کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

احادیث مُبارکہ سے ختم نبوّت کا اثبات

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ۔ 16:44

ترجمہ۔ اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے (النحل ۱۶ آیت ۴۴)

اس کے مطابق احادیث مبارکہ قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔

لہٰذا جن طریقوں سے ختم نبوت کا مضمون آیات مبارکہ سے ثابت ہے انہی طریقوں سے احادیث شریفہ میں بھی اس مضمون کی تشریح فرمائی گئی ہے اور دو سو زائد احادیث میں ختم نبوت کا مضمون آیا ہے جن میں تقریباً ایک سو احادیث اس مضمون میں صریح ہیں۔ بہرحال ختم نبوت کی احادیث متواتر المعنیٰ ہیں البتہ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کے الفاظ بھی متواتر کہے جا سکتے ہیں۔ ذخیرہ احادیث شریفہ سے ختم نبوت کی چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهُ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ (بخاری ص ۵۰۱ ج ۱، مسلم ص ۲۴۸ ج ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اسکے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اسکے ارد گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپؐ نے فرمایا میں وہی (کونے کی آخری اینٹ) ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔

وَفِيْ رِوَايَةِ جَابِرٍ فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِيَاءَ

اور حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ پس میں اس اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا پس میں نے نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔

اس حدیث شریف میں ختم نبوت کے مضمون کو ایک محسوس مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ

جب قصرِ نبوت کی آخری اینٹ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ہیں تو اب کسی قسم کی نبوت کی اینٹ کی گنجائش کا سوال نہیں پیدا ہوتا خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی وغیرہ۔

حدیث ۲: عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (ابوداؤد ص۲۲۸)

حضرت ثوبان رضی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری اُمت میں تیس جھوٹے ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ہر مدعی نبوت کو کذاب فرمایا ہے معلوم ہوا کہ سچے انبیاء کی آمد کا سلسلہ آپ کے بعد بالکل بند ہے اس مضمون کی احادیث حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ گیارہ حضرات صحابہ سے مروی ہیں۔

(۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ (بخاری ص۹۶۳/۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اور قیامت کو ان دونوں انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے (یعنی قیامت مجھ سے اس طرح متصل ہے جیسے انگشت شہادت درمیانی انگلی سے)

ظاہر ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیامت کے متصل ہونے سے یہ مراد لینا تو خلاف واقعہ ہوگا کہ آپ کے بعد فوراً قیامت آجائے گی اسلئے شارحین حدیث کا اتفاق ہے کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور آپ کے بعد جدید نبی نہیں آئے گا تا آنکہ قیامت آجائے گی۔ چنانچہ ایک حدیث میں اس مراد کی تصریح آئی ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابو زمل رضی نے ایک طویل خواب دیکھا اور اس کی تعبیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کی۔ اس خواب کا ایک جزء یہ تھا کہ ایک ناقہ ہے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلا رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعبیر یہ تبلائی۔

وَاَمَّا النَّاقَۃُ الَّتِیْ رَاَیْتَھَا وَرَاَیْتَنِیْ

وہ ناقہ جس کو تم نے دیکھا اور دیکھا کہ میں اسکو

اٰبعثتُهَا فَهِيَ السَّاعَةُ عَلَيْنَا تَقُوْمُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِيْ
(خصائص کبریٰ للسیوطی ص۱۷۸ ج۲)

چلا رہا ہوں) وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔

(۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ۔
(بخاری شریف ص۴۹۱ ج۱)

حضرت ابو ہریرہ رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء کرتے تھے، جب بھی کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا تھا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے

یہ امر معلوم ہے کہ بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیاء کی آمد ہوتی تھی جو حضرت موسیٰؑ کی شریعت کی تجدید فرماتے تھے، لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کے انبیاء کی آمد کا سلسلہ بھی نہیں رہا، البتہ امت محمدیہ میں مجددین کی آمد کی اطلاع حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ (ابوداؤد ص۲۳۳ ج۲)

بے شک اللہ تعالےٰ اس امت کیلئے ہر صدی پر ایسے لوگوں کو کھڑا کرے گا، جو اس کیلئے دین کی تجدید کرے۔

(۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ
(بخاری ص۶۸۵ ج۲)

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے شفاعت والی حدیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

ان احادیث مبارکہ سے واضح طور پر آیت خاتم النبیین کی مکمل تشریح ہو رہی ہے کہ

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تمام اشخاص انبیاء کے آخر میں اور ان کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

اجماعِ اُمّت سے ختمِ نبوّت کا ثبوت

امتِ مسلمہ نے تواتر کے ساتھ ہر زمانے میں مذکورہ بالا آیات واحادیث کا یہی مطلب سمجھا ہے، اس میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص کرنا تحریف وزندقہ کہلائے گا۔

چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

اِنَّ الْاُمَّۃَ فَہِمَتْ بِالْاِجْمَاعِ مِنْ ھٰذَا اللَّفْظِ وَمِنْ قَرَائِنِ اَحْوَالِہٖ اَنَّہٗ اَفْہَمَ عَدَمَ نَبِیٍّ بَعْدَہٗ اَبَدًا وَعَدَمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَبَدًا وَاَنَّہٗ لَیْسَ فِیْہِ تَاوِیْلٌ وَلَا تَخْصِیْصٌ فَمُنْکِرُ ھٰذَا لَا یَکُوْنُ اِلَّا مُنْکِرُ الْاِجْمَاعِ۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد ص۱۱۴)

بے شک امت نے اس لفظ (خاتم النبیین) سے اور قرائن احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ اس کا مفاد یہی ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے اور نہ تخصیص پس اس کا منکر یقیناً اجماع کا منکر ہے۔

قادیانی گروہ کے خیالِ فاسد میں ختمِ نبوّت کا مطلب

امتِ مسلمہ کے برعکس قادیانی مرتدین کے گروہ نے ختمِ نبوّت کا مطلب بیان کیا ہے اسکو مرزا بشیر احمد ایم اے کی تحریر سے سمجھیے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے افضل اور نبیوں کی مُہر ہیں۔ یعنی چونکہ آپ کے اندر تمام کمالات نبوّت کامل طور پر اور بصورتِ اتم جمع ہیں۔ لہٰذا آئندہ کوئی شخص

نبوّت کے انعام سے حصہ نہیں لے سکتا، جب تک کہ وہ آپکے لگائے ہوئے باغ کا پھل نہ کھائے، اور آپؐ کے چشمۂ فیض سے سیراب نہ ہو۔ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کا پابند نہ ہو گویا اب روحانی کمالات کے حصول کیلئے آپ کی تصدیقی مہر ضروری ہو گئی ہے اور آپ کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپکی شریعت کو منسوخ کرے یا براہِ راست مستقل حیثیت میں نبوّت کا انعام پائے، ہاں ظلی نبوّت کا دروازہ بند نہیں ہے اور ظلی نبوّت کے ہمارے نزدیک یہ معنی ہے۔ کہ جب کوئی کامل فرد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور محبت میں اپنے نفس کو ایسا صاف کرلے کہ ایک نہایت اعلےٰ درجہ کے صیقل شدہ آئینہ کی طرح مصفیٰ ہوجائے اور کوئی کدورت اس میں باقی نہ رہے اور پھر وہ فطری استعداد بھی کامل رکھتا ہو، حتیٰ کہ اپنے آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی محبت میں محو کرکے اپنے نفس کے آئینہ کو پورے طور پر آپکے وجود باجود کے سامنے لے آئے، تو اس صورت میں آپؐ کے اوصاف اور آپ کے کمالات اس کے آئینۂ نفس پر اسی طرح اتر آئیں گے جس طرح ایک مصفیٰ آئینہ میں دیکھنے والے شخص کے خدوخال اُتر آتے ہیں، گویاکہ اس صورت میں وہ آپ کا ظل یعنی عکس ہو جائے گا اور اگر ایسا شخص کمالات نبوت کی بھی استعداد رکھتا ہو اور اسکے فطری قویٰ اس پیمانہ پر واقع ہوئے ہوں کہ کمالات نبوّت کا عکس قبول کرسکیں، تو آپ کی نبوّت بھی ظلی طور پر اسمیں ظاہر ہوجائے گی اور وہ آپ کی اتباع سے بروزی صورت میں نبوّت کا درجہ پالے گا، ایسی نبوّت ہمارے نزدیک ختم نبوت کے منافی نہیں ہے اور نہ ایسے نبی کے ظاہر ہونے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کسی قسم کا رخنہ واقع ہوتا ہے بلکہ ایسی نبوّت کا جاری ہونا آپ کے روحانی کمال کی ایک شاندار دلیل ہے (تبلیغ ہدایت ازمرزا بشیر احمد ایم، اے۔ ص۳۰۱ تا ۳۰۲)

مرزائی گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی گر مانتا ہے

پھر ایک صفحہ کے بعد مرزا بشیر احمد قادیانی ایم۔ اے لکھتا ہے:

ہم دلی یقین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور خدا کا آخری نبی ماننے کے باوجود حضرت مرزا صاحب کو علی وجہ البصیرت اور بکمال شرح صدر خدا کا نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں، کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوّت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی ظل اور اس کی تابع اور اس کی شاخ ہے، نہ کہ کوئی آزاد اور مستقل نبوّت، اور ایسی نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے موجب ہتک نہیں بلکہ آپ کے افاضۂ روحانی کا کمال ثابت کرتی ہے اور دنیا پر یہ ظاہر کرتی ہے کہ آپ صرف نبی ہی نہیں بلکہ نبی گر بھی ہیں، اور آپ ایسا عالی مرتبہ رکھتے ہیں کہ آپ کے خادم بھی آپ کے فیض سے نبوّت کا درجہ پا سکتے ہیں۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ جو میں نے صاف صاف بیان کردیا ہے، تا اس معاملہ میں کسی قسم کی غلط فہمی کا امکان نہ رہے۔ (تبلیغ ہدایت ص۲۰۳ و ص۲۰۴)

مرزا بشیر احمد قادیانی کا یہ بیان درحقیقت مرزا قادیانی کے ان ہفوات کا نچوڑ ہے۔ جو اس نے اپنی مزعومہ ومخترعہ ظلی وبروزی نبوت باور کرانے کیلئے لمبی لمبی تصنیفات میں پھیلا رکھے ہیں۔ اسی لئے "تبلیغ ہدایت" کا طویل اقتباس نقل کیا گیا ہے، تاکہ ختم نبوّت سے متعلق اس گروہ کے عقیدۂ فاسدہ کی تشریح مختصراً سامنے آجائے۔

اب آپ غور کریں کہ ختم نبوّت کی آیات واحادیث مذکورہ بالا میں سے کسی ایک آیت و حدیث میں بھی ختم نبوّت کا یہ مفہوم بیان نہیں کیا گیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبی بنا کریں گے، لہٰذا ختم نبوّت کا یہ مفہوم اختراعی اور باطل ہے۔

مذکورہ بالا آیات واحادیث میں قادیانیوں کے ملحدانہ شبہات ومغالطے اور انکے جواب

لیکن قادیانی گروہ کو چونکہ زندقہ پھیلانا ہے، اسلئے جان بوجھ کر اس نے پہلے ختم نبوّت کا ایک غلط مطلب اپنے ذہن میں بٹھایا، اور پھر ختم نبوّت کی آیات واحادیث میں مغالطہ انگیز وملحدانہ شبہات پیدا کر کے سادہ لوح عام مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کی۔ اور دوسری جانب "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے طور پر کچھ آیات واحادیث میں تحریفات کرکے

انہیں اپنے مفید مطلب بنانے کی سعی لاحاصل کی اور ان کو اپنے دلائل کے عنوان سے پیش کیا۔ آیات واحادیث ختم نبوت میں قادیانی گروہ نے جو مغالطے دیئے ہیں آئندہ ان میں سے بعض بحوالہ آیت و حدیث درج کر کے ان کا جواب دیا جائے گا۔

آیت خاتم النبیین میں قادیانی مغالطے

پہلا مغالطہ قادیانی گروہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کے بیان کردہ ختم نبوت کے معنیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات کے خلاف ہیں، کیونکہ جب وہ تشریف لائیں گے تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں رہیں گے، بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی کہنا پڑے گا۔ لہٰذا ہمارے بیان کردہ معنیٰ صحیح ہیں۔

جواب آخری نبی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہیں کیا جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سالہا سال پہلے نبوت مل چکی ہے قرب قیامت میں آپ کی تشریف آوری بحیثیت امت کے مجدد کے ہوگی لہٰذا انکی تشریف آوری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

چنانچہ تفسیر کشاف میں ہے معنی کونه اٰخر الانبیاء انه لا ینبأ احد بعده وعیسیٰ ممن نبئ قبله (تفسیر کشاف ص۵۴۴، ۵۴۵ ج ۳ بیروت)

دوسرا مغالطہ خاتم النبیین میں خاتم بمعنیٰ مہر ہے یعنی آپ کی مہر تصدیق سے آپ کے بعد نبی بنتے رہیں گے، اسی میں آپ کی رفعت شان ہے۔

جواب (۱) خاتم کے معنی اگر مجازی طور پر مہر کے لئے جائیں تو بھی اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کے ختم پر بحیثیت مہر کے آپکی تشریف آوری ہوئی ہے، جیسا کہ کسی خط وغیرہ کی تحریر کے بالکل آخر میں مہر لگائی جاتی ہے، قادیانی مطلب لینے سے آیات واحادیث میں تناقض لازم آئے گا، جس سے قرآن کریم منزہ و مبرا ہے۔

جواب (۲) آیت کریمہ میں یہ نہیں آیا کہ آپ مہر نبوت ہیں، اور نہ یہ کہ آپ صاحب مہر ہیں جو کہ مہر لگانے والا ہوتا ہے، بلکہ آیت میں تو یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی خود مہر

ہے جو دوسروں پر (یعنی انبیاء سابقین پر) لگادی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مہر اللہ تعالیٰ ہے، جس نے آپ کے ذریعہ سلسلہ انبیاء پر مہر لگا کر اسے ختم کردیا۔

تیسرا مغالطہ خاتم کے معنیٰ اگر آخر کے لئے جائیں تو النبیین پر لام استغراق کا نہیں بلکہ عہد کا ہے جس سے تشریعی انبیاء کی جانب اشارہ ہے لہٰذا خاتم النبیین کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپ صرف تشریعی انبیاء کے خاتم ہیں، جن کو جدید کتاب یا شریعت ملی ہو مطلق انبیاء کے خاتم نہیں ہیں، پس ثابت ہوا کہ آپ کے بعد غیر تشریعی انبیاء آسکتے ہیں۔

جواب ۱۔ لام تعریف کے حقیقی معنیٰ استغراق ہی کے ہیں، بلا کسی مجبوری کے حقیقی معنی چھوڑنا جائز نہیں اور یہاں کوئی مجبوری ہے نہیں۔

جواب ۲۔ لام عہد کیلئے ماسبق میں معہود کا تذکرہ ہونا ضروری ہے، اور اس آیت کے سیاق وسباق میں کہیں خصوصاً تشریعی انبیاء کا تذکرہ نہیں ہے البتہ مطلق انبیاء کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا . الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (الاحزاب آیت ۳۸ و ۳۹)

جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو گذرے پہلے، اور ہے حکم اللہ کا مقرر ٹھہر چکا، وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اس میں انبیاء کے جو اوصاف ذکر فرمائے گئے ہیں، ان سے ہر قسم کے انبیاء متصف ہیں نہ کہ صرف تشریعی انبیاء معلوم ہوا کہ اب مطلق انبیاء کی آمد بند ہوگئی ہے۔

جواب ۳ لا نبی بعدی وغیرہ احادیث میں مطلقاً ہر قسم کے انبیاء کی بندش کا تذکرہ ہے لہٰذا خاتم النبیین کے یہی معنیٰ متعین ہیں کہ ہر قسم کے انبیاء کے آخر میں آپ تشریف لائے ہیں۔

جواب ۴ اگر خاتم النبیین میں بلا ضرورت لام عہد کا مانا جا سکتا ہے تو جناب النبیین

کا لفظ اور بھی متعدد آیات میں آیا ہے وہاں بھی اس کا شوق فرمایئے، مثلاً

(۱) وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (البقرۃ پ۲ آیت ۱۷۷)

لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر (ترجمہ شیخ الہند)

کیا یہاں بھی یہی معنی ہوں گے کہ صرف تشریعی انبیاء پر ایمان لانا کمال بر ہے؟

(۲) فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (البقرۃ پ۲ آیت ۲۱۳)

پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (ترجمہ شیخ الہند)

کیا یہاں بھی عہد کے معنی لے کر بشیر و نذیر ہونا صرف تشریعی انبیاء کا وصف قرار پائے گا؟

چوتھا مغالطہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ہمیشہ کیلئے افضل النبیین ہیں۔ کیونکہ آپ نبوت میں انتہائی کمال پر پہنچے ہوئے ہیں، جیسے خاتم المفسرین خاتم المحدثین میں مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے زمانے میں اس فن کے فرد اکمل ہیں یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اب کوئی مفسر و محدث پیدا نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المہاجرین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاتم الاولیاء فرمایا ہے حالانکہ ہجرت و ولایت کا سلسلہ اب تک جاری ہے اسی طرح آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے اگرچہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

جواب خاتم کے اصل معنی تو آخر ہی کے ہیں، لہٰذا خداوند علیم و قدیر کے کلام میں اسی معنی میں لیا جائے گا کیونکہ وہ اپنے علم قطعی کے مطابق جسکو خاتم کہہ رہا ہے وہی خاتم ہے برخلاف بندوں کے کہ وہ اپنے ناقص علم کے مطابق جس کو افضل المفسرین سمجھتے ہیں اسکو مبالغۃً خاتم المفسرین کہہ دیتے ہیں اگرچہ اسکے بعد بھی مفسرین پیدا ہوتے رہیں گے رہی حضرت علی رضؓ کے بارے میں خاتم الاولیاء کی روایت تو وہ تفسیر صافی کی ہے جو سرے سے بلا سند ہے، رہا حضرت عباس رضؓ والی حدیث کا جواب تو اسکو کنز العمال میں مرسلاً ذکر کیا گیا ہے

اِطْمَئِنَّ يَا عَمِّ فَاِنَّكَ خَاتِمُ الْمُهَاجِرِيْنَ فِي الْهِجْرَةِ كَمَا اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ فِي النُّبُوَّةِ (کنز العمال ص۱۷۸ ج۱۲)	اے چچا مطمئن رہو (گھبراؤ نہیں) پس بیشک آپ ہجرت میں خاتم المہاجرین ہیں جیسا کہ میں نبوت کے سلسلہ میں خاتم النبیین ہوں۔

یہ حدیث صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں بھی ہمارے خلاف نہیں ہے، کیوں کہ یہاں بھی خاتم بمعنی آخر ہے نہ کہ بمعنیٰ افضل اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے جو ہجرت فرض تھی اسکو اختیار فرمانے والے آخری مہاجر تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

هَاجَرَ قَبْلَ الْفَتْحِ بِقَلِيْلٍ وَ شَهِدَ الْفَتْحَ (اصابہ ص۲۶۸ ج۳)	یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے۔

آپ کی ہجرت کے بعد کسی اور کی وہ ہجرت ثابت نہیں جو فرض تھی اسی لحاظ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المہاجرین فرمایا اور آپ کو تسلی دی کہ ہجرت میں سابقیت کے فوت ہوجانے پر غم نہ کریں جسطرح سابقیت وجہ فضیلت ہوسکتی ہے، اسی طرح خاتمیت بھی وجہ فضیلت ہوسکتی ہے، چنانچہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور آپ خاتم المہاجرین ہیں۔

بہرحال فتح مکہ سے پہلے کی ہجرت مفروضہ کے اعتبار سے آپ آخری مہاجر ہیں، یوں مطلقاً ہجرت کے اعتبار سے مہاجرین ہوتے رہیں گے۔

مغالطہ ۵

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

قُوْلُوْا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ (درمنثور ص۲۰۴ ج۵)	یوں کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور یہ نہ کہو کہ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ (آپکے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ورنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ کہنے سے نہ روکتیں۔ معلوم ہوا کہ وہ اجرائے نبوت کی قائل تھیں۔

جواب اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے عقیدہ کے پیش نظر یہ جملہ ارشاد فرمایا ہے، یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ کے ظاہری مفہوم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی نفی سمجھی جانے لگے لہٰذا نبوت کے بند ہونے کا مفہوم تو خاتم النبیین سے ادا ہو ہی چکا اب لا نبی بعدہٗ کہنے کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ اسی طرح کی بات حضرت مغیرہؓ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
(دیکھئے درمنثور ص۲۰۴ ج۵)

حضرت عائشہ رضؓ کے مذکورہ کلام کی یہ توجیہ اسلئے ضروری ہے کہ خود وہ یہ روایت فرماتی ہیں۔

اَنَّہٗ قَالَ لَا یَبْقیٰ بَعْدَہٗ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ (کنز العمال بروایت احمد و خطیب)	آپؐ نے فرمایا کہ اب اس کے بعد نبوت کا کوئی حصہ باقی نہیں مگر صرف بشارت و خوشخبری دینے والی چیزیں۔

تو مذکورہ ممانعت کی وجہ یہ کیسے قرار دیجا سکتی ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ حضورؐ کے بعد نبوت کو جاری مانتی ہیں، بلکہ اصل وجہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی کہ عقیدۂ نزول عیسیٰؑ کے تحفظ کیلئے حضرت عائشہ رضؓ نے یہ ممانعت فرمائی ہے اگرچہ ان کا اپنا عقیدہ مطلقاً ختم نبوت ہی کا تھا۔

آیت ۲ سے متعلق قادیانی مغالطہ

اللہ تعالےٰ کے دین کو کامل کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکے بعد کوئی اور وحی نہ آئے آخر توریت بھی کامل تھی مگر اس کے بعد دوسری کتاب آگئی۔

جواب توریت اور تمام کتب سماویہ اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے واقعی کامل مکمل تھیں، مگر چونکہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی مخصوص قوموں کی طرف مبعوث فرمائے جاتے تھے، حدیث میں ہے۔

وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

اور (مجھ سے پہلے) نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے، اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

اسلئے ہر قوم کے نبی کے ساتھ جو شریعت اور کتاب بھیجی جاتی تھی وہ اس زمانے کے حالات کے بالکل مطابق ہوتی تھی، پھر جب دوسرا نبی آتا تو اسکے زمانے کے مطابق شریعت وکتاب آجاتی تھی، لیکن جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کیلئے بلا تخصیص تمام اقوام کا رسول بنا کر بھیجا گیا تو آپ کو ایسی شریعت اور ایسا دین عطا فرمایا گیا جو ہر زمانہ میں ہدایت ورہنمائی کا کام کرے لہٰذا اب کسی اور وحی اور شریعت کی ضرورت نہیں رہی، یہی مطلب ہے، دین اسلام کو کامل کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دیگر ادیان سماویہ ناقص تھے۔

(آیت نمبر ۱۳، وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ سے متعلق قادیانی مغالطہ)

آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کے باوجود آپ کے بعد نبی آسکتا ہے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ علیہم السلام نبی ہوکر آئے۔

جواب یہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے یہ فرمایا ہو کہ تمام بنی اسرائیل کا تنہا میں ہی رسول ہوں، اس لئے ان کے بعد بنی اسرائیل میں انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہا، برخلاف اسکے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔

أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

میں پوری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے ذریعہ نبیوں پر مہر لگادی گئی۔

أَنَا رَسُولُ مَنْ أَدْرَكْتُ حَيًّا وَمَنْ يُولَدُ بَعْدِي (کنز العمال ج۱۱ ص۴۰۴)

میں ان کا (بھی) رسول ہوں جن کو میں نے زندہ پایا، اور ان کا (بھی) جو میرے بعد پیدا ہوگا

لہٰذا آپ کی بعثت ورحمت عامہ کے بعد کسی نبی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی، بلکہ آپ کے بعد کسی کو نبی بنائے جانے سے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیت ختم ہوجاتی ہے

جو باطل ہے۔

ختم نبوت کی احادیث میں قادیانی مغالطے

حدیث لَانَبِیَّ بَعْدِیْ سے متعلق۔

پہلا مغالطہ:۔ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ میں لائے نفی جنس نہیں بلکہ برائے نفی کمال ہے یعنی میرے جیسا کامل نبی نہیں ہوگا، معلوم ہوا کہ کمتر درجہ کے (یعنی ظلی و بروزی نبی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آسکتے ہیں۔

جواب۱:۔ اس کو نفی کمال کیلئے لینا آیات واحادیث واجماع امت کے خلاف ہے۔

جواب۲: خود مرزا نے اس میں عام نفی کے معنی لیے ہیں، وہ لکھتا ہے "لَانَبِیَّ بَعْدِیْ میں بھی نفی عام ہے، پس یہ کسقدر جرأت دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو عمدًا چھوڑ دیا جائے، اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔"

(ایام الصلح درخزائن ص۳۹۲ ج۱۴)

دوسرا مغالطہ: لَانَبِیَّ بَعْدِیْ میں بعدی سے مراد مغایرت ومخالفت ہے جیسے سورۃ جاثیہ کی آیت فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ۔ میں بَعْدَ اللّٰہِ کے معنی اللہ کو چھوڑ کر، اللہ کے خلاف۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا مخالف نبی نہیں آسکتا۔ مگر موافق ومتبع نبی آسکتا ہے،

جواب۱: بعدی کے یہ معنی خود ساختہ ہیں۔ لغت وعربیت سے اسکی تائید نہیں ہوتی، پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی تشریح مختلف احادیث میں فرمادی ہے۔ مثلاً

اِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ (مسلم شریف ص۴۴۶ ج۱)	میں آخری نبی ہوں
اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (مشکوٰۃ شریف ص۴۶۵)	میں تمام نبیوں میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

جواب۲:۔ کسی شارح حدیث یا مجدد نے یہ قید نہیں لگائی۔

رہی سورہ جاثیہ کی آیت مذکورہ تو اس کی تشریح حضرات مفسرینؒ بعد" کے "حدیث" مضاف الیہ کو محذوف مانکر کرتے ہیں۔ ای بعد حدیث اللّٰہِ وھُوَ القرآن۔

جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے فَبِاَیِّ حَدِیثٍ بعدہٗ یومنون، یہاں بعدہٗ کی ضمیر حدیث کی جانب راجع ہے۔

جوابؔ : صحیح مسلم میں حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ کی روایت سے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے بجائے لا نبوۃ بعدی کے الفاظ ہیں۔ معلوم ہوا کہ دونوں جملوں کا ایک ہی مطلب ہے۔

جوابؔ :۔ بعدی کا صحیح مطلب ہے میری بعثت کے بعد خواہ زندگی میں یا وفات کے بعد، لہٰذا آپ کی حیات مبارکہ میں بھی مدعی نبوت کذاب و دجال تھا جیسے مسیلمہ و اسود عنسی، اور آپؐ کی وفات کے بعد بھی مدعی نبوت کذاب و دجال ہی ہوگا (جیسے مرزا قادیانی)

قصر نبوت کی تکمیل والی حدیث سے متعلق قادیانی مغالطہ

قادیانی لوگ سادہ لوح عوام کو یوں بھی مغالطہ دیتے ہیں کہ اس مثال کو ظاہر پر رکھکر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو محل کی اینٹ قرار دینا، آپؐ کی توہین ہے، اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ آپ نے پہلی تمام شریعتوں کو مکمل فرمادیا ہے۔

جواب :۔ حدیث میں شریعت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، آپؐ نے قیامت تک آنیوالے جھوٹے مدعیان نبوت کی تکذیب و تردید کیلئے یہ مثال بیان فرمائی ہے، اور مثال کے طور پر آپؐ کو محل کی اینٹ قرار دینے سے کوئی توہین لازم نہیں آتی، جیسے کہ بہادر کو شیر کہہ دیا جاتا ہے تو اسکی کوئی توہین نہیں سمجھی جاتی کہ اس کو جنگلی حیوان کہہ دیا۔

وسیکون خلفاء فیکثرون سے متعلق قادیانی مغالطہ

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امت میں خلافت و نبوت جمع نہیں ہوگی یعنی جو بادشاہ خلیفہ ہوگا۔ وہ نبی نہ ہوگا۔ اور جو نبی ہوگا وہ بادشاہ نہ ہوگا۔

جواب :۔ یہ مطلب حدیث شریف کے سیاق کے بالکل خلاف ہے، حدیث شریف میں تو بنو اسرائیل

کے انبیاء کا حال بیان فرمایا گیا ہے کہ بنو اسرائیل کی قیادت کے لئے یکے بعد دیگرے انبیاء آتے رہتے تھے۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو ان کی قیادت کرے، البتہ صرف میرے خلفاء بکثرت آئیں گے اور اُمت کی قیادت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

کذابون ثلثون والی روایت سے متعلق قادیانی مغالطہ

اس حدیث میں تیس کذّاب کی تعیین سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے بعد کچھ سچے نبی آئیں گے اور یہ دجّال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ اکمال الاکمال میں ہے۔

جواب اس حدیث میں قیامت تک بڑے بڑے صاحبِ شوکت و دبدبہ مدعیانِ نبوّت کاذبہ کے ہونے کا تذکرہ ہے۔ مطلق مدعیان نبوّت کا تذکرہ نہیں ہے کیوں کہ آپ کے بعد مدعیانِ نبوّت تو بے شمار ہوئے ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں۔

لَيْسَ الْمُرَادُ بِالْحَدِيْثِ مَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ مُطْلَقًا فَإِنَّهُمْ لَا يُحْصَوْنَ كَثْرَةً لِكَوْنِ غَالِبِهِمْ يَنْشَأُ لَهُمْ ذٰلِكَ عَنْ جُنُوْنٍ وَسَوْدَاءَ وَإِنَّمَا الْمُرَادُ مَنْ قَامَتْ لَهُ الشَّوْكَةُ۔ (فتح الباری ص۴۵۵ ج۱۲)

اس حدیث سے ہر مدعی نبوّت مطلقاً مراد نہیں ہے اسلئے کہ آپکے بعد مدعی نبوّت تو بیشمار ہوئے ہیں کیونکہ یہ بے بنیاد دعوی عموماً جنون سودا سے پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں، جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جکا مذہب مانا جائے۔

اور قیامت تک کی بات خود مرزا نے بھی تسلیم کی ہے، لکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے (ازالہ اوہام در خزائن ص۱۹۷ ج۳)

بہر حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے بھی مدعیانِ نبوّت قیامت تک آئیں گے سب کے سب کذاب و دجال ہی ہوں گے۔ ان میں کسی کے سچے ہونے کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ فرما دیا گیا۔ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔

مرزا قادیانی کیجانب سے نبوت کی ملحدانہ تقسیم اور تعریف

اس ملعون شخص نے اپنی مطلب برآری کیلئے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے نبی اور نبوت کے اندر تقسیم جاری کی، کہتا ہے۔

انبیاء دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) تشریعی (۲) غیر تشریعی، پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ۱۔ براہ راست نبوت پانے والے ۲۔ نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت حاصل کرنیوالے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیشتر صرف دو قسم کے نبی آتے تھے۔

(مباحثہ راولپنڈی ص۱۷۵)

مرزا بشیر احمد ایم۔ اے قادیانی لکھتا ہے۔

اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے۔ (۱) تشریعی نبوت، اسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے (۲) وہ نبوت جس کیلئے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ہے، ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے ۳۔ ظلی و امتی نبی ہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند کیا گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا (مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت ص۳۱)

حقیقی یا تشریعی نبی کی تعریف (از مرزا قادیانی)

نبی و رسول ایسے شخص کو کہتے ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے کامل شریعت یا احکام جدیدہ لاتے ہیں، یا بعض احکام شریعت سابقہ کے منسوخ کرتے ہیں، یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(مکتوب مسیح موعود مندرجہ اخبار الحکم اگست ۱۸۹۹ء بحوالہ شان خاتم النبیین ص۴۱)

مستقل نبوت کا مفہوم (از مرزا غلام احمد قادیانی)

بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے، مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں، حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں

ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا، اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلاتے، اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی در خزائن ص۱۰۱ ج۲۲)

ظلی اور بروزی نبوت کا مفہوم

(از مرزا قادیانی)

(۱) ظلی نبوت جسکے معنیٰ ہیں کہ فیض محمدی سے وحی پانا۔ (حقیقۃ الوحی در خزائن ص۳۰ ج۲۲)

(۲) خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔

(چشمہ معرفت در خزائن ص۳۴۱ ج۲۳)

خلاصہ تحریرات سابقہ

چونکہ لعین قادیان۔ نبوت کا دعویٰ کرتا تھا، اسلیے اس نے محض اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے مذکورہ بالا تقسیم جاری کی، جس کا حاصل یہ نکلا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوت بلاواسطہ ملا کرتی تھی اور اب بواسطہ اتباع حضور اقدس صلی اللہ وسلم ملتی ہے، اسی قسم کو وہ ظلی بروزی، مجازی نبوت کا نام دیتا ہے، لیکن کسی دلیل شرعی وعقلی سے اس تقسیم کو ثابت نہیں کیا جا سکتا، احادیث شریفہ سے نبوت کو کل مان کر اس کے اجزا تو ثابت ہیں۔ اگرچہ ان اجزاء کی تفصیل نہیں بتائی گئی، البتہ بعض اجزاء کے انقطاع کی اطلاع دی گئی ہے فرمایا گیا۔

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا المبشرات	(اب) نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا۔

لیکن کسی حدیث شریف میں نبوت کو مقسم کلی مان کر اس کی جزئیات واقسام نہیں بتائی گئیں، بلکہ نبوت ہمیشہ صرف ایک ہی طرح کی رہی ہے، جو محض موہبت خداوندی سے حاصل ہوتی ہے، کبھی بھی کسی نبی کو نبوت بواسطہ اتباع نبی سابق نہیں ملی، ارشاد ہے۔

اللّٰہُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورۃ الانعام ۱۲۴)	اللہ خوب جانتا ہے، جہاں رکھتا ہے اپنے پیغامات

نیز ارشاد ہے۔

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ (آل عمران ۱۷۹) لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے،

معلوم ہوا کہ نبوت و رسالت امور وہبیہ میں سے ہے نہ امور کسبیہ میں سے، اسلئے اس میں بلا واسطہ اور بالواسطہ کی تقسیم جاری کرنا صراحۃً قرآن کریم سے معارضہ ہے، جس پر کفر و ارتداد کا حکم آئے گا، چنانچہ علامہ سفارینی حنبلی "شرح عقیدۃ سفارینی" میں تحریر فرماتے ہیں

وَمَنۡ زَعَمَ اَنَّہَا مُکۡتَسَبَۃٌ فَہُوَ زِنۡدِیۡقٌ یَجِبُ قَتۡلُہٗ لِاَنَّہٗ یَقۡتَضِیۡ کَلَامُہٗ وَاِعۡتِقَادُہٗ اَنۡ لَا تَنۡقَطِعَ وَھُوَ مُخَالِفٌ لِلنَّصِّ الۡقُرۡاٰنِیِّ وَالۡاَحَادِیۡثِ الۡمُتَوَاتِرَۃِ بِاَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِیِّیۡنَ عَلَیۡھِمُ السَّلَامُ (ص ۲۶۲)

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت مکتسب ہے تو وہ شخص زندیق ہے وہ واجب القتل ہے، اس لئے کہ اس کا کلام اور اعتقاد اس کا مقتضی ہے کہ نبوت (ابھی) منقطع نہیں ہوئی، حالانکہ یہ نص قرآنی اور احادیث متواترہ کے (سراسر) مخالف ہے (وہ نص قرآنی اور احادیث متواترہ کہ جن میں یہ ہے) کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ (علیہم الصلاۃ والسلام)

بروزی و ظلی نبوت کے ثبوت کیلئے مرزائی دلائل (تحریفات) کا اصولی و کلی جواب

جب قادیانیوں کو شرعی دلائل میں کوئی دلیل نہیں ملی، تو اہل باطل کا شیوہ اختیار کرکے آیات و احادیث میں تحریفات کرکے ان کو اپنے دلائل کے نام سے پیش کرنے لگے، جبکہ ان میں انکی مزعومہ قسم ظلی و بروزی نبوت کا تذکرہ نہیں، ان کی تحریف معنوی کے بعد زیادہ سے زیادہ ان سے جو ثابت ہوتا ہے وہ یہ کہ مطلق نبوت جاری ہے، لہٰذا ان کو ہر قسم کی نبوت جاری ماننی چاہیئے، جب کہ نبوت کی دو قسموں کو وہ کبھی بند مانتے ہیں، تو وہ آیات و احادیث اگر ان کے خیال میں ہمارے دعویٰ

انقطاع مطلق نبوت کے خلاف ہیں۔ تو ان کے اس دعویٰ کے بھی خلاف ہیں کہ نبوت کی دو قسمیں منقطع ہیں، لہٰذا ان کی پیش کردہ آیات و احادیث سے نبوت کی خاص قسم کے جاری ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا، کیوں کہ جب دعویٰ خاص ہے تو دلیل بھی خاص ہونی چاہیئے، اب ان کی مستدل بعض آیات و احادیث کو الگ الگ پیش کر کے انکے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

آیاتِ قرآنیہ میں مرزائی تحریف

تحریف ۱ اللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ (سورۃ الحج ۷۵) (مرزائی ترجمہ) اللہ تعالےٰ چنتا ہے یا چنے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔

اس آیت میں دو لفظ قابل غور ہیں یصطفی اور رسلاً مضارع اگرچہ حال اور استقبال دونوں کے معنیٰ دیتا ہے۔ مگر یہاں حال کے معنیٰ اس لئے نہیں کئے جا سکتے کہ لفظ رسلاً جمع کا صیغہ ہے اگر حال کے معنیٰ لیں گے تو رسلاً جمع کے صیغہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم (واحد) کو مراد لینا پڑے گا، جو غلط ہوگا، لہٰذا یصطفی میں استقبال کے معنیٰ لیکر رسلاً کا مصداق آئندہ آنے والے نبی ہوں گے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ آپؐ کے بعد سلسلہ رسالت و نبوت جاری ہے

تردید آیت کریمہ کا یہ مطلب اس کے سیاق و سباق کے خلاف ہے، آیت کا اصل مقصد یہ ہے کہ ارسال رسل کی سنت الٰہیہ سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت کی جائے کہ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ جو اس کا انکار کیا جائے۔ باری تعالےٰ تو فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کا انتخاب فرماتا رہا ہے، لہٰذا مضارع حکایت حال ماضیہ کے طور پر ہے، اگر اس کو استقبال کے معنیٰ میں لیا جائے اور آپؐ کے بعد آنے والے انبیاء سے متعلق کلام کو کر دیا جائے تو آیت کریمہ کا مقصود ہی فوت ہو جائے گا، اسی کا نام تحریف ہے، کیونکہ یہ مطلب نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ کے معارض ہے۔

تحریف (۲) وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ (مرزائی ترجمہ) جو لوگ اطاعت کریں گے اللہ کی اور اسکے رسول کی، پس وہ ان لوگوں میں شامل ہو جائیں گے، جن پر اللہ نے انعام کیا، یعنی نبی،

وَالصّٰلِحِیْنَ (سورہ نساء آیت ۶۹) | صدیق شہداء اور صالح۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری سے ایک انسان صالحیت کے مقام سے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

تردید اس آیت میں دنیا کے اندر مراتب و درجات ملنے کا ذکر نہیں ہے، صرف اخروی رفاقت و معیت کا تذکرہ ہے، یعنی اللہ و رسول کی اطاعت کی وجہ سے آخرت میں انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کی رفاقت نصیب ہوگی، یعنی مطیعین جب ان حضرات سے ملنا چاہیں گے۔ مل سکیں گے، مع کا مفہوم یہی ہے۔

البتہ دوسری آیات میں درجات کا ذکر ہے، مگر وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ (عنکبوت ۹) | جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ صالحین میں داخل کئے جائیں گے۔

نیز

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (سورۃ الحدید ۱۹) | جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہ خدا کے نزدیک صدیق اور شہداء ہیں۔

وسوسہ مرزائی کہتے ہیں کہ مع بمعنی من ہے، جیسے اَبٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ترجمہ: نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے (ترجمہ شیخ الہندؒ، حجر ۳۱) کیونکہ سورۂ اعراف میں لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ وارد ہوا ہے۔ ترجمہ: نہ تھا سجدہ کرنے والوں میں۔

جواب مع بمعنی من کلام عرب میں مستعمل نہیں ہوتا، اور اہل زبان مع پر من داخل کر کے بولتے ہیں، جئت من معہا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خود مع، من کے معنی میں نہیں آتا۔ رہی استدلال میں پیش کردہ آیت تو اس میں مع رفاقت ہی کے معنی میں ہے، کیونکہ اس میں شیطان کے اس جرم کا بیان ہے کہ اس نے جماعت ساجدین سے مفارقت اختیار کی تھی، اور سورۂ اعراف والی آیت میں اس کے دوسرے جرم یعنی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا بیان ہے۔ اسلئے پہلی آیت میں مع ہی مناسب ہے، اور دوسری آیت میں من ہی مناسب ہے۔

تیسری تحریف:۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (الفاتحۃ)

بتلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا۔

(ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ)

ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی ہے کہ مجھ سے وہ انعامات مانگو جو گذشتہ لوگوں پر میری طرف سے ہوتے رہے ہیں اور دوسری طرف خود انعامات کی تشریح فرمادی ہے کہ ان انعامات سے مراد نبوت صدیقیت، اور شہادت وصالحیت ہے گویا باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم سے نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے حصول کی دعا کیا کریں، اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

تردید: ۱ اس آیت میں منعم علیہم کی راہ پر چلانے کی دعا سکھلائی گئی ہے، نہ کہ نبی بننے کی۔ ۲ نبوت کا حصول بذریعہ دعاؤں کے نہیں ہوتا، یہ محض موہبت ربانی سے حاصل ہوتی ہے۔ ۳ یہ دعا عورتیں بھی پڑھتی ہیں۔ مگر آج تک ایک عورت بھی نبیہ نہیں ہوئی۔ ۴ آیت سے اجرائے نبوت کا مضمون نکالنا، نصوص ختم نبوت کے خلاف ہے۔

چوتھی تحریف:۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (الاعراف ۳۵)

اے اولاد آدم کی اگر آئیں تمہارے پاس کہ سنائیں تم کو آیتیں میری تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ)

اس آیت کریمہ کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ اسمیں "بنی آدم" سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد کے لوگ مراد ہیں، نہ کہ گذشتہ زمانے کے لوگ جس سے واضح ہے کہ نبوت جاری ہے۔

تردید: آیت کریمہ کا سیاق وسباق صاف بتا رہا ہے کہ اسمیں "یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ" کے مخاطب حضرت آدم علیہ السلام کی اولین اولاد ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے حضرت آدم کے پیدا کئے جانے اور شیطان کے بہکاوے میں آکر جنت سے ان کے مع ذریت کے نکالے جانے کا

تذکرہ ہے ۔پھر آگے چلکر اسی ذیل میں یہ فرمایا گیا کہ اگر تمہارے پاس میرے رسول آئیں ان کا کہنا ماننا، جو صلاح اختیار کرے گا ان پر کوئی خوف نہیں اور جو تکذیب کرے گا وہ اصحاب النار میں سے ہے۔

اسی طرح کا مضمون سورہ بقرہ میں بھی قصہ آدم کی تفصیل کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے۔

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بقرہ ۳۸)	پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اگر اِمّا یاتینکم رسل منکم سے اجرائے نبوت پر استدلال کیا جا سکتا ہے تو اس آیت سے اجرائے ہدایت (قرآن) پر بھی استدلال ہو سکتا ہے، یعنی قرآن کریم کے بعد کوئی اور کتاب بھی آسکتی ہے جب کہ مرزائی اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

احادیث نبویہ میں تحریفات مرزائیہ

تحریف (۱) حدیث میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابراہیمؓ کی وفات پر فرمایا۔

لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا (ابن ماجہ ص۱۱)	یعنی اگر میرا یہ بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی بن جاتا۔

معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا امکان ہے۔

تردید اوّل تو یہ حدیث سنداً مجروح ہونے کی وجہ سے محدثین کے نزدیک غیر معتبر ہے لیکن اگر اس کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس میں صرف حضرت ابراہیم کی فضیلت بیان کرنی مقصود ہے نہ کہ امکان نبوت، جیسے کہ لَوْكَانَ مُوْسٰى حَيًّا لَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ۔ میں یہ مطلب نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لا سکتے ہیں، بلکہ اسمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مرتبۂ نبوت کو بیان فرمایا گیا ہے۔

تحریف (۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ	اے اللہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ

وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

کی آل پر رحمت کاملہ نازل فرما، جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ اور انکی آل پر بے شک تو ہی تعریف کے لائق ہے اور بزرگی والا ہے۔

تمام مسلمان درود شریف میں یہ دعا کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسی رحمت ہو جیسی ابراہیمؑ اور انکی آل پر ہوئی، یعنی دیگر رحمتوں کے ساتھ نبوت بھی لہٰذا آپؐ کی امت میں نبوت جاری ہونی چاہیئے۔

تردید (۱) درود شریف میں جن رحمتوں کی دعا مانگی جاتی ہے وہ نبوت کے علاوہ ہیں کیونکہ نصوص قطعیہ سے نبوت کے سلسلہ کا بند ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

(۲) آل ابراہیم پر تو یہ بھی رحمت ہوئی تھی کہ انمیں صاحب کتاب وصاحب شریعت نبی ہوئے تھے کیا تم امت محمدیہ میں ایسے نبی کی آمد کی دعا کرتے ہو؟

تحریف (۲) اِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ (مسلم ج ۱ ص ۴۴۶)

میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

مسجد نبوی کے بعد بہت سی مسجدیں وجود میں آچکی ہیں، اسلیے یہاں آخر کے معنی یہ نہیں ہے کہ اسکے بعد کوئی اور مسجد نہیں ہو سکتی، اسی طرح آخر الانبیاء کے معنی یہ نہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا بلکہ آپ کی موافقت واتباع سے نبی ہو سکتا ہے۔

تردید ایک دوسری حدیث میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کی تشریح فرمادی ہے،

اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ خَاتَمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِیَاءِ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۰)

میں خاتم الانبیاء ہوں، اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں کی خاتم ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ ہر نبی نے اپنے زمانے کیمطابق عبادت کے طریقوں اور جائے عبادت کی تعیین کی ہے۔ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی آخری مسجد ہے اب میرے بعد نہ کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ کوئی نیا عبادت کا طریقہ پیش کریگا۔

آپ نے دیکھ لیا کہ مرزائی گروہ اپنی ایجاد کردہ نبوت کی قسم (ظلی وبروزی) کے جاری ہونے

کو ثابت کرنے کیلئے کس طرح آیات واحادیث میں کھینچا تانی کرتا ہے اور مطلقاً ختم نبوت کی نصوص محکمہ صریحہ میں ملحدانہ شبہات پیدا کر کے ان کو اپنے مقصد کے مطابق بنانے کی کوشش کرتا ہے. جب کہ قادیانی گروہ پر لازم ہے کہ ایسی آیات ونصوص پیش کرے جن میں صراحۃً یا کنایۃً اس بات کا ذکر ہو کہ آپ کے بعد نبوت جاری ہے، مطلقاً نبوت کے متعلق آیات پیش کرنا غلط مبحث ہے۔

وسوسہ اس پر کوئی قادیانی کہہ سکتا ہے کہ جب مطلق اجراء نبوت ثابت ہوگیا، خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی اور خواہ موہبت سے ہو یا اکتساب سے، تو اسکے ذیل میں ہماری پیش کردہ قسم بھی ثابت ہوگئی۔

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بتاؤ کہ نبوت کو وہبی مانتے ہو یا اکتسابی، اگر اکتسابی مانتے ہو تو ہر شخص کسب کر کے نبی بن سکتا ہے، مرزا کی کیا تخصیص، اور اگر وہبی مانتے ہو تو پھر صرف غیر تشریعی نبوت کو جاری کیوں مانتے ہو، تشریعی نبوت کو بھی جاری ماننا چاہیئے مگر تم اسکی بندش کرتے ہو۔

ان تحریفات اور مغالطوں کے جوابات سے واضح ہوگیا کہ نبوت کوئی مقسم کلی نہیں ہے۔ جس کی کوئی قسم ہو، نبوت صرف ایک ہی شکل میں وجود پذیر ہوتی ہے، اور وہ ہے موہبت ربانی، کسب واکتساب اور اتباع کا اسمیں کوئی دخل نہیں۔

قادیانی گروہ کی طرف سے مسئلہ ختم نبوت پر اجماع امت کے سلسلہ میں مغالطہ انگیزی

جس طرح قادیانی گروہ نے ختم نبوت کی آیات واحادیث میں تاویلات زائغہ کر کے عام مسلمانوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ ان سے ظلی و بروزی نبوت کے منقطع ہونے کا ثبوت نہیں بلکہ صرف حقیقی اور مستقل نبوت کا بند ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح مطلق ختم نبوت پر امت مسلمہ کے اجماع کے سلسلہ میں بھی ان لوگوں نے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے اور یہ کہا ہے کہ امت مسلمہ کا اس مسئلہ پر اجماع ہونیکی بات غلط ہے، کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے

بزرگان امت مثلاً شیخ محی الدین بن عربیؒ علامہ عبدالوہاب شعرانی وغیرہ غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے قائل ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں شیخ اکبر محی الدین بن عربیؒ کی یہ عبارت پیش کی جاتی ہے۔

معنٰی قولہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ، لَا نَبِیَّ یَکُوْنُ عَلٰی شَرْعٍ یُخَالِفُ شَرْعِیْ بَلْ اِذَا کَانَ یَکُوْنُ تَحْتَ حُکْمِ شَرِیْعَتِیْ (فتوحات مکیہ ص ۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ الخ کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو میری شریعت کے خلاف شریعت رکھتا ہو، بلکہ جب بھی کوئی نبی ہوگا تو میری شریعت کے ماتحت ہوگا۔

اور عبدالوہاب شعرانیؒ کی یہ عبارت پیش کی جاتی ہے۔

وَقَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ اَیْ مَا ثَمَّ مَنْ یُشَرِّعُ بَعْدِیْ شَرِیْعَۃً خَاصَّۃً۔ (الیواقیت والجواہر ص ۱۹/۲۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ، سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد شریعت لانے والا نبی نہیں ہوگا۔

جواب ۱: حضرت عائشہؓ کے کلام سے قادیانی مغالطہ کا جواب مغالطہ ۵ کے ذیل میں دیا جا چکا ہے۔

رہا شیخ اکبرؒ اور علامہ شعرانیؒ اور دیگر صوفیاء کرام کی عبارت میں قادیانیوں کی مغالطہ انگیزی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات کے پیش نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ہے۔ جو بظاہر آیت خاتم النبیین اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ اسلئے ان حضرات نے تخالف صوری کو ختم کرنے کیلئے یہ قید لگادی کہ ایسا نبی نہیں آئیگا جو شریعت محمدیہ کے علاوہ کوئی اور شریعت پیش کرے، رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہ تو بغیر شریعت جدیدہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم کی حیثیت میں آپؐ کی شریعت کیمطابق کام کرینگے۔ اسلئے ان کا نزول ختم نبوت کیخلاف نہیں۔ اور اگر صاحب کشاف کے بیان کردہ معنیٰ اختیار کر لئے جائیں تو پھر اس قید کے لگانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ وہ فرماتے ہیں۔

مَعْنیٰ کَوْنِہٖ اٰخِرَ الْاَنْبِیَاءِ اَنَّہٗ لَا یُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَہٗ وَعِیْسٰی مِمَّنْ نُبِّیَٔ قَبْلَہٗ
(تفسیر کشاف ص ۵۴۴ ج ۳ ص ۵۴۵)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونیکا مطلب یہ ہے کہ آپکے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائیگا اور حضرت عیسٰیؑ تو ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو آپ سے قبل نبی بنایا جا چکا ہے۔

٭ ٭

خاتم النبیین کے یہی معنیٰ دیگر معتبر کتب تفسیر میں مذکور ہیں۔

بہرحال صوفیاء کرام کے کلام سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ انکے نزدیک نبوت بالمعنی الشرعی کی ایک قسم غیر تشریعی بھی ہے اور وہ جاری ہے، ان حضرات پر بہتان ہے اسلئے کہ ان حضرات نے نہایت وضاحت سے اس بات کی صراحت فرما دی ہے کہ جس قسم کی وحی حضرات انبیاء پر اترتی ہے وہ بالکل مسدود ہو گئی ہے اب نہ یہ منصب باقی ہے اور نہ کسی کیلئے جائز ہے کہ اپنے اوپر نبی و رسول کا لفظ اطلاق کرے، چنانچہ شیخ اکبر فرماتے ہیں۔

کَذٰلِکَ اِسْمُ النَّبِیِّ زَالَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّہٗ زَالَ التَّشْرِیْعُ الْمُنَزَّلُ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ بِالْوَحْیِ بَعْدَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔
(فتوحات مکیہ ص ۵۸ ج ۳)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا لفظ کسی پر نہیں بولا جا سکتا۔ کیونکہ آپ کے بعد وحی جو تشریعی صورت میں صرف نبی پر آتی ہے ہمیشہ کیلئے ختم ہو چکی ہے۔

جواب ۲ نبوت اور کمالات نبوت الگ الگ چیزیں ہیں، مبشرات و رویائے صالحہ، ولایت کو شیخ محی الدین بن عربیؒ نے غیر تشریعی نبوت سے تعبیر ضرور کیا ہے، لیکن وہاں نبوت کے شرعی معنیٰ مراد نہیں ہیں، کیونکہ شیخ اکبرؒ نے فتوحات مکیہ کے باب ۷۳ کے سوال ۱۹ کے وصل میں تصریح کی ہیکہ نبوت سے انکی مراد شرعی اصطلاح نہیں ہے بلکہ معنیٰ لغوی ہے۔ بہرحال صوفیاء کرام نے نبوت بمعنیٰ خبر دادن کو منقسم بنا کر شعبہ خبر دہی ولایت کو بھی اسکے تحت درج کر دیا ہے اور اس کو غیر تشریعی اسلئے کہہ دیا کہ اولیاء کے الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا۔ اصل حکم شرعی قرآن و سنت ہی سے معلوم ہو گا۔ الہام اگر انکے مطابق ہے تو وہ الہام رحمانی ہے، اور اسپر عمل جائز ہے ورنہ الہام شیطانی ہے صوفیاء کرام نے نبوت بالمعنی الشرعی کو منقسم بنا کر اسکی ایک قسم غیر تشریعی نبوت کو جاری ہرگز نہیں مانا۔

(تفصیل دیکھیے خاتم النبیین ص ۲۷۵)

چوتھا محاضرہ علمیہ

بر موضوع



پیش کردہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصورپوری

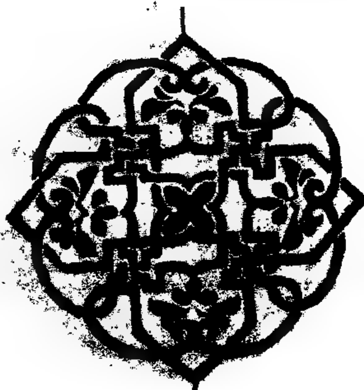
استاذ حدیث وادب دارالعلوم دیوبند

طباعت :۔ شیروانی آرٹ پرنٹرز دہلی ۱۱۰۰۰۶ ۔ فون : 2843292



نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ———— امابعد!

عقیدۂ ختم نبوت کی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام اوران کے رفع ونزول کا عقیدہ بھی اسلام کاایک بنیادی عقیدہ اورضروریات دین میں شامل ہے جوقرآن کریم کی نصوص قطعیہ،احادیث متواترہ اوراجماع امت سے ثابت ہے اورجس کوعلماء امت نے کتب تفسیر،شروح احادیث اورکتب علم کلام میں مکمل توضیحات وتشریحات کے ساتھ منقح فرمادیاہے،اس لئے اس مسئلہ پرکسی مفصل گفتگوکی ضرورت نہیں تھی،لیکن ہندوستان میں جب مرزاغلام احمد نے ۱۸۹۱ء میں اپنے بارے میں مثیل مسیح اورمسیح ہونے کادعویٰ کیااوراس کی بنیادحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اوران کے رفع جسمانی الی السماء اورقرب قیامت میں ان کے نزول کے انکارپررکھی توہندوستان کے علماء حق نے اس مسئلہ پرخصوصی توجہات مبذول فرمائیں،اوراس مسئلہ کونئے اندازسے منقح فرمایاتاکہ عام مسلمان قادیانی فریب سے محفوظ رہیں اورمرزاقادیانی کی طرف سے جوشکوک وشبہات مذکورہ دلائل میں پیداکردیئے گئے ہیں ان کاازالہ ہوجائے۔



نزول قرآن کے وقت حضرت عیسیٰ بن مریم ع کے متعلق یہود ونصاریٰ کے عقائد باطلہ

یہاں پہ معلوم رہنا ضروری ہے کہ کتب سابقہ میں جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت مذکور تھی، اسی طرح ایک مسیح ہدایت (عیسیٰ ابن مریم) کی آمد کی بشارت تھی اور ایک مسیح ضلالت (دجال اعور) سے ڈرایا گیا تھا، چنانچہ متعدد صحابہ کرام رضہ سے یہ حدیث صحیح مروی ہے:

مامن نبی الا وقد انذر امته المسیح الدجال حتی نوح انذر امته[۱]

کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، حتیٰ کہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا[۲]

اسلامی لٹریچر میں بھی ان ہی دو مسیحوں کا تذکرہ ہے۔ بہرحال ان پیش گوئیوں کی بنا پر یہود ونصاریٰ اور مسلمانوں کا متفقہ نظریہ یہ ہے کہ مسیح ضلالت ابھی تک نہیں آیا ہے البتہ مسیح ہدایت کے بارے میں اختلاف ہے۔

یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت بھی ابھی نہیں آیا، اور عیسیٰ بن مریم نامی جس شخص نے اپنے آپ کو مسیح اور رسول اللہ کہا ہے (نعوذ باللہ) وہ جادوگر اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والا تھا، اسی لئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا اور ان کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا، بلکہ ان کے بقول یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا، جیسا کہ ارشاد ہے:

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۴۷۲/۲، [۲] حضرت عیسیٰ بن مریم ع اور دجال کو مسیح کہنے کی وجہ الگ الگ ہے چنانچہ مجمع البحار میں ہے "سمی الدجال مسیحا لان احدیٰ عینیه ممسوحة (عیسیٰ سمی به لانه کان یمسح ذا العاهة فیبرأ (مجمع البحار ص ۱۵/۲۲)" (دجال کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ اس کی ایک آنکھ بالکل ہموار ہوگی، اور عیسیٰ ع کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ وہ بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ اچھا ہوجاتا تھا۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ ۔ (سورۃ نساء آیت ۱۵۷)

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا ۔ (ترجمہ شیخ الہند)

دعویٰ قتلِ عیسیٰ میں تو تمام یہود متفق ہیں، البتہ ان میں ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ قتل کئے جانے کے بعد اہانت اور تشہیر کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا، اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ سولی پر چار میخ کئے جانے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا ۔

اور نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت آچکے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ ہیں ۔ اس کے بعد ان میں دو فرقے بن گئے ۔

۱ : ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ ان کو یہود نے قتل کیا، سولی پر چڑھایا، پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کر کے ان کو آسمان پر اٹھالیا، اور یہ سولی پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا ۔ اسی لئے عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں ۔

۲ : دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ بغیر قتل و صلب کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ۔

پھر یہ دونوں فرقے بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح ہدایت عین قیامت کے دن جسم ناسوتی یا جسم لاہوتی میں، خدا بن کر آئیں گے ۔ اور مخلوق کا حساب لیں گے ۔

حاصل یہ کہ تمام یہود اور نصاریٰ کی بڑی اکثریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت الصلیب کی قائل ہے، اور یہود و تمام نصاریٰ کو ایک مسیح ہدایت کا انتظار ہے ۔ یہود کو تو اس وجہ سے کہ ابھی یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی، اور نصاریٰ کو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن برائے فیصلہ خلائق خدا کی شکل میں آنے والے ہیں ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت مریم کے بطن مبارک سے محض نفخہ جبرئیل سے پیدا ہوئے پھر بنی اسرائیل کے آخری نبی بن کر مبعوث ہوئے، یہود

نے ان سے بغض و عداوت کا معاملہ کیا، آخر کار جب ایک موقعہ پر ان کے قتل کی مذموم کوشش کی تو بحکم خداوندی فرشتے ان کو اٹھا کر زندہ سلامت آسمان پر لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرما دی اور قرب قیامت میں جب دجال کا ظہور ہوگا اور دنیا میں فتنہ و فساد پھیلائے گا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ قیامت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

دنیا میں آپ کا نزول ایک امام عادل کی حیثیت میں ہوگا اور اس امت میں آپ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے، اور قرآن و حدیث (اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ان کے زمانہ میں (جو اس امت کا آخری دور ہوگا) اسلام کے سوا دنیا کے تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر نہیں رہے گا، اس لئے جہاد کا حکم موقوف ہو جائے گا، نہ خراج وصول کیا جائے گا اور نہ جزیہ، مال و زر اتنا عام ہوگا کہ کوئی دوسرے سے قبول نہیں کرے گا۔

نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح بھی فرمائیں گے ان کی اولاد بھی ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس میں دفن کر دیں گے۔

یہ تمام امور احادیث صحیحہ متواترہ میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جن کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔[۱]

اسلامی عقیدہ کے اہم اجزا یہ ہیں

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی مسیح ہدایت ہیں جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی ہے وہ سچے نبی کی حیثیت سے ایک مرتبہ دنیا میں مبعوث ہو چکے ہیں۔

(۲) یہود بے بہود کے ناپاک اور گندے ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہے۔

---

[۱] تفصیل کے لئے دیکھئے (التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

③ زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لئے گئے۔

④ وہاں بقید حیات موجود ہیں۔

⑤ قیامت سے پہلے اس کی ایک بڑی علامت کے طور پر بعینہ وہی مسیح ہدایت (حضرت عیسیٰ بن مریمؑ) نزول فرماکر مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے' ان سے الگ کوئی اور شخص ان کی جگہ مسیح کے نام سے دنیا میں نہیں آئے گا' اور نہ قیامت کے دن اپنے ناسوتی یا لاہوتی جسم میں برائے فیصلہ خلائق اتریں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق قادیانی عقائد

مرزا قادیانی نے اپنی کتب" ازالہ اوہام" تحفہ گولڑویہ' نزول مسیح' اور حقیقت الوحی وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے' اس کا خلاصہ مرزا بشیر احمد ایم' اے قادیانی نے اپنی کتاب" حقیقی اسلام" میں تحریر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

"اس بحث کے دوران میں (مرزا قادیانی نے) مندرجہ ذیل اہم مسائل پر نہایت زبردست روشنی ڈالی

① یہ کہ حضرت مسیح ناصری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر ضرور چڑھائے گئے' مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچا لیا اس کے بعد وہ خفیہ خفیہ اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔

② اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیح آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہیں انکی وفات ہوئی۔ (۸۷ برس کے بعد) اور وہیں ان کی قبر (سری نگر کے محلہ خانیار میں ناقل) موجود ہے۔

③ اسلامی تعلیم کی رو سے کوئی فرد بشر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اس لئے مسیح کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا خیال بھی باطل ہے۔

④ بے شک مسیح کی آمد ثانی کا وعدہ تھا مگر اس سے مراد ایک مثیل مسیح کا آنا تھا نہ کہ خود مسیح کا۔

(۵) یہ کہ مثیل مسیح کی بعثت کا وعدہ خود آپ (مرزا قادیانی) کے وجود میں پورا ہو گیا، اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس کے ہاتھ پر دنیا میں حق و صداقت کی آخری فتح مقدر ہے[۱]

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے قسم کھا کر لکھا ہے :

"میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا"[۲]

یہود و نصاریٰ کے اختلافات کا فیصلہ بذریعہ قرآن کریم :

اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل کتاب کے خیالات میں سے کون سا کتنا صحیح ہے ؟ اس کے جاننے کا قطعی و یقینی ذریعہ قرآن کریم ہے۔ کیوں کہ قرآن کریم کے متعلق ارشاد ہے :

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ۔ (سورۂ نحل آیت ۶۴)

اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں (ترجمہ شیخ الہند)

چنانچہ اہل کتاب کے اس اختلافی معاملہ میں قرآنی فیصلہ یہ ہے :

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔ (سورۃ نساء آیت ۱۵۷، ۱۵۸)

اور انھوں نے نہ اسکو مارا، اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے، اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر، صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بیشک بلکہ اس کو اٹھا لیا اپنی طرف، اور اللہ ہے

---

[۱] حقیقی اسلام ص ۲۹-۳۰ ، [۲] عقائد احمدیت ص ۱۳۴ ۔

زبردست حکمت والا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

قرآن کریم نے بتایا کہ صحیح صورت حال نہ یہود کو معلوم ہے اور نہ نصاریٰ کو۔ محض اندازے اور اٹکل سے باتیں بنا رہے ہیں۔ پھر یہود کے دعویٰ قتل عیسیٰ کی دوبارہ تردید فرماتے ہوئے اصل صورت حال واقعہ کی بتلا دی کہ یہ بات یقینی ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے بغیر اس کے کہ یہود اپنے ناپاک ہاتھوں سے انھیں کسی قسم کا کوئی گزند پہنچائیں، زندہ سلامت اپنے پاس اوپر اٹھا لیا، جیسا کہ باری تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا: "وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا"۔ اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اس سے نصاریٰ کے بڑے فرقے کی بھی تردید ہو گئی جو رفع عیسیٰ سے پہلے ان کے قتل وصلب کو تسلیم کرتا ہے۔ نیز اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ یہود نے جس عیسیٰ بن مریمؑ نامی شخص کو قتل کرنے کی کوشش کی اور جسے اللہ تعالیٰ نے بحفاظت تمام اوپر اٹھا لیا وہ واقعی وہی مسیح ہدایت تھے جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی تھی، کیوں کہ عیسیٰ ابن مریم کے قتل کی تدبیر کرنے اور دعویٰ قتل کی وجہ سے بھی یہود لعنت خداوندی کے مستحق بنے ہیں جیسا کہ دیگر افعال واقوال شنیعہ کی وجہ سے، اگر وہ نعوذ باللہ جھوٹے مدعی نبوت ہوتے تو ان کے ساتھ اس طرح کے برتاؤ کو یہود کے اسباب لعنت میں نہ شمار کرایا جاتا۔

قادیانی عقائد پر تبصرہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر چڑھائے جانے کو تسلیم کرنا یہود ونصاریٰ کی موافقت ہے، اور رفع کا انکار کر کے نیز بجائے مسیح ہدایت (حضرت عیسیٰؑ) کے کسی اور شخصیت کی آمد کو تسلیم کر کے یہود بے بہبود کی موافقت کی گئی ہے، بہر حال اکثر امور میں یہود کی موافقت ہے۔ بس اتنی بات زائد ہے کہ منتظر نے مسیح ہدایت کا مصداق مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو بتلایا ہے جب کہ یہود اپنے خیال کے مطابق اصلی مسیح ہدایت کے منتظر ہیں۔



بحث کا اصل نقطہ رفع و نزولِ عیسیٰ ہے

قادیانی خیالات کی تردید کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف حیات کی بحث کافی نہیں ہے، اس کی مکمل تردید جب ہی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع و نزول ثابت کردیا جائے رہا حیات کا مسئلہ، وہ اسی بحث کے ضمن میں لزوماً خود بخود ثابت ہوجائے گا، قرآن کریم نے بھی یہود کی تردید کے موقع پر قتلِ عیسیٰ ؑ کی نفی کرکے اس کے مقابلہ میں حیاتِ عیسیٰ ؑ کا تذکرہ صراحتاً نہیں کیا، بلکہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ فرمایا ہے، جس کے ضمن میں حیاتِ عیسیٰ ؑ خود بخود معلوم ہوگئی۔

اسلامی عقیدہ کے اجزاء کے الگ الگ دلائل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اسلامی عقیدہ کا تجزیہ کیا جاچکا ہے: اب ہم ہر جزء کی دلیل ذکر کرتے ہیں۔

① حضرت عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی و رسول تھے۔

دلیل اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔ (سورۃ الصف آیت ۶)

جب کہ عیسیٰ بن مریم ؑ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں، کہ مجھ سے جو پہلے توراۃ ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا، ان کی بشارت دینے والا ہوں (حضرت تھانویؒ)

② حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے ہاتھوں مقتول و مصلوب نہیں ہوئے۔

دلیل ۱ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ۔ (آل عمران آیت ۵۴)

اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے خفیہ تدبیر فرمائی، اور اللہ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ (حضرت تھانویؒ)

مکر کے اصلی معنی تدبیر محکم (مضبوط و کامل تدبیر) ہیں، لیکن عرف میں اب یہ لفظ خصوصًا ایسی تدبیر کے لئے استعمال ہوتا ہے جو کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے کی جائے۔ (تفسیر کبیر ص ۴۸ ج ۲)

یہود بے بہبود نے حضرت عیسیٰ ؑ کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا تھا، ان کے معجزات کو جادو قرار دیا تھا، اس لئے ان کے قتل و سولی دینے کی تدبیر کی، لیکن باری تعالےٰ نے ان کی تدبیر کو ناکام کرنے کی کامل و مکمل تدبیر فرمائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں تو خیر ثابت ہوئی کہ اللہ تعالےٰ نے دشمنوں کے شر سے پوری طرح محفوظ رکھ کر ان کو آسمان پر اٹھالیا، مگر یہ تدبیر یہودیوں کے حق میں شر ثابت ہوئی کہ ان میں سے ایک شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور انھوں نے اسی کو پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا اور قتل کر دیا۔

دلیل ۲ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ۔ (سورۃ نساء آیت ۱۵۷)

اور انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم ؑ کو جو کہ رسول ہیں، اللہ تعالےٰ کے قتل کر دیا، حالانکہ انھوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا" (بیان القرآن)

اس آیت میں دو طریقوں سے عدم مصلوبیت پر استدلال ہو سکتا ہے۔

۱۔ باری تعالیٰ نے صراحۃً قتل و صلب کی نفی فرمائی ہے۔

۲۔ سیاق کلام پر نظر ڈالنے سے واضح ہے کہ باری تعالیٰ نے اس موقع پر یہود لعنت ہونے کے اسباب میں کچھ ان کے افعال شنیعہ اور کچھ اقوال باطلہ ذکر فرمائیں ہیں۔ افعال شنیعہ کی نسبت صاف صاف ان کی طرف کی گئی ہے کہ واقعۃً یہ حرکتیں ان سے صادر ہوئی ہیں، یعنی نقض میثاق، کفر، اور قتل انبیاء علیہم السلام، لیکن حضرت عیسیٰ ؑ کے متعلق یہود کی گستاخی کا تذکرہ فرماتے وقت قتل مسیح کی نسبت ان کی طرف نہیں کی، بلکہ ان کا صرف یہ قول نقل فرمایا، انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم یعنی یہ ان کا بڑا دعویٰ ہے، واقعہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں، جیسے ان کا قلوبھم غلف کہنا خلاف واقعہ ہے اور جیسے حضرت مریم کے بارے میں ان کی بکواس

بہتان عظیم ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر یہود نے واقعۃً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا ہوتا، اور ان کو قتل کیا ہوتا تو دیگر حرکات قبیحہ کی طرح قتل وصلب کی نسبت ان کی جانب کرکے ان کی ملعونیت کو بتایا جاتا، اور عبارت یوں ہوتی۔ (بقتلهم وصلبهم المسيح کیونکہ یہ بمقابلہ محض قول کے زیادہ بڑا جرم ہے۔

③ اللہ تعالیٰ نے زندہ جسد عنصری کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا

دلیل ۱ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰىٓ اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (سورۂ آل عمران ۵۵)

جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو، اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں، روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی، سو میں تمہارے درمیان فیصلہ کردوں گا، ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔

(ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس آیت کریمہ کے متصل ماقبل کی آیت کریمہ ومکروا ومکر اللہ میں باری تعالیٰ کی جس خفیہ وکامل تدبیر کی جانب اشارہ فرمایا گیا تھا۔ اس کی تفصیل حسب بیان مفسرین آیت حاضرہ میں فرمائی گئی ہے۔ اس محکم تدبیر کے وقوع سے پہلے ہی جب کہ یہود بے بہبود حضرت عیسیٰؑ کی جائے قیام کا محاصرہ کرکے قتل وسولی پر چڑھانے کا ناپاک منصوبہ بنارہے تھے، حضرت حق جل مجدہ نے ایسے نازک وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

تسلی دینے کے لئے بشارت دے دی کہ آپ کے دشمن خائب و خاسر رہیں گے، اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے فرمائے گئے۔

① میں تجھے پورا پورا لے لوں گا۔
② اور تجھے اپنی طرف آسمان پر اٹھا لوں گا۔
③ اور تجھے کفار (یہود) کے شر سے صاف بچا لوں گا۔
④ تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ چار وعدے اس لئے فرمائے گئے کہ یہود کے مکر و تدبیر میں یہ تفصیل تھی کہ[۱]

۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑیں۔
۲: اور طرح طرح کے عذاب دے کر ان کو قتل کریں۔
۳: اور پھر خوب رسوا اور ذلیل کریں۔
۴: اور اس ذریعہ سے ان کے دین کو فنا کریں کہ کوئی ان کا متبع و نام لیوا بھی نہ رہے۔

لہٰذا ان کے پکڑنے کے مقابلہ میں متوفیك فرمایا، یعنی تم کو بھرپور لینے والا ہوں تم میری حفاظت میں ہو۔ اور ارادہ ایذاء و قتل کے مقابلہ میں رافعك الیّ فرمایا، یعنی میں تم کو آسمان پر اٹھا لوں گا۔ اور رسوا و ذلیل کرنے کے مقابلہ میں مطھرك من الذین کفروا فرمایا، یعنی میں تم کو ان یہود نامسعود سے پاک کروں گا، رسوائی و بے حرمتی کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور اعدام امت اور اعدام دین کے مقابلہ میں جاعل الذین اتبعوك الخ فرمایا، یعنی تیرے رفع کے بعد تیرے متبعین کو ان کفار پر غلبہ دوں گا۔

توفی کے معنی

بہرحال پہلا وعدہ لفظ توفی سے فرمایا گیا ہے، اس کے حروف اصلیہ وفاؔ ہیں۔ جس کے معنی ہیں، پورا کرنا، چنانچہ استعمال عرب ہے وفی بعھدہ اپنا وعدہ پورا کیا۔[۲]

باب تفعل میں جانے کے بعد اس کے معنی ہیں "اخذ الشئ وافیا"[۳] یعنی کسی چیز

---

[۱] تفصیل کیلئے دیکھئے تقابلی مطالعہ ص۱۰۱، [۲] لسان العرب ص۲، [۳] بیضاوی

کو پورا پورا لینا، توفی کا یہ مفہوم جنس کے درجہ میں ہے جس کے تحت یہ تمام انواع آتی ہیں، موت نیند اور رفع جسمانی۔ چنانچہ امام رازی رح فرماتے ہیں :

قوله انی متوفیك یدل علی حصول التوفی وهو جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الی السماء فلما قال بعده ورافعك الیّ کان هذا تعیینا للنوع ولم یکن تکرارًا۔[1]

باری تعالٰے کا ارشاد انی متوفیك صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور وہ ایک جنس ہے جس کے تحت کئی انواع ہیں کوئی بالموت اور کوئی بالرفع الی السماء۔ پس جب باری تعالٰے نے اس کے بعد ورافعك الیّ فرمایا، تو یہ نوع کو متعین کرنا ہوا، نہ کہ تکرار۔

یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ کسی لفظ جنس کو بول کر اس کی خاص نوع مراد لینے کے لئے قرینہ حالیہ ومقالیہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ تو یہاں توفی بمعنی رفع جسمانی الی السماء لینے کے لئے ایک قرینہ یہ ہے کہ اس کے فوراً بعد ورافعك الیّ فرمایا گیا۔ رفع کے معنی ہیں، اوپر اٹھا لینا، کیوں کہ رفع وضع وخفض کی ضد ہے جس کے معنی نیچے رکھنا، اور پست کرنا۔

اور دوسرا قرینہ ومطهرك من الذین کفروا ہے۔ کیوں کہ تطہیر کا مطلب یہی ہے کفار (یہود) کے ناپاک ہاتھوں سے آپ کو صاف بچالوں گا۔

چنانچہ ابن جریج رح سے محدث ابن جریر رح نے نقل فرمایا ہے :

عن ابن جریج قوله انی متوفیك ورافعك الیّ ومطهرك من الذین کفروا قال فرفعه ایاه الیه توفیه ایاه وتطهیره من الذین کفروا۔[2]

کہ باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی متوفیک الخ کی تفسیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لینا ہی آپ کی توفی ہے اور یہی کفار سے ان کی تطہیر ہے۔

اور تیسرا قرینہ حضرت ابوہریرہ کی روایت مرفوعہ ہے جس کو امام بیہقی رح نے نقل فرمایا ہے، اور جس میں نزول من السماء کی تصریح ہے۔

---

[1] تفسیر کبیر صفحہ ۴۸۱ جلد ۲ ، [2] تفسیر ابن جریر صفحہ ۱۸۳-۱۸۴ ۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم[1]

اس لئے کہ نزول سے پہلے رفع کا ثبوت ضروری ہے۔

اسی طرح جب یہ لفظ موت کے معنی دے گا تو قرینہ کی احتیاج ہوگی۔ مثلاً :

قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ (الم سجدہ ۱۱) اے پیغمبران سے کہدو کہ تم کو قبض کرے گا ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے یعنی تم کو مارے گا۔

اس میں ملک الموت قرینہ ہے، دیگر متعدد آیات میں بھی بربنائے قرائن توفی بمعنی موت آیا ہے، کیوں کہ موت میں بھی توفی یعنی پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔

ایسے ہی جہاں نیند کے معنی دے گا، تو بھی قرینہ کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً :

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ۔ (انعام آیت ۶۰) خدا ایسی ذات ہے کہ تم کو رات کے وقت پورا لے لیتا ہے، یعنی سلا دیتا ہے۔

یہاں لیل اس بات کا قرینہ ہے کہ توفی سے مراد نوم ہے کیوں کہ وہ بھی توفی (پوری پوری گرفت) کی ایک نوع ہے۔

یہ تمام تفصیلات بلغاء کے استعمال کے مطابق ہیں۔ البتہ عام لوگ توفی کو اماتت اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

چنانچہ کلیات ابوالبقاء میں ہے :

" التوفی الاماتة وقبض الروح وعلیه استعمال العامة او الاستیفاء واخذ الحق وعلیه استعمال البلغاء "[2]

بہرحال زیر بحث آیت کریمہ میں بربنائے قرائن توفی کے معنی رفع جسمانی کے ہیں۔ اماتت کے نہیں ہیں۔ البتہ قبض روح بصورت نیند کے معنی ہو سکتے ہیں کیونکہ قبض روح

---

[1] کتاب الاسماء والصفات للامام البیہقی ص ۳۰۲ ؛

[2] کلیات ابوالبقاء ص ۱۲۹ ۔

کی دو صورتیں ہیں ؛

ایک مع الامساک، اور دوسری مع الارسال۔ تو اس آیت میں توفی بقرینہ رافعک الیّ بمعنی نیند ہوسکتی ہے، اور یہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہوگا، کیوں کہ منام اور رفع جسمی میں جمع ممکن ہے۔ چنانچہ مفسرین کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے ؛

"(الثانی) المراد بالتوفی النوم ومنه قوله تعالیٰ الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فجعل النوم وفاة (كان عیسیٰ قد نام فرفعه الله وهو نائم لئلا یلحقه خوف"۔[1]

دلیل ۲　وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ۔　اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک بلکہ اسکو اٹھالیا اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف۔

(سورۂ نساء آیت ۱۵۷-۱۵۸)　(ترجمہ شیخ الہند)

یہودیوں کی جانب سے محاصرہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے زندہ رفعِ جسمانی کا جو وعدۂ خداوندی ہوا تھا، اس کے پورا ہونے کی اطلاع مذکورہ بالا آیات کریمہ میں دی گئی ہے۔

لفظ رفع کی تحقیق　رفع کے لغوی معنیٰ اوپر بتائے جا چکے ہیں۔ المصباح المنیر میں مذکور ہے ؛

"فالرفع فی الاجسام حقیقة فی الحركة والانتقال وفی المعانی محمول علیٰ ما یقتضیه المقام"۔[2]

لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے، اور معانی کے متعلق جیسا موقع ومقام ہو ویسی مراد ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رفع کے حقیقی وضعی معنی جب کہ اس کا متعلق جسم ہو، یہی ہے کہ اس کو نیچے سے اوپر حرکت دے کر منتقل کر دینا، ان حقیقی معنی کو بلا تعذرِ حقیقة ترک نہیں

---

[1] تفسیر خازن ص ۲۲۳ ج ۱　[2] المصباح المنیر ص ۱۳۹

کیا جائے گا' اور بل رفعہ اللہ کو حقیقی معنی پر محمول کرنے میں ذرہ برابر کوئی تعذر ہے نہیں، جب کہ محاورات میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں۔ مثلاً حضرت زینب رضؓ کے صاحبزادے کے انتقال کی حدیث میں آتا ہے:

فرفع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبی۔ [1]　　یعنی وہ لڑکا (آپؐ کا نواسہ) آپ کے پاس اٹھا کر لایا گیا۔

اور اہل زبان بولا کرتے ہیں:

رفعت الزرع الی البیدر [2]　　میں کھیت کاٹ کر اور غلہ اٹھا کر خرمن گاہ میں لے آیا۔

بہرحال بل رفعہ اللہ میں رفع جسمانی مع الروح تو یقیناً مراد ہے جو اس کا معنی حقیقی ہے' کیوں کہ ہ ضمیر عیسیٰؑ کی طرف راجع ہے جو جسد مع الروح کا نام ہے نہ کہ صرف روح کا' البتہ اس کے ساتھ معنی کنائی کے طور پر رفع منزلت کے معنی بھی لئے جا سکتے ہیں۔ کیوں کہ رفع جسمانی کے ساتھ رفع منزلت بھی پایا جا سکتا ہے' جیسا کہ ارشاد ہے۔

"ورفع ابویہ علی العرش" (سورۂ یوسف آیت ۱۰۰)　　یعنی یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر چڑھا کر بٹھایا۔

اور جہاں قرینہ پایا جائے گا وہاں لفظ رفع مجازاً صرف رفع منزلت کے معنی دیگا اس کے ساتھ رفع جسم کے معنی نہیں لئے جا سکتے کیوں کہ حقیقۃً و مجاز کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ جیسے ارشاد ہے:

"ورفعنا بعضہم فوق بعض درجات" (سورۂ زخرف ۳۲)　　اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے۔

بہرحال بل رفعہ اللہ میں نہ تو حقیقی معنی متعذر ہیں اور نہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے اس لئے یہاں صرف رفع منزلت کے معنی نہیں ہو سکتے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص۱۵۰ باب الجنائز۔　　[2] القاموس' اساس البلاغۃ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو سمجھنے کے لئے ایک آیت بھی کافی تھی مگر قرآن کریم میں دو جگہ صراحۃً لفظ رفع کے ساتھ اس کو بیان فرمایا گیا، لیکن بے بصیرت و بے بصارت قادیانی گروہ یہی رٹ لگاتا رہتا ہے کہ "سارے قرآن شریف میں ایک آیت بھی ایسی نہیں کہ جس سے حضرت مسیحؑ کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر جانا ثابت ہو" فسحقاً لہم۔

حالانکہ مذکورہ دو آیتوں کے علاوہ متعدد آیات کریمہ سے رفع عیسیٰ بجسدہ کا مضمون ثابت ہے۔ مثلاً:

۱: وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ۔ (نساء ۱۵۹)

۲: وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ۔ (زخرف ۶۱)

۳: وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ (آل عمران ۴۵)

۴: لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ (نساء ۱۷۲)

۵: وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (آل عمران ۴۶)

۶: وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ۔ (مائدہ ۱۱۷)

۷: وَجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ۔ (مریم ۳۱)

ان آیات کریمہ سے رفع عیسیٰ کے مسئلہ پر استدلال کی تقریروں کی تفصیلات کتاب شہادت القرآن، مولفہ جناب مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رہ کے حصہ اول میں ملیں گی۔

③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفع سماوی کے بعد بقید حیات ہیں

دلیل ۱: روی ابن جریر وابن ابی الحاتم عن الربیع قال ان النصاری اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخاصموا

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے روایت کیا ہے کہ نصاری وفد نجران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور حضور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال الستم تعلمون ان ربنا حیّ لایموت وان عیسیٰ یأتی علیہ الفنا۔[1]

کے بارے میں بحث کی، تاآں کہ آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب حیّ لایموت ہے اور عیسیٰؑ پر موت آئے گی۔

معلوم ہوا کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، نزول کے بعد ان کی وفات ہوگی۔

دلیل ۲ عن الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود: ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ۔[2]

حسن بصری رہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا، کہ عیسیٰؑ کو موت نہیں آئی ہے اور وہ قیامت سے قبل تمہاری جانب لوٹیں گے۔

دلیل ۳ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (سورۃ نساء آیت ۱۵۹)

اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہ رہے گا، مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کرے گا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اس سے متصل پچھلے کلام میں باری تعالے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل وصلب کی نفی فرما دی ہے۔ اس پر سوال ہو سکتا ہے کہ زمین پر تو ان کی موت طبعی نہیں ہوئی، تو کیا آسمان پر اٹھا لئے جانیکے بعد وہیں وفات پائیں گے۔ اس سوال کا جواب آیت حاضرہ میں دیا گیا ہے کہ وہ ابھی زندہ ہیں اور ان کے نزول کے بعد اس وقت کے تمام یہود ونصاریٰ ان کی وفات سے پہلے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔



---

[1] درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۰۳،

[2] ابن کثیر بسند صحیح جلد ۲ صفحہ ۲۳

۵ قیامت سے پہلے اسکی ایک بڑی علامت کے طور پر بعینہٖ وہی مسیح ہدایت (۱) عیسیٰ بن مریم جو ایک انسان اور نبی ہیں آسمان سے اتریں گے اور

مسیح ضلالت (دجال اعور) کو قتل کریں گے پھر ان کی وفات ہوگی

قرب قیامت میں قتل دجال کے لئے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مضمون احادیث صحیحہ متواترہ میں صراحۃً آیا ہے جس سے رفع عیسیٰ ؑ بھی لزوماً ثابت ہوجاتا ہے جیسا کہ رفع عیسیٰ کا مضمون رفع کی صراحت کے ساتھ قرآن کریم میں آیا ہے۔

آیات قرآنیہ سے نزول عیسیٰ ؑ کا ثبوت

نزول عیسیٰ ؑ کا مضمون دو آیتوں میں اشارۃً قریب بصراحت کے موجود ہے :

۱۔　وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ　(نساء ۱۵۹)

ترجمہ : اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر وہ حضرت عیسیٰ ؑ پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا۔

۲۔　وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ۔ (زخرف ۶۱)

ترجمہ : اور بے شک وہ قیامت کی ایک نشانی ہیں۔

چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

ونزول عیسیٰ من السماء کما قال الله تعالیٰ وانه لعلم للساعة ای علامة القیامة ، وقال الله تعالیٰ وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ای قبل موت عیسیٰ بعد نزوله عند قیام الساعة فیصیر الملل ملة واحدة (شرح فقہ اکبر ص۱۲۰)	آسمان سے نزول عیسیٰ 'قول باری تعالےٰ کہ عیسیٰ قیامت کی علامت ہیں' سے ثابت ہے۔ نیز اس ارشاد سے ثابت ہے کہ اہل کتاب ان کی آسمان سے تشریف آوری کے بعد اور موت سے پہلے قیامت کے قریب ان پر ایمان لائیں گے پس ساری ملتیں ایک ہوجائیں گی

ان روایتوں کے علاوہ بعض دیگر آیات سے بھی علماء اسلام نے نزول عیسیٰ کو ثابت کیا ہے۔[1]

احادیث نبویہ سے نزول عیسیٰ کا ثبوت

پہلی حدیث عن النواس بن السعمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھروذتین واضعا کفیہ علیٰ اجنحۃ ملکین الخ فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لدّ فیقتلہ۔[2]

حضرت نواس بن سمعان رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی منار پر اتریں گے وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے الخ پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے تاآں کہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ بطور معجزہ ان کے منہ کی ہوا حد نگاہ تک پہنچے گی اور اس سے کافر مریں گے۔

دوسری حدیث عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری خوشی کا اسوقت کیا حال ہوگا جب کہ عیسیٰ بن مریم تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (یعنی امام مہدی تمہارے امام ہونگے اور حضرت

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے، رودمرزائیت کے زریں اصول، افادات حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹیؒ دامت برکاتہم۔ [2] مسلم ص ۴۰۱ ج ۲۔

وامامکم منکم.[1] عیسیٰ باوجود نبی و رسول ہونیکے امام مہدی کا اقتداء کریں گے۔

تنبیہ ۱: اس حدیث میں لفظ "من السماء" کی صراحت ہے۔

تنبیہ ۲: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدی رض الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

تیسری حدیث عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لایقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیھا..... ثم یقول ابو ھریرۃ واقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا.[2]

حضرت ابو ہریرہ رض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم عادل کے طور پر نازل ہوں گے۔ پس وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر قتل کر دیں گے اور جہاد کو ختم کر دیں گے اور مال کی افراط اس قدر ہو گی کہ کوئی بھی اس کو قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا! .... پھر حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ اگر تمہارا جی چاہے تو اس آیت کو پڑھ لو وان من اھل الکتاب الخ (اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کرے گا اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

بخاری اور مسلم کی روایت میں لفظ واقرأوا الخ موقوفا علی ابی ہریرہ رض نقل کیا گیا ہے۔ لیکن یہ مرفوع کے حکم میں ہے کیوں کہ امام طحاوی رح شرح معانی الآثار میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

---

[1] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص۳۰۱۔ [2] بخاری و مسلم ص ۸۷/۱۰۴۰۔

عن محمد بن سیرین کان اذا احدث عن ابی هریرة رض فقیل له عن النبی صلی الله علیه وسلم فقال کل حدیث ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم[1]

امام محمد بن سیرین رح سے مروی ہے کہ جب وہ حضرت ابو ہریرۃ رض سے حدیث بیان کرتے تھے تو ان سے سوال کیا جاتا کہ کیا یہ حدیث حضور تک متصل ہے۔ تو وہ فرماتے کہ حضرت ابو ہریرہ رض کی ہر حدیث مسند متصل ہی ہوتی ہے۔

لیکن بعض دیگر روایات میں یہ حصہ مرفوعاً بھی نقل کیا گیا ہے۔[2]

بہرحال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبل موتہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جیسا کہ لیؤمنن بہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

چنانچہ ارشاد الساری شرح بخاری میں ہے:

وان من اهل الکتاب احد الا لیومنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وهم اهل الکتاب الذین یکونون فی زمانه فتکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباس فیما رواه ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنه باسناد صحیح۔[3]

یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لے آئے گا، اور وہ اہل کتاب ہوں گے جو اُن (حضرت عیسیٰ ع) کے زمانہ (نزول) میں ہوں گے، پس صرف ایک ہی ملت اسلام ہو جائے گی۔ اور حضرت ابن عباس رض نے اس پر جزم کیا ہے اس روایت کے مطابق جو ابن جریر نے ان سے سعید بن جبیر کے طریق سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔

---

[1] شرح معانی الآثار ص ۱ ج ۱؛
[2] دیکھئے تفسیر ابن کثیر ص ۲۳۴ ج ۳؛
[3] ارشاد الساری ص ۵۱۸ - ۵۱۹ ج ۵۲۰۔

حیات و نزول عیسیٰ پر امت کا اجماع ہے

آیات کریمہ و احادیث مرفوعہ متواترہ کی بناء پر حضرات صحابہ سے لے کر آج تک امت کا حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی عقیدہ پر اجماع چلا آرہا ہے. ائمہ دین میں سے کسی سے بھی اس کے خلاف مروی نہیں ہے. معتزلہ جو بہت سے مسائل کلامیہ میں اہل سنت والجماعت سے اختلاف رکھتے ہیں، ان کا عقیدہ بھی یہی ہے جیسا کہ کشاف میں زمخشریؒ نے اس کی تشریح کی ہے.

چنانچہ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں :

حیاۃ المسیح بجسمہ الی الیوم و نزولہ من السماء بجسمہ العنصری مما اجمع علیہ الامۃ وتواتر بہ الاحادیث.[۱]

تمام امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں. اور قرب قیامت میں بجسم عنصری پھر تشریف لانے والے ہیں جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے.

یہ ایک سو سے زیادہ احادیث تیس صحابہ کرامؓ سے مختلف انداز سے مروی ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں.

ابوہریرۃ[۱]، جابر بن عبداللہ[۲]، نواس بن سمعان[۳]، ابن عمر[۴]، حذیفہ بن اسید[۵]، ثوبان[۶]، مجمع[۷] ابوامامہ[۸]، ابن مسعود[۹]، ابونضرہ[۱۰]، سمرہ[۱۱]، عبدالرحمٰن بن جبیر[۱۲]، ابوالطفیل[۱۳]، انس[۱۴] واثلہ[۱۵]، عبداللہ بن سلام[۱۶]، ابن عباس[۱۷]، اوس[۱۸]، عمران بن حصین[۱۹]، عائشہ[۲۰]، سفینہ[۲۱] حذیفہ[۲۲]، عبداللہ بن مغفل[۲۳]، عبدالرحمٰن بن سمرہ[۲۴]، ابوسعید الخدری[۲۵]، عمار[۲۶]، ربیع[۲۷]، عروہ[۲۸] بن رویم الحسن[۲۹]، کعب[۳۰].

ان حضرات کی تفصیلی روایات "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں ملاحظہ کی جائیں یہ کتاب درحقیقت زہری وقت حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ سابق

---

[۱] البحر المحیط ص ۴۷۳ ج ۲

صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند کی املا کردہ ہے جس کو ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نے بہترین انداز میں مرتب فرماکر اہل اسلام کی ایک گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ فجزاہ اللہ وافیا۔ اور اس کتاب پر اس زمانہ کے محقق نامور عالم حضرت شیخ عبدالفتاح ابو غدہ مدظلہ نے تحقیقی کام کیا ہے اور مزید تلاش وجستجو کے بعد بیس احادیث کا اضافہ "استدراک کے نام سے فرمایا ہے۔

قادیانی تلبیسات اور انکا ازالہ

متوفیک سے متعلق قادیانی مغالطہ

قرآن شریف میں اول سے آخر تک توفی کے معنی روح کو قبض کرنے اور جسم کو بیکار چھوڑ دینے کے لئے گئے ہیں [1]

چنانچہ یہاں بھی متوفیک کے معنی رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی بخاری میں تعلیقاً ممیتک نقل کئے گئے ہیں۔ اگر یہ معنی صحیح نہ ہوتے تو اپنی صحیح میں اس کو نہ لاتے۔

ازالہ ۱ متوفیک کے یہ معنی عبداللہ بن عباس رض سے نقل کرنے والا راوی علی بن ابی طلحہ ہے [2]

علماء اسماء الرجال نے اس کے متعلق ضعیف الحدیث، منکر، لیس محمود المذہب کے جیسے فرمائے ہیں۔ اور یہ کہ اس نے حضرت عبداللہ ابن عباس کی زیارت بھی نہیں کی درمیان میں مجاھد رح کا واسطہ ہے [3]

بہرحال یہ روایت غیر صحیحہ ہے۔

---

[1] ازالہ اوہام درخزائن ص ۲۷۱/ج ۳ ؛ [2] تفسیر ابن جریر ص ۱۸۴ جلد ۳ ؛
[3] دیکھیے میزان الاعتدال ص ۲۲۶/ج ۳ ، تہذیب التہذیب ص ۳۳۹-۳۴۰/ج ۷ ۔

رہا یہ کہ پھر صحیح بخاری شریف میں یہ روایت کیسے آگئی ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری کا یہ التزام صرف احادیث مسندہ کے بارے میں ہے نہ کہ تعلیقات و آثار صحابہ کے ساتھ۔ چنانچہ فتح المغیث میں ہے :

" قول البخاری ما ادخلت فی کتابی الا ما صح علی، مقصود بہ هو الاحادیث الصحیحة المسندة دون التعالیق والآثار الموقوفة علی الصحابة فمن بعد هم والاحادیث المترجمة بها ونحو ذلك [۱]

ازالہ ۲ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسری صحیح روایت میں اگرچہ توفی کے معنی تو منقول ہیں مگر اسی روایت میں کلمات آیت کے اندر تقدیم وتاخیر بھی صراحۃً مذکور ہے جس سے قادیانی گروہ کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے ۔

اخرج ابن عساکر واسحاق بن بشر عن ابن عباس رض قال قوله تعالے یٰعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ قال انی رافعك ثم متوفیك فی آخر الزمان [۲]

یعنی ابن عساکر اور اسحاق بن بشر نے (بروایت صحیح) ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ میں آپ کو اٹھانے والا ہوں اپنی طرف۔ پھر آخر زمانہ میں (بعد نزول) آپ کو موت دینے والا ہوں۔

ازالہ ۳ تفسیر ابن کثیر میں عبداللہ ابن عباس سے صحیح روایت منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر قتل کے زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔

ورفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء هذا اسناد صحیح الی ابن عباس [۳]

عیسیٰ علیہ السلام گھر کے روزن سے (زندہ) آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے۔ یہ اسناد ابن عباس تک بالکل صحیح ہے۔

---

۱ فتح المغیث ص ۲۰ ،
۲ تفسیر درمنثور ص ۲۶/۲ ،
۳ تفسیر ابن کثیر ص ۲۲۸/۳۶

ازالہ ۴: یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے کہ قرآن میں توفی کے معنی صرف قبض روح یعنی موت کے ہیں۔ کیوں کہ نوم اور رفع جسمانی میں توفی کا استعمال موجود ہے جس کی مثالیں گذر چکیں۔

رافعک الیّ اور بل رفعہ اللہ الیہ میں قادیانی مغالطے

مغالطہ ۱: مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔ "مسیح مصلوب ومقتول ہوکر نہیں مرا، بلکہ خدا تعالےٰ نے عزت کے ساتھ اسکو اپنی طرف اٹھا لیا" [۱]

تردید ۱: یہ امر واضح ہے کہ بلا توقف اور فوراً رفع کا وعدہ ہوا تھا۔ مرزا قادیانی کو بھی یہ بات تسلیم ہے ؛

"جو دیا الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ وہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور اس میں کچھ توقف نہیں"۔ [۲]

لہٰذا اگر رفع کے معنی عزت کی موت کے کئے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ مسیح اسی وقت وفات پا گئے۔ جس سے یہودی عقیدہ کی تائید ہوگی جو قرآن کی نظر میں لعنتی عقیدہ ہے۔

تردید ۲: رفع کے معنی عزت کی موت، اولاً تو لغت کے خلاف ہے، دوسرے تمام مفسرین ومجددین نے رافعک الیّ اور رفعہ اللہ میں رفع سے مراد رفع جسمانی ہی لیا ہے، کسی ایک نے بھی عزت کی موت اس کا ترجمہ نہیں کیا۔

تردید ۳: اگر رفع کے معنی عزت کی موت کے لئے جائیں تو باری تعالےٰ کے کلام میں تضاد لازم آئے گا۔ اس لئے کہ متوفیک کو بمعنی اخذ الشئی وافیا لے کر ایک طرف یہ وعدہ فرمانا کہ تمہارا جسد مع الروح (زندہ) بلا توقف پورا پورا اٹھالوں گا۔ دوسری جانب اگلے فقرہ میں ابھی عزت کی موت دینے کی خبر دینے میں کھلا ہوا تضاد ہے، جو کلام الٰہی کی شان کے خلاف ہے۔

---

[۱] ازالہ اوہام در خزائن ص۲۲۳ ج۳۔ [۲] آئینہ کمالات اسلام در خزائن ص۴۶ ج۵۔

اور اگر متوفیک کے معنی موت دینے کے کئے جائیں تو بلا ضرورت تکرار ہو جائے گا جو فصاحت کے خلاف ہے۔

دوسرا مغالطہ قادیانی گروہ کا کہنا ہے کہ یہاں رفع روحانی یا رفع درجات مراد ہے نہ کہ رفع بجسد عنصری اور سارے قرآن شریف میں ایک آیت بھی ایسی نہیں کہ جس سے حضرت مسیح کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر جانا ثابت ہو[1]

تردید لفظ رفع کی لغوی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ آیت کریمہ میں رفع عیسیٰ بجسدہٖ وروحہٖ تو یقیناً مراد ہے جو اس کے حقیقی معنی ہیں، کیوں کہ ہٗ ضمیر عیسیٰؑ کی طرف راجع ہے جو جسد مع الروح کا نام ہے، نہ صرف جسد کا۔ لہٰذا صرف رفع روحانی مراد نہیں ہو سکتا۔

رہے رفع منزلت کے معنی، تو وہ بطور کنایہ کے حقیقی معنی "رفع جسمانی" کے ساتھ لئے جا سکتے ہیں۔ کیوں کہ کنایہ میں حقیقی و مجازی کنائی معنی جمع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ رفع جسمانی کے ساتھ رفع منزلت پایا گیا ہے۔ جیسے:

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ۔ اور اپنے والدین کو تخت پر اونچا بٹھایا

(یوسف ۱۰۰) (بیان القرآن)

ہاں اگر قرینہ پایا جائے تو صرف رفع منزلت کے معنی مجازاً لئے جا سکتے ہیں۔ اس موقع پر رفع جسمانی کے معنی نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ حقیقت و مجاز کا جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے:

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے۔ (بیان القرآن)

(زخرف آیت ۳۲)

یہاں لفظ درجٰت کے قرینہ کی وجہ سے رفع منزلت کے معنی ہیں۔

بہرحال بل رفعہ اللہ میں نہ تو حقیقی معنی متعذر ہیں اور نہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے لہٰذا صرف رفع منزلت کے معنی لینا غلط ہے۔

---

[1] تبلیغ ہدایت ص۲۳۔

تیسرا مغالطہ رافعك الی اور بل رفعه الله الیہ میں رفع عیسیٰ الی السماء مراد نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اول تو آیت میں سماء کا ذکر نہیں، دوسرے اس سے باری تعالےٰ کا ایک جہت میں محدود ہونا لازم آتا ہے جو باطل ہے

تردید باری تعالےٰ کے لئے فوق وعلو ثابت ہے اسی لئے فرمایا گیا :

ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ (سورۂ ملک ع۱۶) کیا تم لوگ اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے۔ (بیان القرآن)

تفسیر کشاف و مدارک میں ہے

ورافعك الی ای الی سمائی و مقر ملائکتی۔ اور میں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں یعنی اپنے آسمان کی طرف اور اپنے فرشتوں کی قیام گاہ کی طرف۔

جار اللہ زمخشری نے باوجود معتزلی ہونے کے الیٰ کی کوئی تاویل نہیں کی اور مرزا قادیانی نے بھی سماء کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ لکھتا ہے :

"قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کے فوت ہو جانے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھالی گئی۔ (ازالۂ اوہام درخزائن ص ۲۳۳ ج ۳)

اور حدیث شریف میں نزول من السماء کی تصریح موجود ہے جب نزول آسمان سے ہوگا تو رفع بھی آسمان کی جانب ہوا ہے

رفع سماوی کے بعد حیات عیسیٰ کے دلائل میں قادیانی مغالطے

مغالطہ ۱ : متعلق دلیل ۱ : ان عیسیٰ یاتی علیہ الفنا اس روایت میں علامہ واحدی سے بجائے یاتی فعل مضارع کے اتیٰ علیہ الفنا ماضی کا صیغہ آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وفات طاری ہو چکی۔

دفع تفسیر کی معتبر کتابوں میں یہ لفظ بصیغہ مضارع ہی آیا ہے اور علامہ واحدی نے بھی تفسیر غرائب القرآن (للعلامہ نظام الدین القمی) میں یاتی مضارع کے صیغہ کے ساتھ منقول کیا ہے۔

مغالطہ۲: دلیل ۲ حسن بصری رح کی روایت کے متعلق

یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ حسن بصری رح اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ضرور کوئی واسطہ ہے جس کو حذف کر دیا گیا۔ لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں۔

دفع حضرت حسن بصری رح کے مراسیل محدثین رح کے یہاں معتبر ہیں کیوں کہ ایک سوال کے جواب میں حضرت حسن بصری رح نے فرمایا تھا:

انی فی زمان کماتری وکان فی عمل الحجاج سمعتنی کل شئ اقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو عن علی بن ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا[۲]

جیسا کہ تم کو معلوم ہے میں ایک خاص زمانہ میں ہوں (وہ حجاج کے زمانہ میں تھے) تم نے مجھ سے جو کچھ یہ کہتے ہوئے سنا "قال رسول اللہ" تو وہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ہے، مگر میں ایسے زمانہ میں ہوں کہ علی رض کا نام نہیں لے سکتا۔

لیؤمنن بہ قبل موتہ میں قادیانی مغالطے

قادیانی مغالطہ۱ قبل موتہ کی ضمیر کا مرجع کتابی ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ، یعنی ہر شخص جو اہل کتاب میں سے ہے وہ اپنی موت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر، یا حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا[۳]

دفع۱ قبل موت الکتابی کا اگر یہ مطلب ہے کہ اپنی زندگی میں مرنے سے پہلے کسی وقت ایمان لے آئیں گے۔ تو یہ واقعہ کے خلاف ہے۔

---

[۱] ص۳۹۵، [۲] خلاصۃ التہذیب ص۷۷، [۳] ضمیمہ براہین احمدیہ در خزائن حصہ پنجم صفحہ ۴۰۹ جلد ۲۱۔

دفع ۲ اور اگر یہ مطلب ہے کہ بالکل جان نکلنے کے وقت ایمان لاتے ہیں تو یہ ایمان شرعاً غیر معتبر ہے تو بلاوجہ و بلاقرینہ ایمان غیر شرعی مراد لینا پڑے گا۔

دفع ۳ اگر یہی معنیٰ ہو تو پھر ایسے موقع پر عند موتہٖ یا حین موتہٖ کے الفاظ ہونے چاہیئے تھے کیوں کہ اس موقعہ پر قبل موتہٖ خلاف بلاغت ہے۔

دفع ۴ اگر قبل موتہ کی ضمیر کو کتابی کی طرف راجع کیا جائے تو آگے یکونُ کی ضمیر کا مرجع کیا ہوگا' کتابی کو تو بنایا نہیں جا سکتا۔ کیوں کہ اس میں ضمیر کا مرجع متعین طور پر حضرت عیسیٰ ہیں۔ اور اس سے پہلے سب ضمیریں حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہیں بلا امالہ انتشار ضمائر لازم آئے گا جس سے بچنا ضروری ہے۔

دفع ۵ خود مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں قبل موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ ؑ کو قرار دیا' مگر اپنی مطلب بر آری کے لئے تحریف معنوی کر دی' یعنی قبل ایمانہ بموتہ جس کا حاصل یہ ہے' یعنی کوئی اہل کتاب نہیں' مگر البتہ ضرور ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح یقینی طور پر صلیب کی موت سے نہیں مرا' صرف شکوک و شبہات ہیں' ان کی طبعی موت پر ایمان لانے سے پہلے پہلے .... مرزا کے الفاظ یہ ہیں :

"کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر ایمان نہ رکھتا ہو جو ہم نے اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے) قبل اس کے کہ اس حقیقت پر ایمان لاوے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا" [1]

میزان پڑھنے والا طالب بھی جانتا ہے لَیُؤْمِنَنَّ مضارع لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ ہے جس کے بعد وہ استقبال کے لئے مخصوص ہو جاتا ہے مگر مرزا نے جان بوجھ کر اس کا ترجمہ حال سے کیا ہے۔ پھر قبل موتہ میں ایمان مقدر مان کر جو مطلب نکالا' وہ بھی خلاف واقعہ ہے۔ کیوں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک تمام یہود حضرت عیسیٰ ؑ کے قتل و صلب کو یقینی جانتے ہیں۔ اس لئے یہ استغراق اور کلیہ باطل ہو گیا۔

---

[1] ازالہ اوہام در خزائن ص ۲۹۱ ۔

دفع ۶ مرزا کے پہلے جانشین حکیم نور الدین نے بھی قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع کی ہے : "نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر اس کے گواہ"۔[1]

قادیانی مغالطہ ۲ قبل موتہ کے بجائے قبل موتہم بھی ایک قرأت ہے جس میں مرجع اہل کتاب ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبل موتہ کا مرجع بھی کتابی ہے۔ چنانچہ بعض مفسرین نے بھی کتابی کو مرجع بنا کر ترجمہ کیا ہے۔

دفع ۱ یہ قرأت ابن عباس سے بروایت ضعیفہ منقول ہے۔ اور شاذ ہے اور قرأۃ شاذہ باتفاق علماء قرآن نہیں کہلاتی۔[2]

دفع ۲ خود حضرت عباس سے ابن جریر کی روایت نقل کی جاچکی ہے جس میں انھوں نے قبل موتہ کا ترجمہ قبل موت عیسیٰ سے کیا ہے۔

دفع ۳ قرأۃ شاذہ کو قرأۃ متواترہ کے معنی پر حمل کیا جاتا ہے نہ یہ کہ قرأۃ شاذہ کے معنی پر قرأۃ متواترہ کو محمول کیا جائے۔ لہٰذا اس قرأۃ شاذہ کو متواترہ پر محمول کرتے ہوئے معنی یہ ہوں گے کہ قوم یہود اپنے فنا ہونے سے قبل حضرت عیسیٰ پر ایمان لائیں گے اگرچہ اس وقت بہت قلیل ایمان لائے ہیں۔

دفع ۴ رہا بعض مفسرین کا کتابی کو مرجع بنانا، تو اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ وہ احتمال ضعیف ہے، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ انھوں نے نہ تو اس ضمیر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھیرنے سے انکار کیا ہے اور نہ وہ مفسرین حیات و نزول عیسیٰ کے منکر ہیں بلکہ پھر بھی وہ اس آیت سے حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں۔[3]

بہر حال اس احتمال ضعیف سے مرزا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

---

[1] فصل الخطاب ص۸ جلد۲ از حکیم نور الدین۔

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے، تقابلی مطالعہ ص۱۶۹۔

[3] " " " فتح الباری وعمدۃ القاری وغیرہ۔

آیات قرآنیہ میں قادیانی تحریفات برائے اثبات
وفات عیسیٰ علیہ السلام

پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا چونکہ یہ دعویٰ ہے کہ میں ہی وہ مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے۔[1]

اس لئے قادیانی گروہ پورا زور اس بات پر لگاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی جائے، کیوں کہ اس دعوی کی صحت کی پہلی سیڑھی یہی ہے، اسی کی بنیاد پر وہ اپنے خیال میں رفع ونزول عیسیٰ کا انکار کرتا ہے۔

اس دجالی گروہ نے اس بے بنیاد دعوی کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کی تیس آیات میں تحریف سے کام لیا ہے، وہ آیات تین قسم کی ہیں۔

① وہ آیات جن میں خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔

② وہ آیات جو دیگر انبیاء علیہم السلام کی وفات پر دلالت کرتی ہے اور مرزا قادیانی نے اس خیال سے کہ مسیح علیہ السلام بھی ایک پیغمبر تھے، آپ کی وفات ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔

③ وہ آیات جن میں نہ تو خصوصاً حضرت مسیح علیہ السلام کا تذکرہ ہے اور نہ ضمن عموم میں بلکہ مرزائے لعین نے اپنے ذہنی اختراع سے ان کو وفات کی دلیل سمجھا ہے۔

اب ہر قسم کی بعض آیات میں قادیانی تحریفات کے نمونے مع ان کے جوابات کے مذکور ہیں۔

پہلی قسم (آیت) اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰىٓ اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ (آل عمران ۵۵)

جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لے لونگا تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف۔ (ترجمہ شیخ الہند)

مرزا قادیانی نے اس آیت میں توفیٰ بمعنی موت لے کر وفات عیسیٰ قبل النزول ثابت

---

[1] عقائد احمدیت صفحہ ۱۳۴۔

کرنے کی کوشش کی ہے اور رفع کے معنی عزت کی موت کے کئے ہیں۔

جواب یہی آیت اہل اسلام کی دلیل ہے۔ چنانچہ اس کا تفصیلی بیان گذر چکا ہے کہ اولاً یہاں توفی بمعنی موت نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو کلمات آیت میں تقدیم و تاخیر ہے اس طرح قادیانی استدلال کی قلعی کھل جاتی ہے۔

(آیت (۲) وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَادُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ. (مائدہ ع ۱۱)

میں ان پر مطلع رہا جب تک کہ ان میں رہا پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھالیا تو آپ ان پر مطلع رہے۔ (بیان القرآن)

وفات عیسیٰ پر اس آیت سے قادیانی استدلال کی بنیاد ان کے خیال میں بخاری شریف کی ایک تفصیلی روایت پر ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

انہ یجاء برجال من امتی فیوخذبھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح : وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم الخ (بخاری شریف ص ۶۶۳ ج ۱)

میری امت کے بعض لوگ لائے جائیں گے اور بائیں طرف یعنی جہنم کی طرف ان کو چلایا جائے گا، اے میرے رب یہ تو میرے صحابی ہیں۔ پس کہا جائے گا کہ آپ کو اس کا علم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کچھ کیا پس میں ایسے ہی کہوں گا جیسا کہ عبد صالح یعنی عیسیٰ ؑ نے کہا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا، ان پر گواہ تھا اور جب تو نے مجھے بتمامہ بھرپور لے لیا تھا، اس وقت آپ نگہبان تھے۔

تو توفی کا لفظ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے کلام میں آیا ہے اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توفی بصورت وفات ہے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی بھی بصورت وفات ہوگی۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ کا ارشاد زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔

جواب ۱ اس تحریف کا جواب بھی معلوم ہو چکا ہے کہ توفی کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں۔ لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں یہ بمعنی موت ہے، کیونکہ سب جانتے ہیں کہ آپ کی وفات ہوئی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں توفی بطور اصعاد الی السماء پائی گئی ہے کیوں کہ اس کا قرینہ ورافعك الی موجود ہے۔

جواب ۲ اگر دونوں حضرات کی توفی ایک طرح کی ہوتی" تو آپ یوں فرماتے " فَاَقُوْلُ مَا قَالَ ، العبد الصالح"۔

تو فاقول کما قال العبد الصالح فرمانا بتا رہا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں چونکہ تغایر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے آپ کی توفی اور حضرت عیسیٰ ؑ کی توفی میں بھی تغایر ہے کیونکہ اصل مقصد ہر دو حضرات کا امت کے درمیان اپنی غیر حاضری کو بطور عذر پیش کرنا ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ ؑ نے اپنی غیر موجودگی توفی بمعنی اصعاد الی السماء سے بیان فرمائی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی توفی بصورت موت سے بیان فرمائی ہے۔

جواب ۳ رہا یہ کہ آپ نے اپنے متعلق فرمایا اقول اور حضرت عیسیٰ ؑ کے متعلق قال ماضی کا صیغہ فرمایا۔ تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جس وقت آپ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ سورہ مائدہ کی مذکورہ آیت نازل ہو چکی تھی اور اس میں حضرت عیسیٰ کا قول جو قیامت کے دن باری تعالےٰ کے سوال أانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ کے جواب میں فرمائیں گے۔ حکایت کیا گیا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام پہلے ہو چکے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بعد میں پیش آئے گا۔

دوسری قسم وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ۔ (آل عمران ۱۴۴)

ترجمہ، "اور محمد صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے کے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے، تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے۔

اس آیت میں قادیانی گروہ خلو کو بمعنی موت لیتا ہے، اور من قبلہ کو الرسل کی صفت مانتا ہے، اور الرسل پر لام استغراق مانتا ہے۔ اس لئے استدلال کا حاصل یہ ہوا کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں، تو بس مسیح علیہ السلام بھی انہی میں آگئے۔

جواب خلت خلوٌ سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی مکان سے متعلق ہونے کی صورت میں جگہ خالی کرنے کے، اور زمان سے متعلق ہونے کی صورت میں گذرنے کے آتے ہیں اور جن چیزوں پر زمانہ گذرتا ہے ان کو بھی تبعاً خلوٌ سے موصوف کر دیتے ہیں۔

مثالیں وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ (بقرہ ۱۴)

(اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس)۔

بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ (سورۃ حاقہ ۲۴)

ترجمہ: ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے بامید صلہ گذشتہ ایام میں کئے ہیں۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ (بقرہ ۱۴۱)

ترجمہ: یہ ایک جماعت جو گذر چکی۔ (بیان القرآن)

بہر حال خلو کے معنی جگہ خالی کرنا خواہ زندہ گذر کر یا موت سے، اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹ جانا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے دلائل قطعیہ ہوتے ہوئے اس کو موت کے معنی پر لینا تحریف ہی تو ہے۔

جواب ۲ من قبلہ، الرسل کی صفت نہیں ہے جس کے بعد معنی یہ ہوں کہ محمد سے پہلے کے تمام پیغمبر مر گئے کیونکہ یہ الرسل سے مقدم ہے بلکہ یہ خلت کا ظرف ہے۔ اب صحیح معنی یہ ہیں کہ محمد سے پیشتر کئی رسول گذر چکے۔

جواب ۳ الرسل پر لام تعریف جنس کا ہے کیوں کہ استغراق کے معنی لینے کی صورت میں آیت کے جملوں میں تعارض لازم آئے گا۔ بایں طور کہ وما محمد الا رسول سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت رسالت ثابت کی، اور جب خلت من قبلہ الرسل میں الرسل استغراق کے لئے

ہوا' اور من قبلہ کا ظرف ہونا ثابت ہو ہی چکا۔ تو اب ترجمہ یہ ہوگا، کہ جتنے اشخاص صفت رسالت سے موصوف تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اس سے نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ثابت نہیں ہوں گے۔ اس لئے لام جنس ماننا ضروری ہے۔

جواب ۲: اور اگر علی سبیل التنزل قادیانی گروہ کی تینوں باتیں مان لی جائیں تو بھی اس سے زیادہ سے زیادہ رسل کے عموم میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت ہوگی نہ کہ بطریق خصوص، اور اس صورت میں یہ آیت ان کی دلیل بننے کے قابل نہیں رہے گی۔ کیوں کہ علم اصول کی کتابوں میں اس قاعدہ مسلمہ کی تصریح ہے کہ کوئی امر خاص دلیل سے ثابت ہو تو اس کے خلاف عام دلیل سے تمسک کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہاں دلائل قطعیہ مخصوصہ سے حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثابت کی جاچکی ہے۔

تیسری قسم

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ۔ (بقرہ ۳۶)

(از مرزا) تم اپنے جسم خاکی کے ساتھ زمین پر ہی رہوگے یہاں تک کہ اپنے تمتع کے دن پورے کرکے مرجاؤگے۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ آیت جسم خاکی کو آسمان پر لے جانے سے روکتی ہے۔ کیوں کہ لکم جو اس جگہ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے' اس بات پر بصراحت دلالت کر رہا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا بلکہ زمین سے ہی نکلا' زمین میں ہی رہے گا۔ اور زمین میں ہی داخل ہوگا۔

جواب ۱: کسی مقام کا کسی کے لئے اصل جائے رہائش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ عارضی طور پر کہیں اور نہ جا سکے تو آیت کریمہ کا ضابطہ اپنی جگہ پر درست ہے مگر اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور وہ عارضی طور پر آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ بہر حال وہ بھی مقررہ وقت پر پھر زمین پر آئیں گے اور دیگر انسانوں کی طرح وفات پاکر زمین میں دفن ہوں گے۔

جواب ۲: علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائشی طور پر ملائکہ سے مشابہت تھی۔ لہٰذا ان کو آسمان پر اٹھایا جانا' اور زیر بحث آیت کے حکم سے ان کا خارج ہونا اپنے فطری مادہ کے اعتبار سے ہے۔

یہ ہیں قادیانی تحریفات کے چند نمونے۔ اختصار کے پیش نظر ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں شہادۃ القرآن کے حصہ دوم کا مطالعہ کیا جائے، جو ان تمام تیس آیات کے مفصل جوابات پر مشتمل ہے، جو قادیانی گروہ بڑے زور و شور سے وفات مسیح و عدم رفع و نزول کے اثبات میں پیش کیا کرتا ہے ان جوابات سے قادیانی دلائل ھباءً منثورا ہوگئے ہیں۔ (جزاہ اللہ خیراً)

مسیح اور مہدی الگ الگ شخصیت ہیں

قادیانیت کے موضوع پر گفتگو کے وقت ایک بحث یہ بھی سامنے آتی ہے کہ مسیح و مہدی الگ الگ شخصیتیں ہیں، یا ایک شخصیت کے دو لقب ہیں؟

قادیانیوں کا دعوی یہ ہے کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ شخص نہیں ہیں۔۔۔ نیز مرزا قادیانی نے اپنے بارے میں دعوی کر رکھا ہے:

ایھا الناس انی انا المسیح المحمدی و انی انا احمد المھدی"[1]

ترجمہ: اے لوگو! میں وہ مسیح ہوں کہ جو محمدی سلسلہ میں ہے اور میں احمد مہدی ہوں۔

قاضی محمد نذیر قادیانی لکھتا ہے:

"امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہے"۔[2]

قادیانی مغالطہ قادیانی گروہ دلیل میں ابن ماجہ کی روایت پیش کرتا ہے:

"لا المھدی الا عیسیٰ بن مریم"[3]

یہی قاضی محمد نذیر اس حدیث کے متعلق لکھتا ہے:

"اس حدیث نے ناطق فیصلہ دے دیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم ہی المہدی ہے اور اس کے علاوہ کوئی "المہدی" نہیں ہے"

---

[1] خطبہ الہامیہ در خزائن ص ۶۱/۱۶۲۔ [2] امام مہدی کا ظہور ص ۱۶۔
[3] ابن ماجہ ص ۳۰۲ باب شدۃ الزمان۔

دفع یہ حدیث اولاً توضعیف ہے۔ ثانیاً اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو قادیانی سمجھاتے ہیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں:

حدیث لامھدی الاعیسی بن مریم ضعیف باتفاق المحدثین کما صرح بہ الجزری علیٰ انہ من باب لافتی الا علیؓ۔ (مرقات ص۱۸۰ جلد۵)

حدیث لامہدی عیسیٰ بن مریم باتفاق محدثین ضعیف ہیں جیساکہ ابن جوزیؒ نے اس کی صراحت کی ہے۔ علاوہ ازیں یہ لا فتی الا علیٰ کے قبیل سے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی درجہ میں حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا وہی مطلب ہے جو لافتی الاعلیٰ کا ہے۔ یعنی مہدی صفت کا صیغہ ہے اور اس کے لغوی معنی مراد ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ہدایت یافتہ عیسیٰ بن مریم ہی ہیں۔ بطور حصر اضافی جیسے لافتیٰ الاعلیٰ کے معنی اعلیٰ درجہ کے جوان اور بہادر حضرت علیؓ ہی ہیں۔

یہ مطلب لینا غلط ہے کہ جس شخصیت کا نام مہدی ہے وہ عیسیٰ بن مریم ہی کی شخصیت ہے۔ اس لئے نزول عیسیٰ کی مذکورہ بالا روایات صحیحہ متواترہ سے صاف طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے نہ یہ کہ وہ دنیا میں کسی خاندان سے پیدا ہوں گے جب کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث ہے:

۱: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ۔[1]

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری عترت سے ہوگا یعنی حضرت فاطمہ کی اولاد سے۔

۲: یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی۔[2]

ترجمہ: جو میرا نام ہے وہی اس کا نام ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے وہی اس کے باپ کا نام ہوگا۔

اور حدیث مندرجہ ذیل نے معاملہ بالکل منقح کر دیا ہے۔

۳: کیف تہلک امۃ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح آخرھا۔[3]

---

[1] ابوداؤد ص۲۴۵ ؛ [2] ابوداؤد ص۲۴۶ ج۲ ؛ [3] مشکوٰۃ ص۵۸۳ ج۲ ؛

بے بصیرت و بے بصارت قادیانی گروہ کو یہ صاف صاف روایتیں بھی نظر نہیں آتیں اور پوری بے شرمی کے ساتھ مسیح و مہدی کے ایک ہونے کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔ حالانکہ دونوں کے بارے میں روایات الگ الگ اور متواتر آئی ہیں۔

چنانچہ علامہ شوکانی لکھتے ہیں

فتقرران الاحادیث الواردۃ فی المھدی المنتظر متواترۃ والاحادیث الواردۃ فی نزول عیسیٰ بن مریم متواترۃ[1]

چنانچہ یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مہدی منتظر کے بارے میں وارہ شدہ احادیث بھی متواتر ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں وارد شدہ احادیث بھی متواتر ہیں۔

اور حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

قال ابوالحسن الخسعی الابدی فی مناقب الشافعی ا نواترت الاخبار بان المھدی من ھذہ الامۃ و ان عیسیٰ یصلی خلفہ ذکر ذلک ردّ اللحدیث الذی اخرجہ ابن ماجہ عن انس و فیہ ولا مھدی الا عیسیٰ[2]

ابوالحسن خسعی ابدی رہ نے مناقب شافعی میں لکھا ہے کہ احادیث اس بارے میں متواتر ہیں کہ مہدی اسی امت میں سے ہوں گے اور یہ کہ عیسیٰؑ مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے ابوالحسن خسعی نے یہ بات اس لئے ذکر فرمائی تاکہ اس حدیث کا رد ہو جائے جو ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے اور جس میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جن احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے

---

[1] الاذاعہ ص ۷۷ ، [2] فتح الباری ص ۳۵۸/۶ ۔

يقول لا تزال طائفة من امتى يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيامة قال فينزل عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم فيقول اميرهم تعال فصل يقول لا ؛ ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله على هذه الامة . [1]

سنا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق کے مقابلہ میں جنگ کرتی رہے گی ، دشمنوں پر غالب رہے گی. اس کے بعد آپ نے فرمایا آخر میں عیسی ابن مریم اتریں گے (نماز کا وقت ہوگا) مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا تشریف لایئے اور نماز پڑھا دیجیے' وہ فرمائیں گے ، یہ نہیں ہو سکتا۔ اس امت کا اللہ تعالی کی طرف سے یہ اکرام و اعزاز ہے کہ تم خود ہی ایک دوسرے کے امام و امیر ہو ۔

اس حدیث سے جہاں ایک جانب یہ ثابت ہوا کہ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ الگ الگ مقدس ہستیاں ہیں ، دوسری جانب اس سے امت محمدیہ کی کرامت و شرافت عظمیٰ بھی ثابت ہوتی ہے کہ قرب قیامت تک اس امت میں ایسے برگزیدہ افراد موجود رہیں کہ اسرائیلی سلسلہ کا ایک مقدس رسول آکر بھی اس کی امامت کی حیثیت کو برقرار رکھ کر انکے پیچھے نماز ادا فرمائیں جو اس بات کا صاف اعلان ہے کہ جس شرافت اور کرامت کے مقام پر تم پہلے فائز تھے آج بھی ہو ۔ یہ واقعہ بالکل اس قسم کا ہے جیسا کہ مرض وفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت کی نماز حضرت ابوبکر رض کی اقتداء میں ادا فرماکر امت کو گویا صریح ہدایت دے دی کہ میرے بعد امامت و اقتدار کی پوری صلاحیت ابوبکر صدیق رض میں موجود ہے ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

---

[1] مسلم واحمد فی مسندہ ص ۳۴۵ جلد ۳ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ
کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں ہے

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعویٰ مسیحیت کی بنیاد وفات مسیح کی اثبات پر رکھی ہے، کیوں کہ فوت شدہ لوگ دنیا میں نہیں آیا کرتے، ادھر احادیث میں حضرت مسیح کی آمد ثانی کی خبر تواتر کے ساتھ مذکور ہے، تو اگر وہ حیات ہیں تو مرزا کے دعویٰ کے مسیحیت پر کوئی دھیان نہیں دے گا، ہاں اگر ان کی وفات فرض کر لی جائے تو چونکہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں آیا کرتے لہٰذا مرزا کو یہ فریب دینے کی گنجائش نکل آتی ہے کہ ان احادیث میں مسیح کی آمد ثانی سے مراد کسی مثیل مسیح کی آمد ہے اور وہ شخص میں ہوں، چناں چہ مرزا قادیانی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں اب قرآن درمیان میں ہے سوچو۔

(تحفہ گولڑویہ: ص/۱۶۶ حاشیہ خزائن: ج/۱۷، ص/۲۶۴)

بہر حال مرزا کے دعاوی میں وفات مسیح ایک اہم مسئلہ ہے جس کو اس نے اپنے زعم فاسد کے موافق قرآن کریم کی تیس آیات سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، اہل حق نے ایک ایک آیت کی صحیح تشریح وتفسیر کر کے مرزا کی تحریفات کو طشت ازبام کر دیا ہے جیسا کہ پچھلے صفحات میں مختصراً یہ بحث آچکی ہے۔

مرزائی عقیدہ کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت مسیح کی وفات ہوگئی تو ان کی قبر کہاں ہے، اس سوال کا جواب مرزا نے یہ دیا ہے "جو سری نگر میں محلہ خانیار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے درحقیقت بلاشک وہ شبہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے" (راز حقیقت: ص/۲ خزائن: ج/۱۴، ص/۱۷۲)

نیز دوسری کتاب میں لکھتا ہے:

وثبت بثبوت قطعی ان عیسی هاجرالی ملك كشمير بعد مانجاه الله من الصليب

بفضل كبيرٍ ولبث فيه الى مدة طويلة حتى مات ولحق الاموات وقبره موجودالى الآن فى بلدة سر ى نگر التى هى من اعظم امصار هذه الخطة . (الهدى والتبصره لمن يرى :ص ۱۰۹)

ترجمہ : اور قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ملک کشمیر کی طرف ہجرت کی بعد اس کے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے (اپنے) بڑے فضل سے صلیب سے نجات دی اور اس ملک میں بہت مدت تک بستے رہے، حتی کہ مر گئے اور مردوں کو جا ملے، اور آپ کی قبر شہر سری نگر میں جو اس خطہ کے سب شہروں سے بڑا شہر ہے اب تک موجود ہے۔

مرزا قادیانی نے اس معاملہ میں دو دعوے کیے ہیں:

۱- حضرت مسیح نے صلیب سے نجات پانے کے بعد ملک کشمیر کا سفر کیا اور وہیں بس گئے آخر کار وہیں انتقال ہوا۔

۲- سری نگر کے محلہ خانیار میں یوز آسف کے نام کی جو قبر مشہور ہے وہ حضرت مسیح ہی کی قبر ہے کیوں کہ یوز یسوع کا بگڑا ہوا تلفظ ہے اور آسف بھی حضرت عیسیٰ کا نام انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔

چوں کہ یہ دونوں دعوے مرزا کے اپنے من گھڑت دعوے ہیں اس لیے قرآن کریم، احادیث شریفہ، اقوال صحابہ کہیں بھی ان کی دلیل نہیں مل سکتی؛ لیکن مرزا قادیانی نے اپنی دجالی روش کے مطابق ان دعووں میں سے پہلے دعوے کے لیے قرآن کریم کی بعض آیات کو مستدل بنانے کے لیے ان میں تحریف سے کام لیا ہے۔ اور دوسرے دعوے کے لیے اسے قرآن کریم کی کوئی آیت نہیں ملی جس میں تحریف کرتا اس لیے غیر معتبر تاریخی روایتوں کا سہارا لے کر محض ظن وتخمین کی وادیوں میں بھٹکتا رہا اور ان میں بھی جھوٹ کا اضافہ کر کے۔

بہر حال پہلے دعوے پر مرزا قادیانی نے آیت کریمہ وجعلنا ابن مريم وامه آية وآوينا هما الى ربوة ذات قرار ومعين میں تحریف کرتے ہوئے یوں استدلال کیا ہے:

خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) مر گیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وآوينا هما الى ربوة ذات قرار ومعين (آیت نمبر:۵۰،سورہ مؤمنون) یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھوں سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ پر پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفی پانی کے چشمے اس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے اسی وجہ سے حضرت مریمؑ کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی طرح مفقود ہے۔ (حقیقۃ الوحی حاشیہ: ص ۱۰۱،خزائن: ج ۲۲،ص ۱۰۲)

قادیانی استدلال کا جواب

۱-الی ربوۃ ذات قرار ومعین رہنے کے قابل اونچی جگہ، اور بہتے چشمہ والی۔

یہ دو وصف دنیا کے بہت سے مقامات میں پائے جاتے ہیں اس لیے بغیر کسی قرینہ کے کسی مقام کا تعین نہیں کیا جا سکتا، مذکورہ آیت کریمہ میں اس لفظ سے کسی مفسر مجدد نے کشمیر تو مراد نہیں لیا پھر کونسی جگہ مراد ہے اور اس کا کیا قرینہ ہے اس بارے میں مفسر ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں:

واقرب الاقوال فی ذلک ما رواہ العوفی عن ابن عباس فی قولہ وآوینا ھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین قال المعین الماء الجاری وھو النھر الذی قال اللہ تعالیٰ قد جعل ربک تحتک سریا، وکذا قال الضحاک وقتادۃ الی ربوۃ ذات قرار ومعین ھو بیت المقدس فھذا واللہ اعلم ھو الاظھر لانہ المذکور فی الآیۃ الاخریٰ والقرآن یفسیر بعضہ بعضاً۔ (ابن کثیر: جلد سابع)

ترجمہ: اور سب قولوں سے اقرب وہ ہے جو عوفی نے ابن عباس سے اس آیت واوینا ھما الـــــخ کی بابت روایت کیا ہے کہ معین جاری پانی کو کہتے ہیں اور اس سے وہ نہر مراد ہے جس کی بابت دوسری جگہ فرمایا: قد جعل ربک تحتک سریا۔ (سورہ مریم) یعنی میرے پرودگار نے تیرے نیچے ایک چشمہ بہا دیا۔

یعنی حضرت عیسیٰ کی ولادت پر جو نہر حضرت مریمؑ کے لیے خدا نے ظاہر کی اور اسی طرح ضحاکؒ اور قتادہؒ نے کہا کہ ربوۃ ذات قرار ومعین سے مراد بیت المقدس ہے، اور یہی قول اظہر ہے کیوں کہ یہ دوسری آیت میں مذکور ہے اور قرآن کی بعض آیتیں بعض آیتوں کی تفسیر کرتی ہیں۔ واللہ اعلم

چناں چہ دوسرے موقع پر سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ذکر کے بعد اسی چشمہ کا تذکرہ یوں آیا ہے:

فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا فاجاء ھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یلیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً فناداھا من تحتھا ان لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا۔

ترجمہ: پس (جبرئیل کے بشارت سناتے ہی خدا کی قدرت سے) اس (بیٹے) کو اٹھایا (جس کی بشارت سنائی گئی تھی) پس اس کو درد زہ کھجور کے تنے کی طرف لے پہنچا، کہنے لگی اے کاش! اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی، اس پر اس کو اس کے نیچے سے آواز دی تو کوئی اندیشہ نہ کر

(دیکھ تو) تیرے پروردگار نے تیرے نیچے ایک چشمہ بہادیا ہے اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا وہ تجھ پر پکی پکی تازہ کھجوریں جھاڑے گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ موجودہ آیت میں بھی بعد ذکر ولادت عیسیٰ علیہ السلام اسی واقعہ کی جانب اشارہ ہے جس میں چشمہ کا تذکرہ ہے یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کی پیدائش اور ان کی ماں کو نشانی بنایا یعنی ماں باپ دونوں مشترکہ طور پر ایک امر میں، قدرت خداوند کی نشانی میں، دو الگ الگ نشانیاں نہیں ہیں اس لیے آیتیں نہیں فرمایا گیا بلکہ یوں ارشاد ہے:

وجعلنا ابن مريم وامه آية---ایسے ہی بشارت کے وقت ولنجعله آية للناس فرمایا۔

ترجمہ: ہم نے اس کو بلا پدر کے پیدا کر کے لوگوں کے لیے اپنی قدرت کا نشان بنانا چاہتے ہیں۔

برخلاف اس کے دوسری جگہ رات اور دن کو مستقل دو نشانیاں قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے

وجعلنا الليل والنهار آيتين ---ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا۔

بہرحال تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے معلوم ہو چکا ہے کہ ربوۃ ذات قرار ومعين سے ولایت کشمیر مراد ہونا نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی و تابعی و مفسر و مجدد کے قول سے، اس لیے مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ قطعی الثبوت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ نے کشمیر کی طرف ہجرت کی، بالکل ناقابل التفات اور سفید جھوٹ ہے۔

رہا یہ سوال کہ اس سے بیت المقدس (شام) مراد ہے اس کی کیا دلیل ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں موجود ہے جن میں اس خطہ کی صفات مذکور میں کہیں التي باركنا فيها (اعراف) ہے، کہیں الذي باركنا حوله (بنی اسرائیل) ہے، کہیں الارض المقدسة (مائدہ) ہے۔

یہ برکات روحانی بھی ہیں اور جسمانی بھی: روحانی یہ ہے کہ بہت سے پیغمبر وہاں ہوئے اور جسمانی یہ کہ باغات بہت ہیں اور میٹھی نہریں بہتی ہیں۔

بہرحال ثابت یہ ہوا کہ ٹھکانہ دیا جانا ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے معا بعد کا قصہ ہے نہ کہ صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ علیہ السلام سیر کرتے ہوئے کشمیر پہنچے ہیں، حالاں کہ قرآن صاف صاف اعلان کر رہا ہے کہ:

وما قتلوه وما صلبوه (آیت: ۱۵۷، پارہ ۶، سورہ نساء) یہود نے حضرت عیسیٰ کو نہ تو قتل کیا اور نہ صولی پر چڑھایا۔

جب واقعہ صلیب پیش ہی نہیں آیا تو اس کے بعد سیاحت کشمیر کا کیا مطلب؟

اس لیے آیت میں ربوۃ ذات قرار و معین سے کشمیر مراد لینا سراسر غلط ہے نہ قرآن سے اس کی تائید ہوتی ہے نہ آثار صحابہ و تابعین سے اور اگر بالفرض علی سبیل التنزل اس بات کو مان لیا جائے کہ آوینا الخ والی آیت سے کشمیر مراد ہے تو زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوگا کہ حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کو کشمیر میں ٹھکانا دیا مگر وہاں جا کر حضرت عیسیٰ کی وفات ہونا تو اس سے کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا جس کے اوپر مرزا کے دعویٰ مسیحیت کی بنیاد قائم ہے۔

جیسا کہ شروع میں ذکر کیا گیا ہے کہ مرزا کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ سری نگر (کشمیر) کے محلہ خانیار میں یوز آسف کے نام کی جو قبر مشہور ہے وہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام ہی کی قبر ہے، یسوع (مسیح) کا بگڑا ہوا لفظ یوز ہے اور آسف بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے، جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہوتا ہے جس کے معنی ہیں یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکٹھا کرنے والا۔ (براہین احمدیہ: ص/۲۲۸-تحفہ گولڑویہ: ص/۱۴)

لہٰذا حضرت عیسیٰ اور یوز آسف سے ایک ہی شخصیت مراد ہے جو یہود کی جانب سے صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد بھی زندہ بچ گئے اور ہجرت کر کے کشمیر آ گئے تھے۔

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کو کوئی ایسی آیت یا حدیث نہیں ملی جس میں تحریف کر کے اس کو اپنے دعوی باطلہ کے ثبوت میں پیش کرتا، اس لیے اس نے یوز آسف کے بارے میں تاریخی روایات کا سہارا لے کر اپنا مدعا ثابت کرنے کی کانا کام کوشش کی ہے، لیکن ماہرین فن تاریخ نے مکمل تحقیق کر کے مرزا قادیانی کے دعوی کی دھجیاں اڑادی ہیں اور ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یوز آسف دو الگ الگ انسان ہیں جن میں پہلی ذات سچا پیغمبر ہے اور دوسرا شخص بعض مؤرخین کی تحقیق میں ہندوستان کے کسی بادشاہ کا شہزادہ گذرا ہے جس نے ترک دینا کر کے عابدوں وزاہدوں کی زندگی اختیار کرنی تھی اور لوگوں کو نیکی کی تبلیغ کیا کرتا تھا، اس سلسلہ میں وہ کشمیر پہنچا اور وہیں انتقال ہوا۔ اور بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یوز آسف نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ بہر حال دونوں شخصوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے جس کو تقابلی انداز میں سمجھایا جاتا ہے۔

احوال حضرت مسیح علیہ السلام	احوال شہزادہ یوز آسف
۱-حضرت مسیح کا کوئی باپ نہ تھا۔	۱-یوز آسف کا باپ تھا (راجہ جنسیر)
۲-حضرت عیسیٰ کی ماں کا نام مریم تھا۔	۲-یوز آسف کی ماں کا نام مریم نہ تھا۔
۳-حضرت مسیح کو انجیل ملی تھی۔	۳-یوز آسف کو انجیل نہ ملی تھی۔
۴-حضرت مسیح بچپن ہی میں مصر گئے تھے۔	۴-یوز آسف مصر نہ گئے تھے۔

۵-مصر سے واپس آکر ناصرہ گاؤں گئے۔ ۵-یوزآسف ناصرہ نہیں گئے۔
۶-حضرت مسیح ملک شام کے باشندہ تھے۔ ۶-یوزآسف ملک ہند ارض سولابط کے رہنے والے تھے۔

شہزادہ یوزآسف کے حالات

شیخ سعید ابوجعفر محمد علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی متوفی ۳۸۱ھ کی کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ فی اثبات الغیبہ وکشف الحیرۃ میں یوزآسف کا مفصل قصہ لکھا ہے۔ یہ کتاب مطبوعہ ہے اور ایران میں ناصرالدین شاہ ایران کے زمانہ میں ۱۳۰۱ھ میں طبع ہوئی ہے، تقریباً چارسو صفحات کی کتاب ہے۔ یہ لندن کے سرکاری کتب خانہ میں بزبان فارسی موجود ہے اور اس کا اردو ترجمہ تنبیہ الغافلین کے نام سے مطبع صادق لاہور سے شائع ہوا ہے۔

الغرض شیخ ابن بابویہ اس کتاب میں بسند خود محمد بن زکریا سے نقل کرتے ہیں: ممالک ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا جس امر کو امور دنیا میں سے چاہتا، بآسانی میسر ہوجاتا تھا، اس کی مملکت میں دین اسلام شائع ہوچکا تھا جب یہ تخت پر بیٹھا تو اہل دین سے بغض رکھنے لگا اور ان کو ستانے لگا، بعض کو قتل کرادیا اور بعض کو جلاوطن کردیا اور بعض اس کے خوف سے روپوش ہوگئے۔ اس بادشاہ نے بت پرستوں کی حمایت کی اور بڑے بڑے بت بنوائے۔ اس بادشاہ کے یہاں نرینہ اولاد نہیں تھی، لیکن کچھ عرصہ کے بعد باوجود ناامیدی کے اس کے یہاں ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوا جس کی بڑی خوشی منائی اور اس لڑکے کا نام یوزآسف رکھا، شہزادہ کی ولادت پر منجموں نے اس کے طالع کی نسبت بالاتفاق کہا کہ یہ شہزادہ فرخندہ طلعت، نیک اختر، نہایت اقبال مند ہوگا۔ لیکن ایک بوڑھے منجم نے کہا کہ اس کا طالع واقبال جاہ وچشم کے متعلق نہیں بلکہ یہ سعادت مندی عاقبت کی ہے، اور گمان قوی ہے کہ یہ شاہزادہ پیشوایان زہاد وعباد سے رہے گا۔

بادشاہ یہ سن کر نہایت حیران وغمگین ہوا اور اس کی تربیت کے لیے حکم دیا کہ ایک شہر وقلعہ خالی کرایا جائے جس میں شہزادہ اور اس کے خادم سکونت کریں، اور ان سب کو تاکید کی کہ کوئی تذکرہ دین حق اور مرگ وآخرت کا ہرگز نہ کریں تاکہ یہ خیالات اس کے کان میں نہ پڑیں، لیکن ان سارے انتظامات کے باجود شہزادہ کو دین حق کی طرف رغبت ہوگئی اور علم دین کی بھی تعلیم حاصل کی اور سلطنت ترک کرکے فقر اختیار کرلیا۔

اس کی شہرت سن کر لنکا سے ایک عابد دانا شخص حکیم بلوہر دریا کا سفر کرکے سولابط کے علاقہ میں آیا اور شہزادہ سے روابط قائم کیے، جب اسے معلوم ہوا کہ شہزادہ پر ہدایت کے دروازے کھل گئے تو اس سے

رخصت ہوکر اپنے وطن لنکا واپس چلا گیا، جس کے بعد یوز آسف غمگین اور تنہا رہ گیا، یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا کہ وہ دینداروں اور عابدوں میں مل جائے اور تا تمام خلق کو ہدایت کرے یوز آسف کے پاس خدا کی طرف سے ایک فرشتہ آیا یوز آسف نے شاہانہ پوشاک گلے سے اتار کر وزیر کو دے دی وزیر شہر چلا گیا اور یوز آسف نے اپنی راہ لی۔

اور ایک مدت تک اس ملک میں یوز آسف رہا اور لوگوں کو دین حق کی ہدایت کی، اس کے بعد پھر سرزمین سولابط میں آیا جو کہ پہلے باپ کا ملک تھا، جب اس کے باپ نے اس کے آنے کی خبر سنی تو تمام رؤساء وامراء کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور تمام اہل شہر وغیرہ اس کے پاس آئے، یوز آسف نے بہت سی باتیں کیں اور سب کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔

پھر یوز آسف سولابط علاقہ سے نکل کر بہت سے شہروں میں گیا اور لوگوں کو دین حق کی ہدایت کرتا رہا، آخر ایک ایسی زمین پر آیا جس کا نام کشمیر ہے اور اس ملک کے لوگوں کو ہدایت کی اور وہیں رہا، یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت آ گیا، اس نے ایک خادم مرید کو جس کا نام یابد تھا بلایا اور اس کو وصیت کی اور کہا کہ میری روح کا عالم قدس کی طرف پرواز کرنا قریب ہے، چاہیے کہ آپس میں فرائض الٰہی کا خیال رکھو اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف توجہ نہ کرو، اور عبادت وبندگی الٰہی ہاتھ سے نہ چھوڑو۔

اسی شہزادہ یوز آسف کی قبر سری نگر محلہ خانیار میں سرسید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس ہے۔

(تاریخ کشمیر اعظمی: ص ۸۲)

مذکورہ حالات سے صاف واضح ہو گیا کہ شاہزادہ یوز آسف ایک باہدایت اور باایمان شاہزادہ ہوا ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی راہ دکھائی اور اس کے بارے میں کہیں یہ نہیں آیا کہ وہ ملک شام کی طرف سے آیا تھا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام کے باشندے تھے، لہٰذا یوز آسف کی قبر کو حضرت مسیح ناصری کی قبر قرار دینا سراسر جھوٹ بولنا ہے، جو مرزا قادیانی کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ یوز آسف کا یہ قصہ محض تاریخی چیز ہے جو خود صاحب کتاب ابن بابویہ کی نظر میں قابل اعتماد نہیں۔ چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

لیس ھذا الحدیث وما شاکله من اخبار المعمر بن وغیرھا مما اعتمد فی امر الغیبة ووقوعھا. (اکمال الدین: ص ۳۵۹)

ترجمہ: معمرین (زیادہ عمر والے لوگ) کے متعلق یہ افسانہ اور اسی قسم کے دوسرے قصے وغیرہ اس قابل نہیں ہیں کہ میں مسئلہ غیبت اور اس کے وقوع کے اثبات میں ان پر اعتماد کرسکوں۔

معلوم ہوا کہ اس کتاب کا موضوع مسئلہ غیبت امام منتظر ہے، مسئلہ غیبت ورجعت امام شیعوں کا مشہور عقیدہ ہے جس کا خلاصہ فرقہ اثناعشریہ کے یہاں یہ ہے کہ امام ابوالقاسم محمد بن الحسن العسکری صحیح قول کے مطابق (بتصریح ابن خلکان) ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور نو سال کی عمر میں ۲۶۵ھ کو شہر "سرمن رای" کی ایک غار میں والدہ کے دیکھتے دیکھتے گھس گئے، پھر اب تک واپس نہیں آئے، اخیر زمانہ میں غار سے نکلیں گے اور اسلام پھیلائیں گے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ مسئلہ غیبت ورجعت امام اگرچہ شیعوں کے عقاید کا بڑا رکن ہے مگر بہت دور از عقل وقیاس ہے، حیرت افزا ہے اسی حیرت کے ازالہ کے لیے ابن بابویہ نے اکمال الدین کتاب فرقہ اثناعشریہ کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھی ہے، پھر لطف یہ کہ سفر موسیٰ اور ہجرت ابراہیم جلاوطنی وقید یوسف علیہم السلام کو غیبت قرار دیا ہے اور ان پر غیبت امام منتظر کو قیاس کیا ہے۔

اسی بحث کے دوران مصنف نے بعض طویل العمر اشخاص مثلاً ابوالدنیا وغیرہ کے قصے لکھے ہیں اور ان خیالات کا اظہار کیا ہے کہ زمانہ گذشتہ میں بھی اہل دین، اصحاب ورع وزہد میں مخصوص اشخاص کی غیبتیں ثابت ہوتی ہیں، جنھوں نے بے بسی اور خوف کے وقت دین کو چھپانا ہی مناسب سمجھا جب امن اور استطاعت دیکھی تو اپنے خیالات کے اظہار میں بھی تامل نہیں کیا۔

اس کے بعد یوز آسف کا قصہ لکھ کر اس پر مذکورہ تبصرہ کیا ہے کہ یہ قابل اعتماد قصہ نہیں ہے۔

مگر مرزا قادیانی ان خرافات واباطیل کی پوٹ پر ایمان لاکر یوز آسف کی موت کا پرچار کرتا ہے اور اسی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتانے کی سعی لاحاصل کرتا ہے، اور خوف خدا وشرم خلق سے لاپرواہ ہوکر لکھتا ہے:

"کتاب اکمال الدین میں صاف لکھا ہے کہ ایک نبی یوز آسف کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل تھا"۔ (تحفہ گولڑویہ: ص ۱۴۳-۱۴۰)

یہ سراسر اختراع اور غلط بیانی ہے، اس کتاب میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ یوز آسف نبی پر انجیل اتری تھی۔

پانچواں محاضرۂ علمیہ

بر موضوع



پیش کردہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصورپوری

استاذ حدیث وادب دارالعلوم دیوبند

طباعت :- شیروانی آرٹ پرنٹرز دہلی ۱۱۰۰۰۶ فون : 2943292

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَمَّا بَعْد۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے مبلغ اسلام کی حیثیت سے شہرت حاصل کرنے کے بعد شیطانی تسویل کی وجہ سے اپنے بارے میں طرح طرح کے دعوے کرنے شروع کردیئے تھے، جس کو علماء نے اس کی تالیفات وغیرہ سے چھانٹ کر مستقل رسائل میں جمع کردیا ہے۔ ان دعاوی باطلہ میں مامور و ملہم و محدث من اللہ ہونا، امام زمان، مجدد، اور مسیح بن مریم و مہدی ہونا مزید ترقی کرکے آخر کار ظلی نبی و صاحب شریعت مستقل نبی و رسول ہونا یہ اس کے مشہور دعوے ہیں، جیساکہ معلوم ہے، اس نے عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ایک دم نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ تدریجی چال چلی ہے۔ بہرحال جب اس نے اصلی و آخری دعویٰ کرنے کے لئے حالات سازگار سمجھے تو کھل کر صاحب شریعت مستقل نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کرکے بڑی ڈھٹائی سے اعلان کردیا کہ جو اس کو مانے وہ مسلمان ہے اور جو اس کو نہیں مانتا بلکہ اس کی تکذیب کرتا ہے وہ کافر ہے اور جہنمی ہے۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے[1]"

مرزا نے اپنے دعاوی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جہاں اور حربے اختیار کئے وہیں ایک بڑا حربہ طرح طرح کی پیشین گوئیاں کرنے کا اختیار کیا اور اس کو بڑی اہمیت دی۔ لکھتا ہے:

(الف) بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔ (آئینہ کمالات اسلام خزائن ص۲۸۸ ج۵)

---

[1] اشتہار معیار الاخیار (مجموعہ اشتہارات ص۲۷۵ ج۳)

(ب) توریت اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشین گوئیوں کو قرار دیا ہے۔ (رسالہ استفتاء ص۳)

اول تو یہی ضروری نہیں کہ جس کی پیشین گوئی کبھی سچی نکل جائے وہ مامور من اللہ یا نبی ہو، کیونکہ بہت سے کاہنوں اور نجومیوں کی پیشین گوئیاں بھی کبھی درست ہوجاتی ہیں۔

مگر مرزا قادیانی پر خدا تعالےٰ کی ایسی پھٹکار ہے کہ اس کی اکثر پیشین گوئیاں غلط نکلی ہیں جبکہ اس کے جھوٹا ہونے کے لئے صرف ایک پیشین گوئی کا غلط ہونا کافی تھا۔

ارشاد باری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ۔ (سورۃ المومن آیت ۲۸)	اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو بے لحاظ جھوٹا۔ (ترجمہ شیخ الہند ؒ)

ہاں مرزا کی ایسی بعض پیشین گوئیاں ضرور پوری ہوتی ہیں جو اس کے خلاف پڑیں اور جن سے اس کا کذاب ہونا آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہوگیا۔ مثلاً حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ کو مخاطب کرکے مرزا قادیانی نے اشتہار شائع کیا کہ:

"آپ اپنے پرچہ میں مری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے ـــــ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہوجاؤں گا ـــــ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئی تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔" (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸)

عبرتناک نتیجہ یہ پیشین گوئی پوری طرح صحیح ثابت ہوئی یعنی حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ نے مرزا کی زندگی میں اور اس کے بعد بھی بفضل خدا زندگی تمام آفات سے محفوظ رہ کر ۱۹۴۸ء میں انتقال فرمایا اور مرزا، مولانا مرحوم سے بہت پہلے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں بمرض ہیضہ مبتلا ہوکر راہی ملک عدم ہوا اور اپنے کذب پر

مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ اس کے برخلاف انبیاء صادقین علیہم السلام کی شان یہ ہوتی ہے کہ انکی ہر پیشنگوئی پوری ہوتی ہے اور وہ ان کی صداقت کی دلیل بن جاتی ہے، ارشاد باری ہے

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ۔ (سورۂ ابراہیم آیت ۴۷)	سو خیال مت کر کہ اللہ خلاف کرے گا اپنا وعدہ اپنے رسول سے بے شک اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا۔

یہ بات مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے!

"اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں۔" (کشتی نوح خزائن ج ۱۹ ص ۵)

بہرحال مرزا قادیانی نے جس چیز کو اپنے صدق وکذب کی جانچ کی سب سے بڑی کسوٹی قرار دیا تھا۔ اسپر مسلمانوں نے مرزا قادیانی کو خوب پرکھا اور باربار اس کی پیشین گوئیوں کے غلط ثابت ہونے پر اس کے کذاب ودجال ہونے کا یقین بڑھاتے چلے گئے، اور مسیلمہ کذاب کی لائن میں اس کو کھڑا کر دیا۔ بطور نمونہ کے مرزا قادیانی کی چند پیشین گوئیاں اختصار کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں۔

مرزا کی غلط پیشین گوئیاں

(۱) اپنے پانچویں بیٹے کے بارے میں | جنوری ۱۹۰۳ء میں مرزا کی بیوی حاملہ تھی مرزا نے اپنے کتاب مواہب الرحمن میں پیشین گوئی کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اَرْبَعَةً مِّنَ الْبَنِيْنَ وَبَشَّرَنِيْ بِخَامِسٍ (مواہب الرحمن درخزائن ج ۱۹ ص ۳۶۰)	سب تعریف خدا کو ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں چار لڑکے اپنے وعدے کے موافق دیئے اور پانچویں کی بشارت دی۔

نتیجہ:۔ اس حمل سے مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۰۳ء کو مرزا کے یہاں بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی جو چند مہینہ زندہ رہ کر وفات پا گئی۔ (اخبار الحکم قادیان)

(۲) اپنی عمر میں اضافہ سے متعلق غلط پیشین گوئی:

اما نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ نَزِيدُ عُمْرَكَ ۔ (البشریٰ ص۱۲۰) (تذکرہ ص۶۷۹) (بدر اخبار جلد ۲ شمارہ ۱۳)	ہم تجھے بعض وہ امور دکھلا دیں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کریں گے۔

نتیجہ: مرزا قادیانی کی عمر میں اضافہ کیا ہوا۔ اس کے ایک اور الہام کے مطابق مقررہ عمر کے پورے اسّی سال بھی زندہ رہنا نصیب نہ ہوا۔ اور ۷۲ سال قمری (۶۹ سال شمسی کی عمر میں واصل جہنم ہو گیا۔

(۳) زلزلۃ الساعۃ کی غلط پیش گوئی۔

۱۹۰۵ء میں مرزا نے اس خوفناک زلزلہ کی پیش گوئی کے لئے بہت سے اشتہارات شائع کئے تھے جن کی وجہ سے لوگ بہت سہم گئے تھے، اس نے لکھا:

"آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہیں ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم درخزائن ص۲۵۳ ج۲۱)

نتیجہ: مرزا کی یہ کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو یعنی مرزا کی وفات (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کے پونے پانچ ماہ بعد شائع ہوئی۔

بہرحال اس کی زندگی میں ایسا کوئی زلزلہ نہیں آیا، اور جو زلزلے اس کی زندگی میں آئے وہ خفیف تھے، اور اس قابل نہیں تھے کہ انہیں پیش گوئی کا مصداق قرار دیا جاتا چنانچہ مرزا لکھتا ہے "اب یاد رکھیں اس وحی الٰہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے آچکے ہیں ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء اور ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء مگر ما لنا خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی درخزائن ص۹۶ ج۲۲)

قادیانی زلزلہ کے مقابلہ میں ایک سچے مسلمان کی پیش گوئی	بلکہ مرزا کی زندگی ہی میں ایک سچے مسلمان مُلّا محمد بخش حنفی (سکریٹری انجمن حامی اسلام لاہور) نے مرزا

کی تردید میں ایک لمبا چوڑا اشتہار شائع کیا۔ اور اس میں لکھا:

« بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا! نہیں آئے گا! نہیں آئے گا! ——— مجھے یہ خوشخبری حقیقی نورِ الٰہی اور کشف کے ذریعہ دی گئی ہے جو انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہو گی ——— ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیش گوئی میں بھی ذلیل و رسوا ہوگا۔ » (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۴۱، ۵۴۲)

نتیجہ: چودھویں صدی کے مسیلمہ کذاب مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ایک سچے مسلمان کی پیش گوئی سچی کر دکھائی آخر کار مرزا خود اپنے اقرار سے جھوٹا ثابت ہوا۔

(۴) مولانا محمد حسین بٹالوی کے بارے میں جھوٹی پیش گوئی:

مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی کے دوست تھے جب تک اس نے اُلٹے سیدھے دعاوی شروع نہیں کئے موصوف بربنائے حسنِ ظن اس کے ساتھ لگے رہے اور اسکی دینی خدمات کا اپنے پرچہ "اشاعت السنۃ" میں اعتراف فرماتے رہے۔ اور اسی حسنِ ظن کی بنیاد پر مرزا کی شان میں ان کے قلم سے کچھ قابل ذکر تعریفی کلمات بھی تحریر میں آ گئے۔ جنہیں آج کل قادیانی لٹریچر میں بار بار دہرایا جاتا ہے۔ اور یہ باور کرایا جاتا ہے کہ مرزا کے شدید ترین مخالفین بھی ایک زمانہ میں اس کے بارے میں یہ وقیع رائے رکھتے تھے۔ بہرحال جب مرزا کے زیغ و ضلال کی حقیقت مولانا مرحوم پر پوری طرح منکشف ہو گئی تو بلا خوف لومۃ لائم برملا اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے، مرزا کو اپنے سے انکی عقیدت کے پھر جانے کا بہت رنج تھا، اور چاہتا تھا کہ مولانا مرحوم کسی طرح پھر اس کے ثنا خوانوں کی صف میں آجائیں، آخر کار ان کے بارے میں پیش گوئی کر دی۔

" ہم اس کے ایمان سے نا اُمید نہیں ہوئے بلکہ اُمید بہت ہے، اسی طرح خدا کی وحی خبر دے رہی ہے (اے مرزا) تجھ پر خدا تعالیٰ تیرے دوست محمد حسین کا معقوم ظاہر کردے گا ——— اور میرا کلام سچا ہے اور میرے خدا کا قول ہے جو شخص تم میں سے

کچھ زمانہ زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا (اعجاز احمدی در خزائن ص ۱۹۳/۱۹)

نتیجہ:۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ مرزا ئے لعین پر نعوذ باللہ ایمان تو کیا لاتے۔ مرحوم نے دوبارہ اس سے دوستانہ روابط بھی قائم نہیں کئے۔

مرزا کی مزعومہ صداقت کا خاص آسمانی نشان و معیار، محمدی بیگم سے نکاح

ایک مرتبہ مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کو ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پیش آئی اس وقت تو مرزا نے ان کو یہ کہکر ٹال دیا کہ بلا استخارہ اور بلا استمزاج الٰہی کوئی کام کرنے کی ہماری عادت نہیں، لیکن کچھ دنوں کے بعد انتہائی بے شرمی و بے غیرتی کے ساتھ مرزا احمد بیگ کو جواب لکھا کہ "اللہ تعالےٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے پیغام دے اور اس سے کہدے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہدے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہشمند ہو، بلکہ اس کے ساتھ اور بھی زمین دی جائیگی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا، اگر تم قبول نہ کروگے تو خبردار رہو، مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔

۱۰ مئی ۱۸۸۸ء (آئینہ کمالات اسلام خزائن ص ۵۷۲/۵)

کوئی شریف اور غیور انسان اپنی لخت جگر کی توہین برداشت نہیں کرسکتا خواہ اس کی جان ہی جاتی رہے۔ چنانچہ اس ناشائستہ اور دھمکی آمیز خط کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان میں مرزا کی رہی سہی عزت بھی مٹی میں مل گئی اور مرزا احمد بیگ اور خاندان والوں نے نہ صرف یہ کہ سختی سے اس رشتہ کا انکار کردیا بلکہ وہ خط مرزا کے مخالفین کے اخبارات میں شائع کرادیا۔

مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ کو رام کرنے کی بے حد کوشش کی خط و کتابت اور دھمکیوں کا سلسلہ ایک عرصہ تک چلتا رہا آخرکار محمدی بیگم مرحومہ کی شادی کی بات چیت پٹی ضلع لاہور

کے رہنے والے ایک شخص سلطان محمد سے ہونے لگی۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد اولاً تو مرزا نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ یہ نکاح نہ ہو اور رشتہ ٹوٹ جائے اس سلسلہ میں خود سلطان محمد کو خطوط لکھے کہ تم یہ نکاح منظور نہ کرو جب ساری تدبیریں ناکام رہیں تو الہام خداوندی کے حوالہ سے یہ پیشین گوئی شائع کردی کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آوے گی۔

(۱) خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آ جائے اور یا خدا تعالےٰ بیوہ کرکے اس کو میری طرف لے آوے۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۲۱۹ ج ۱)

(۲) خدا تعالےٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روزِ نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔

(مجموعہ اشتہارات ص ۱۰۲ ج ۱)

محمدی بیگم کے نکاح سے متعلق پیش گوئی کے اجزاء

(۳) میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں: ۱ نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔ ۲ نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا ۳ پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ ۴ اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔ ۵ اس وقت تک میں کہ اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ۶ آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

(آئینہ کمالات اسلام در خزائن ص ۳۲۵ ج ۵)

لیکن مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے کسی چیز کا اثر نہیں لیا، اور

۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء میں محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے کر دیا، ان کے گھر میں ایک درجن کے قریب اولاد بھی ہوئی جبکہ مرزا نے لکھا تھا کہ "اس سے دوسرے شخص کا نکاح کرنا اس لڑکی کے لئے باعثِ برکت نہ ہوگا" اس لئے سلطان محمد کے گھر میں محمدی بیگم کے بطن سے اولاد میں برکت بھی مرزا کے کذب کی دلیل بن گئی۔

مرزا کو نکاح محمدی بیگم کی آس

مرزا نے پہلا الہام گول مول اسی مقصد سے گھڑا تھا کہ اگر باکرہ ہونے کی حالت میں محمدی بیگم سے اس کا نکاح نہ ہو سکا تو پیش گوئی کو صحیح کرنے کی گنجائش باقی رہے گی کہ بیوہ ہو کر پھر میرے یہاں بیوی بن کر آئے گی اس سلسلہ میں اس کا اختراعی عربی الہام یہ ہے:

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَيَرُدُّهَا اِلَيْكَ اَمْرٌ مِّنْ لَّدُنَّا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ زَوَّجْنٰكَهَا اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔

(انجام آتھم در خزائن ج ۱۱ ص ۶۱)

(ترجمہ از مرزا)

سو خدا انکے لئے تجھے کفایت کریگا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا یہ امر ہماری طرف سے اور ہم ہی کرنے والے ہیں بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا تیرے رب کی طرف سے سچ ہے، پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے۔

جب مرزا کے مخالفین نے اس بات پر فاتحانہ خوشیاں منائیں کہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی سے نہ ہو کر سلطان محمد سے ہو گیا اور پیشین گوئی کی مدت تاریخ نکاح سے اڑھائی سال میں سلطان محمد کا انتقال نہیں ہوا تو بھی مرزا نے ہمت نہیں ہاری اور لکھا:

(۱) یاد رکھو اکہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز (یعنی سلطان محمد کا مرزا کے سامنے مرنا اور محمدی بیگم کا بیوہ ہو کر مرزا کے نکاح میں آنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں

(ضمیمہ انجام آتھم در خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

(۲) میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو، اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائیگی۔

(انجام آتھم درخزائن ص۳۱ ج۱۱)

خلاصہ یہ کہ محمدی بیگم کے نکاح سے متعلق پیشین گوئی میں مرزا نے بار بار پینترے بدلے، پہلے تو کہا باکرہ یا بیوہ ہونے کی حالت میں میرا اس سے نکاح ہوگا اور جب باکرہ ہونے کی حالت میں نکاح کی صورت نہ بنے (واقعہ بھی یہی ہوا) تو کہا کہ سلطان محمد ڈھائی سال کی مدّت میں مرجائے گا اور بیوہ ہو کر محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی لیکن جب سلطان محمد مدّت مقررہ میں نہیں مرا تو تیسرا پینترا بدلا کہ گو سلطان محمد مقررہ وقت میں نہیں مرا مگر میری زندگی میں ضرور مرے گا۔ اور اگر وہ میری زندگی میں نہ مرا تو میں بدّ سے بدّتر اور جھوٹا ٹھہروں گا۔ اور جس وقت یہ سب باتیں پوری ہوجائیں گی تو میرے ان بیوقوف مخالفین کی ناک نہایت صفائی سے کٹ جائے گی۔ اور ذلّت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کردیں گے۔

(اختصاراً از ضمیمہ انجام آتھم درخزائن ص۳۳۸ ج۱۱)

کھلا نتیجہ ساری دنیا جانتی ہے کہ مرزا کا یہ آخری پینترا بھی بیکار گیا اور دجّال وکذّاب مرزا قادیانی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو راہی ملک عدم ہوگیا جب کہ سلطان محمد زندہ تھا اور محمدی بیگم اسی کی بیوی تھی، سلطان محمد کا انتقال مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد یعنی ۱۹۴۸ء میں ہوا اور محمدی بیگم کا انتقال ۱۹۶۶ء میں ہوا بہرحال نہ سلطان محمد مرزا کی زندگی میں مرا اور نہ محمدی بیگم بیوہ ہوکر مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی اس لئے مرزا قادیانی خود اپنے فتویٰ کی رو سے بد سے بدتر اور جھوٹا ثابت ہوا اور ذلّت کے سیاہ داغ ہمیشہ کے لئے اس کے منحوس چہرہ پر پڑگئے۔

مرزا قادیانی کے متضاد ناقابلِ تطبیق اقوال ودعاوی

قرآن کریم کی حقانیت وصداقت اور اس کے کلام الٰہی ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ ارشاد فرمائی گئی ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ، وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا

(سورہ النساء ۸۲)

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس (کے مضامین) میں (بوجہ ان کے کثیر ہونے کے واقعات سے اور حد اعجاز سے) بکثرت تفاوت پاتے (بیان القرآن)

انسان کے طویل کلام میں عموماً یکسانیت نہیں رہ پاتی، جملوں میں فصاحت و بلاغت کا فرق ہوجاتا ہے کبھی ایک بات دوسری بات کے مخالف و تناقض ہوجاتی ہے۔ لیکن قرآن کریم اتنی بڑی کتاب ہونے کے باوجود ہر قسم کے تناقض سے بالکل پاک صاف ہے ایسا کلام پیش کرنا غیر اللہ کے بس میں نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کو دعویٰ ہے کہ وہ مکالمات الہیہ سے بکثرت مشرف رہا ہے اور اس کے مزعومہ خداوندی الہامات وغیرہ قطعی ہیں، اس کے لئے ضروری تھا کہ اس کی تصنیفات میں اور اس کی باتوں میں اختلاف و تناقض نہ ہوتا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کی تصنیفات تناقض و تعارض سے بھری پڑی ہیں اور جس مدعی الہام کے کلام میں تعارض و تخالف ہو اس کے مفتری علی اللہ ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

بطور نمونہ کے اس کے چند تناقضات پیش کئے جاتے ہیں:

ایک جگہ اپنے متعلق صرف محدث غیر نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے

اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام، توضیح المرام، ازالۂ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں میں محمول نہیں صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں سے بیان کئے گئے ہیں۔ مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں آپ نے محدثوں کی نسبت

فرمایا :-

قَدْ كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُوْنَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُوْنُوْا أَنْبِيَاءَ ۔ (حقیقۃ النبوۃ ص۹۱و۹۲)

اس عبارت میں مرزا نے صاف صاف اپنے صرف محدث ہونے کا اظہار کیا ہے، اور حدیث شریف کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ محدث نبی نہیں ہوا کرتا، لہٰذا میرا دعویٰ بھی نبوت کا نہیں ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے :

نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے

(ازالہ اوہام در خزائن ص۳۲۰ ج۳)

دوسری جگہ مرزا نے اپنے صرف محدث ہونے کا انکار کر کے ظلی و بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔

"ان (بروزی و ظلی) معنوں کے رو سے مجھے نبوت و رسالت سے انکار نہیں ہے .....

اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام (صرف) محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۲۰۹ در خزائن ج ۱۸)

دوسرا نمونہ ۲ :

ایک جگہ مرزا کہتا ہے کہ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔

" ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب در روحانی خزائن ص۴۳۲ ج۱۵)

پھر حاشیہ پر لکھتا ہے :

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی

میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (حاشیہ تریاق القلوب در روحانی خزائن ص۴۳۲ ج۱۵)

پھر دوسری جگہ اپنی دعوت قبول نہ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے" (حقیقۃ الوحی در خزائن ص۱۶۷ ج۲۲)

تیسرا نمونہ: ایک جگہ مرزا اپنے بارے میں بغیر شریعت کے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے، مگر وہی جو پہلے امتی ہو، پس اسی بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی" (تجلیاتِ الٰہیہ در خزائن ص۴۱۲ ج۲۰)

دوسری جگہ اپنے کو صاحبِ شریعت نبی بتلاتا ہے

"اگر کہو کہ صاحب الشریعۃ افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعۃ ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔"

(اربعین نمبر۴ در خزائن ص۴۳۵ ج۱۷)

چوتھا نمونہ: ایک جگہ مسیح علیہ السلام کے نزول کا قائل ہوتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔ (سورۃ الصف آیت ۹)

اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر۔ تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

"یہ آیت جسمانی و سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا۔ (درخزائن براہین احمدیہ ص ۵۹۳ ج ۱)

دوسری جگہ مسیحؑ کے دوبارہ نزول کا انکار کرتے لگتا ہے۔

"قرآن شریف میں مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔
(ایام الصلح درخزائن ص ۳۹۲ ج ۱۴)

مرزا نے براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ سے ہی (جو اس کی مذہبی و تصنیفی زندگی کے آغاز کا زمانہ ہے) اپنے کو نبی و رسول کہنا شروع کر دیا تھا ساتھ میں یہ بھی کہ انبیاء کو ان کے دعوئی میں غلطی نہیں ہو سکتی۔ (اعجاز احمدی ص ۳۱ درخزائن ص ۱۳۵ ج ۱۹)

نیز مرزا کا قول مُلہم شخص کے بارے میں یہ ہے؛

"اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل مُلہَم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔
(حاشیہ آئینہ کمالات اسلام درخزائن ص ۹۳ ج ۵)

ان اصولوں کی روشنی میں مرزا کے دعوئی نبوت یا محدثیت کی دھجیاں اڑجاتی ہیں کیونکہ اگر وہ بفرض محال نبی یا ملہم ہوتا تو اس کے دعاوی و اقوال میں تعارض و تخالف نہ پایا جاتا جس کے رفع کرنے کی کوئی صحیح توجیہ پیش نہیں کی جا سکتی؛ یوں بے سروپا طریقہ پر ان میں تطبیق دینے کی کوشش مرزائیوں کی طرف سے اور خود مرزا کی طرف سے بہت کچھ کی گئی ہے۔ مگر اہل حق نے ان تمام کوششوں کو ناکام بنا کر ثابت کر دیا ہے کہ ان متعارض اقوال کی بنا پر مرزا قادیانی مراقی بلکہ مفتری علی اللہ اور حسب موقع و ضرورت گرگٹ کی طرح رنگ بدلا کرتا تھا۔

☆

مرزا قادیانی کی طرف سے توہینِ انبیاء وصحابہؓ وصلحاء کا ارتکاب

ہر عقلمند انسان جانتا ہے کہ انبیاء کرام خداوند قدوس کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جنکی ظاہری و باطنی تربیت باری تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اخلاقیات کے بلند ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں وہ عام انسانوں کے ساتھ بھی فحش گوئی و بد زبانی کا شیوہ نہیں اپناتے چہ جائیکہ انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت کے کسی فرد کے بارے میں وہ کوئی توہین آمیز جملہ زبان سے نکالیں، کسی نبی کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ صلحا و انبیاء کے بارے میں بد زبانی کرے، لہٰذا مسیلمہ پنجاب مدعی نبوت کاذبہ مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیاء و صلحاء کی شان میں جو گستاخیاں کی ہیں وہ کذاب و دجال ہونے کی روشن دلیلیں ہیں مرزا نے خود لکھا ہے:

(الف) "وہ بڑا ہی خبیث اور ملعون اور بدذات ہے، جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دے" (مرزا کا آخری لکچر لاہور البلاغ المبین ص۱۹)

(ب) جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ وہ اپنی بزرگی کا پٹڑی جمنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں۔ (ست بچن مصنفہ مرزا قادیانی درخزائن ص۱۲ج۱۰)

لعین قادیان نے سب سے زیادہ توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کی ہے اور غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایک دعویٰ اپنے بارے میں یہ کر رکھا ہے کہ احادیث شریفہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی جو اطلاعات دی گئی ہیں ان کا مصداق میں ہی ہوں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انتقال فرما چکے ہیں۔ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بعض خاص مشابہتوں اور مناسبتوں کی وجہ سے مجھے ہی مجازاً عیسیٰ اور مسیح کہا گیا ہے، اس طرح وہ اپنے معتقدوں کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ جس مسیح کا انتظار تھا وہ میں ہوں۔ اور سیرت و کردار کے

لحاظ سے مسیح ناصری کے مقابلہ میں بلند ہوں، لہٰذا افضل کو چھوڑ کر ادنیٰ کا انتظار کرنا عقل کے خلاف ہے چنانچہ اس کا مشہور شعر ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء صفحہ ۲۰ درخزائن ج ۱۸)

مرزا کا ایک فتویٰ

اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۳۹ درخزائن ج ۲۳)

اب ہم ثابت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین و تحقیر کی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

(۱) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے"۔ (اعجاز احمدی درخزائن صفحہ ۱۲۱ ج ۱۹)

(۲) "عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے"۔ (کشتی نوح حاشیہ خزائن صفحہ ۷۱ ج ۱۹)

(۳) "مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا ایک کھاؤ پیو، شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔"

(مکتوبات احمدیہ صفحہ ۲۳ ج ۳) نور القرآن درخزائن صفحہ ۳۸۷ ج ۹)

(۴) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔"

(چشمہ مسیحی درروحانی خزائن صفحہ ۳۴۶ ج ۲۰)

(۵) "عیسائیوں نے بہت سے آپ (عیسیٰ علیہ السلام۔ ناقل) کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا"۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم درروحانی خزائن صفحہ ۲۹۰ ج ۱۱)

یہ صاف طور پر قرآن کریم سے معارضہ ہے قرآن کہتا ہے:۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ (البقرۃ آیت ۸۷) | یعنی ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بہت سے بیّن معجزے دیئے۔

(۶) "مسیح کے معجزات اور پیشین گوئیوں پر جس قدر اعتراضات اور شکوک پیدا ہوتے ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔" ازالہ اوہام درخزائن ج۳ ص۱۰۶)

(۷) "جو اس یہودی فاضل نے حضرت عیسیٰؑ کی پیش گوئیوں پر اعتراض کئے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں، بلکہ وہ ایسے سخت ہیں کہ ان کا ہمیں بھی جواب نہیں آتا اور اگر مولوی ثناء اللہ یا مولوی محمد حسین یا کوئی پادری صاحبوں سے ان اعتراضات کا جواب دے سکے تو ہم ایک سو روپیہ نقد بطور انعام اس کے حوالے کریں گے۔" (اعجاز احمدی درخزائن ج۱۹ ص۱۱۱) عہ

(۸) "ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہوگئے (نادان لوگوں نے انھیں خدا بنا لیا۔ ناقل) دوبارہ آکر وہ دنیا میں کیا بتائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہشمند ہیں۔" (اخبار بدر ۹ مئی ۱۹۰۷ء ص۵)

(۹) ایک طرف تو مرزا ئے لعین اعتراف کرتا ہے کہ انبیاء کا خاندان ہمیشہ پاک ہوتا ہے۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ کی شان میں اس کی دریدہ دہنی دیکھئے۔

عہ اس حوالے میں اگرچہ مرزا قادیانی نے یہودی فاضل کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں پر اعتراضات نقل کئے ہیں مگر اس کا اصل مقصد خود حضرت عیسیٰؑ پر تنقیص و اہانت تھی کیونکہ مرزا محمود نے لکھا ہے۔

"کسی کو گالی دینے کا ایک طریقہ یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کرکے اس کا ذکر کیا جائے جیسے کوئی اپنے منہ سے حرامزادہ نہ کہے مگر یہ کہہ دے کہ فلاں شخص آپ کو حرامزادہ کہتا تھا یہ بھی گالی ہوگی جو اس نے دوسرے کو دی گو دوسرے کی زبان سے دلوائی۔" (احرار کے مباہلہ کا چیلنج ص۱)

"آپ (یسوع) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگا وے۔ اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم در خزائن ص ۲۹۱ ج ۱۱)

(۱۰) اور اس ظالم نے اپنے خیال فاسد کی تائید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا مضمون آیتِ کریمہ سے نکالنے کی جسارت بھی کی ہے۔ سنئے۔

"مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے جسم کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور[✓] رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ (حاشیہ دافع البلاء خزائن ص ۲۲۰ ج ۱۸)

مطلب صاف ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ شراب و شباب سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

(۱۱) "مجھے وہ قوتیں عطا کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں، تو پھر اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطری طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔

✓ اپنے نفس کو عورتوں سے باز رکھنے والا۔

کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی ہے۔ (حقیقۃ الوحی خزائن ص۱۵۷ ج۲۲)

اس گستاخ اور کمینہ شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو گندی اور اہانت آمیز باتیں اپنی تالیفات میں درج کی ہیں ان کے چند نمونے بہت اختصار کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔

ان گندی گالیوں کی بنا پر جب مرزا قادیانی پر اعتراضات ہوئے تو تاویلات رکیکہ شروع کر دیں۔

پہلی تاویل رکیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دی گئیں بلکہ اناجیل کے بیانات کی بنیاد پر یسوع کو دی گئیں ہیں جو کوئی دوسرا شخص مدعی الوہیت تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

" اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئینگے پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ؛ روحانی خزائن ص۲۹۳ ج ۱۱)

ابطال یہ تاویل غلط ہے کیونکہ اوّل تو مرزا نے خود یسوع اور مسیح کو ایک شخصیت قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

(۱) یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جسکو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں، تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کرکے خدا کا مقرب بنا۔ (حاشیہ چشمۂ مسیحی در روحانی خزائن ص۳۸۱ ج۲۰)

(۲) "نود سکر مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں (توضیح مرام در روحانی خزائن ص۵۲ ج ۳)

دوسرے یہ تاویل اس لئے بھی غلط ہے کہ مرزا نے صاف طور پر عیسیٰ اور مسیح کا نام لے کر بکواس کی ہے۔

دوسری تاویل رکیک

مرزا قادیانی نے ان گالیوں کی یہ بھی تاویل کی ہے کہ جب پادریوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو ہم نے بھی مجبور ہو کر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مذکورہ واقعات یہودیوں سے لے کر عیسائیوں کے سامنے پیش کر دیئے۔

ابطال

یہ تاویل بناوٹی ہے کیوں کہ مرزا کہتا ہے۔

" مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے (ضمیمہ تریاق القلوب در روحانی خزائن ص۴۹۱ ج ۱۵)

" مختلف فرقوں کے بزرگ ، ہادیوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجہ کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہیں (براہین احمدیہ در روحانی خزائن ص۹۲ ج۱)

معلوم ہوا کہ یہ صرف بہانہ ہے کہ عیسائیوں کے جواب میں حضرت عیسیٰؑ کو برا بھلا کہا گیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بزرگ ہادی اور نبی تو کیا مانتا بلکہ ایک شریف انسان بھی نہیں مانتا۔ کیوں کہ اس کا قرآن پر ایمان ہی نہیں، اگر وہ قرآن کو کلام الٰہی مانتا جس سے حضرت عیسیٰؑ کی نبوت قطعی ویقینی طور پر ثابت ہے تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال نہ کرتا۔

نمبر۲ یہ تہمتیں اور گالیاں جوابی والزامی اسلئے بھی قرار نہیں دیجا سکتیں کہ "دافع البلاء" کے مخالف زیادہ تر علماء اسلام ہیں، اور اس میں مرزا ان کو سمجھا رہا ہے کہ یہ گندی اور فحش باتیں میرے نزدیک (نعوذ باللہ) ایسے سچے قصے ہیں کہ انہی کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کو حصور کے خطاب سے محرومی رہی۔ اس بارے میں اس کی عبارت اوپر نقل کی جا چکی ہے۔ پھر پڑھ لیجئے

نیز اس نے تحریر ۵ میں معجزات حضرت عیسیٰؑ کا انکار "حق بات یہ ہے" کہکر کیا ہے۔ اسی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ جہاں بھی مرزا نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں فحش گوئی کی ہے۔ وہ الزامی جواب کے طور پر نہیں ہے بلکہ اس کا اپنا خیال بھی یہی ہے۔ لہٰذا یقینی طور پر مرزا توہین عیسیٰ کا مرتکب ہوا ہے۔ اور نبی کی توہین کفر ہے۔

قادیانیوں کی فریب کاری ۱ | جب مسیح موعود (مرزا غلام احمد) اپنے آپ کو مثیل کہتے ہیں تو حضرت مسیح کی توہین کیسے کرسکتے تھے۔

پردہ چاک | جذبۂ رقابت کے تحت توہین عیسیٰ کی گئی ہے۔

قادیانیوں کی فریب کاری ۲ | حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اپنی متعدد کتب و تحریرات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے اور انہیں نبی تسلیم کیا ہے، اسلئے مرزا پر توہین عیسیٰ کا الزام نہیں لگایا جاسکتا۔

پردہ چاک | اوّل تو مرزا قادیانی متضاد بیانات و تحریرات میں مشہور و معروف ہے۔ دوسرے اس نے حضرت عیسیٰؑ کی تعریف تین وجوہ سے کی ہے۔

۱ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے۔

۲ ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند اور برطانوی حکومت کو خوش کرنے کے لئے ستارہ قیصریہ، تحفۂ قیصریہ میں یہ مضمون موجود ہے۔

۳ اپنے آپ کو منصف مزاج ثابت کرنے کے لئے، مرزا خود لکھتا ہے۔

"شریر انسانوں کا طریق یہ ہے کہ ہجو (کسی کی برائی۔ ناقل) کرنے کے وقت پہلے ایک تعریف کا لفظ لے آتے ہیں گویا وہ منصف مزاج ہیں۔"

(حاشیہ ست بچن درخزائن صفحہ ۱۳۵/۱۰)

لعین قادیان اور اُس کے گروہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے

(۱) قرآنی عقیدہ ہے کہ نجات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ممکن ہے، اور قادیانی عقیدہ کے مطابق اب صرف مرزا قادیانی کی تعلیم کی پیروی ہی موجب نجات ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدارِ نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جسکے کان ہوں سُنے۔ (حاشیہ اربعین ۴ روحانی خزائن ص۴۳۵ ج ۱۷)

(۲) قرآنی عقیدہ کے علی الرغم مرزا قادیانی اپنے کو خاتم الانبیاء کہتا ہے۔

"میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ [ع] بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن ص۲۱۲ ج ۱۸)

(۳) قادیانی ریویو مئی ۱۹۲۹ء میں شائع کیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی-ناقل) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا، اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے (بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۶۶)

(۴) یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے، حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے (ڈائری خلیفہ قادیان۔ اخبار الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۵) قرآن کریم کے مطابق صاحب کوثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ آیت انا اعطینٰك الکوثر مرزا غلام احمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (حقیقۃ الوحی خزائن ص۱۰۵ ج ۲۲)

(۶) مرزا قادیانی نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کو امر خارق عادت نہ مان کر محض کسوف وخسوف ہی قرار دیا ہے اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنا عظمت جتانے کے لئے لکھتا ہے:

ع سورہ جمعہ ع۲

لَہٗ خسفَ القمرُ المنیرُ وَ اِنَّ لِیْ
غسا القمرَانِ المشرقانِ اَتُنْکِرُ

(اس) حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ ناقل) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔ اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب تو کیا انکار کریگا (اعجاز احمدی در خزائن ص۱۸۳ ج۱۹)

(۷) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دین کی اشاعت مکمل نہ ہو سکی میں نے پوری کی (حاشیہ تحفہ گولڑویہ خزائن ص۲۶۳ ج۱۷)

قادیانی لٹریچر میں اس طرح کی بہت سی تحریریں موجود ہیں بغرض اختصار ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اور مرزا قادیانی کی یہ فحش گوئی و گستاخی انبیاء سے گذر کر اکابر صحابہ و صلحاء امت بلکہ عام مسلمانوں تک کو اپنا نشانہ بناتی رہی ہے۔ چنانچہ مرزا نے اکابر صحابہ کو بلا تکلف غبی، نادان اور معمولی انسان کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور اُمت مسلمہ کے لئے ان کی پٹاری میں کافر مشرک جہنمی، کنجریوں کی اولاد سے کم درجہ کا شاید کوئی لفظ ہی نہیں تھا تفصیل کے لئے دیکھئے (رئیس قادیان ص۲۰ ج۲)

کفر، نفاق، ارتداد، زندقہ کی تعریفات و احکام اور مرزا قادیانی اور اس کی ذریت پر ان کا انطباق۔

ایمان کے لغوی معنی کسی چیز کے ماننے کے ہیں اور کفر ایمان کی ضد ہے، لہٰذا کفر کے لغوی معنی انکار کرنے کے ہیں

اور اصطلاح شرع میں ایمان کی حقیقت و ماہیت یہ ہے۔

اَلتَّصْدِیْقُ بِکُلِّ مَاجَاءَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مُتَوَاتِرًا وَالْتِزَامُ اَحْکَامِہٖ وَالتَّبَرُّؤُ مِنْ کُلِّ دِیْنٍ سِوَاہُ۔ (اکفار الملحدین ص۲ حاشیہ)

ترجمہ:۔ تمام ان چیزوں کی تصدیق کرنا جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اگرچہ وہ متواتر نہ ہوں۔ اور آپ کے احکام کو لازم پکڑنا۔ اور دین اسلام کے علاوہ ہر دین سے برأت ظاہر کرنا۔

ایمان کی یہ تعریف مسلم شریف کی حدیث شریف سے ماخوذ ہے جو درج ذیل ہے:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیُؤْمِنُوْا بِیْ وَبِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ هُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا۔

(مسلم شریف صـ۳۷ ج ۱)

ترجمہ: مجھ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں سے قتال کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور مجھ پر اور اس چیز پر جس کو میں لے کر آیا ایمان لے آئیں۔ پس جب وہ اس کو اختیار کرلے تو وہ اپنی جان اور مال میری جانب سے محفوظ کرلیں گے مگر ان کے حق کی وجہ سے۔

نیز آیت کریمہ احادیث کے اس مضمون کی تائید و تصدیق کرتی ہے۔

وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ۔ (سورۂ ہود آیت ۱۷)

ترجمہ: اور جو کوئی منکر ہو اس سے سب فرقوں میں سے سو دوزخ ہے ٹھکانہ اسکا (ترجمہ شیخ الہندؒ)

بہرحال ایمان شرعی یہ ہے کہ تمام ماجاء بہ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم کو مانا جائے۔ بعض کو ماننا بعض کو نہ ماننا ایمان شرعی نہیں ہے اور چونکہ کفر ایمان کی ضد ہے لہٰذا کفر شرعی کا مطلب یہ ہے کہ ماجاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سرے سے انکار کرے یا بعض کو مانے لیکن ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرے خواہ صاف صاف انکار کرے خواہ تاویل کرے کیونکہ ضروریات دین میں تاویل بھی کفر ہے۔

چنانچہ محقق وزیر یمانیؒ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَصْلَ الْكُفْرِ هُوَ التَّكْذِیْبُ الْمُتَعَمَّدُ لِشَیْءٍ مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ تَعَالٰی الْمَعْلُوْمَةِ اَوْ لِاَحَدٍ مِنْ رُّسُلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَوْ لِشَیْءٍ مِمَّا جَاءُوْا بِهٖ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ الْاَمْرُ الْمُكَذَّبُ بِهٖ مَعْلُوْمًا بِالضَّرُوْرَةِ

ترجمہ: کفر کی اصل اللہ تعالیٰ کی کتب معلومہ میں سے کسی کی تکذیب کرنا ہے جان بوجھکر یا اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک کی تکذیب کرنا یا جن چیزوں کو وہ لے کر آئے انہیں سے کسی چیز کی تکذیب کرنا۔

مِنَ الدِّيْنِ وَلَا خِلَافَ اَنَّ هٰذَا الْقَدَرَ كُفْرٌ، مَنْ صَدَرَ عَنْهُ فَهُوَ كَافِرٌ اِذَا كَانَ مُكَلَّفًا مُخْتَارًا غَيْرَ مُخْتَلِّ الْعَقْلِ وَلَا مُكْرَهٍ وَ كَذَالِكَ لَا خِلَافَ فِيْ كُفْرِ مَنْ جَحَدَ ذٰلِكَ الْمَعْلُوْمَ بِالضَّرُوْرَةِ لِلْجَمِيْعِ وَتَسَتَّرَ بِالتَّاوِيْلِ فِيْمَا لَا يُمْكِنُ تَاوِيْلُهٗ كَالْمَلَاحِدَةِ۔

(ایثار الحق علی الخلق ص۱۱۶ للمحقق الشہیر الحافظ محمد بن ابراہیم الوزیر الیمانی۔ بحوالہ اکفار الملحدین ص۸۲)

جب کہ اس امر مکذب کا دین سے ہونا یقیناً معلوم ہو۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اتنی بات کفر کی ہے جس سے یہ چیز صادر ہو وہ کافر ہے جب کہ وہ مکلف ہو با اختیار ہو اسکی عقل میں خلل نہ ہو اور نہ اس پر زبردستی کی گئی ہو۔ اور ایسے ہی اس شخص کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں جو اس قسم کے یقینی امر کا انکار کرے اور ملحدوں کے طریقہ پر ناممکن التاویل امور میں تاویل کی آڑ لے۔

اَلْكُفْرُ بِعَدَمِ الْاِيْمَانِ بِمُتَوَاتِرَاتِ الشَّرْعِ وَخُلُوِّهٖ عَنْهُ جَهْلًا كَانَ اَوْ جُحُوْدًا اَوْ عِنَادًا۔

(حاشیہ اکفار الملحدین ص۸۹)

(ترجمہ) کفر کا تحقق شریعت کی بالتواتر منقول شدہ چیزوں پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہوتا ہے خواہ آدمی کی نادانی کی وجہ سے ہو یا انکار کرنے کی وجہ سے یا عناد و مخالفت کی وجہ سے۔

ضروریات دین کیا ہے

وَالْمُرَادُ بِالضَّرُوْرِيَاتِ عَلٰى مَا اشْتَهَرَ فِي الْكُتُبِ مَا عُلِمَ كَوْنُهٗ مِنْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالضَّرُوْرَةِ بِاَنْ تَوَاتَرَ عَنْهُ وَاسْتَفَاضَ وَعَلِمَتْهُ الْعَامَّةُ (اکفار الملحدین ص۲)

(ترجمہ) ضروریاتِ دین سے مراد جیسا کہ کتب عقائد وغیرہ میں مشہور ہے، وہ چیزیں ہیں جن کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے ہونا یقیناً معلوم ہو۔ بایں طور کہ آپؐ سے وہ تواتر کے ساتھ منقول ہوں اور مشہور ہوں اور عام لوگ انکو جانتے ہوں۔

یعنی اس کا دینی امر ہونا اس قدر مشہور ہو کہ بہت سے عوام بھی جانتے ہوں کہ یہ دینی امر ہے یہ مطلب نہیں کہ عوام کا ایک ایک فرد جانتا ہو۔ خواہ وہ دینی تعلیم کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوا ہو، بلکہ جس چیز کا امر دینی ہونا عوام کا ایک بڑا طبقہ جانتا ہو اور ایک بڑا طبقہ نہ جانتا ہو، وہ بھی ضروریات دین میں شمار ہوگا۔

مثلاً وحدانیت، نبوت ورسالت، ختم نبوت بعثت وجزاء، نماز وزکوٰۃ کی فرضیت شراب کی حرمت وغیرہ۔

ضروری کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا عمل میں لانا ضروری ہے، کیوں کہ بہت سے مباحات مستحبات بھی ضروریات دین میں شامل ہیں جنکو ماننا تو ضروری ہے۔ لیکن عمل میں لانا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ضروری کا مطلب یہ ہیکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت قطعی و یقینی ہے۔

ضروریاتِ دین کی دو قسمیں ہیں

۱۔ بعض ضروریات دین وہ ہیں کہ جن کے سمجھنے میں امت کے تینوں طبقے (خواص اوساط اور عوام) شریک ہیں اور ان کے دلائل میں کوئی ظاہری تعارض بھی نہیں، ان کی مراد بالکل واضح ہے مثلاً حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت کے سلسلہ کا ختم ہوجانا۔ اور قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اس قسم کے ضروریات دین پر ایمان لانا بلا کسی تصرف و تغیر کے لازم ہے۔

۲۔ بعض ضروریات دین اس قسم کے ہیں کہ سمجھنا اور سمجھانا ایک مشکل کام ہے۔ مثلاً مسئلہ تقدیر، عذاب قبر، استواء علی العرش، نزول الی السماء الدنیا۔ یہ امور بھی تواتر اور شہرت سے ثابت ہیں۔ ان کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سرے سے مسئلہ تقدیر وغیرہ کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص ان امور کو اصالۃً مانتا ہے مگر انکی کیفیات کی تعیین میں غلطی کرتا ہے تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ اس پر ضلال کا حکم لگایا جائے گا۔ الغرض کفر شرعی کے تحقق کے لئے ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار ضروری

یا تاویلاً بھی کافی ہے جب کہ ایمان شرعی کے ثبوت کیلئے ماجاء بہ الرسول کے ایک ایک فرد پر ایمان لانا ضروری ہے، خواہ متواتر ہو یا غیر متواتر، کیوں کہ مومن بہ صرف قطعیات نہیں ہیں البتہ کفر کا حکم کسی امر قطعی کے انکار ہی کی وجہ سے آئے گا۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ؒ ایمان کی مذکورہ بالا تعریف لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

وَمَنْ قَصَرَہٗ من المتکلمین علی الضروریات فلِاَنَّ موضوع فنهم هو القطعی لا اَنّ المُؤمَنَ به هو القطعیُ فقط، نعم التکفیر انما یکون بجحودٖ فقط (اکفار الملحدین ص۲)

(ترجمہ) جن متکلمین نے ایمان کی تعریف میں صرف "ضروریات" کو ذکر فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انکے فن کا موضوع قطعیات ہیں یہ وجہ نہیں کہ مومن بہ صرف امر قطعی ہوتا ہے البتہ تکفیر امر قطعی کے انکار ہی کی وجہ سے ہوگی۔

اہل قبلہ کس کو کہتے ہیں

ایمان کے مفہوم شرعی سے متصف افراد کو جس طرح مومنین کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان میں ایمان کی علامت پائے جانے کی وجہ سے اہل قبلہ بھی کہا جاتا ہے جو مندرجہ ذیل حدیث سے ماخوذ ہے۔

مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِكَ المُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (بخاری شریف ج۱ ص۵۶)

(ترجمہ) جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کا استقبال کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے، پس وہ ایسا مسلمان ہے، جسکے لئے اللہ اور اسکے رسول کا ذمہ ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بس نماز میں استقبال خانہ کعبہ کا قائل ہونے سے کوئی شخص مسلمان ہوجائے گا، خواہ دیگر ضروریات دین کا انکار کرتا ہو، بلکہ اہل قبلہ مومن شرعی کو کہا جاتا ہے جسکے لئے تمام ضروریات دین ماجاء بہ الرسول پر ایمان لانا ضروری ہے۔

چنانچہ شرح فقہ اکبر میں ہے۔

اِعْلَمْ اَنَّ الْمُرَادَ بِاَهْلِ الْقِبْلَةِ الَّذِیْنَ اتَّفَقُوْا عَلٰی مَا هُوَ مِنْ ضَرُوْرِیَاتِ

(ترجمہ) جاننا چاہیئے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان چیزوں پر متفق ہوں جو ضروریات دین

الدِّيْنِ كَحُدُوْثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ الْأَجْسَادِ، وَعِلْمِ اللهِ تَعَالَىٰ بِالْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْمَسَائِلِ الْمُهِمَّاتِ فَمَنْ وَاظَبَ طُوْلَ عُمْرِهٖ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ مَعَ اعْتِقَادِ قِدَمِ الْعَالَمِ وَنَفْيِ الْحَشْرِ أَوْ نَفْيِ عِلْمِهٖ سُبْحَانَهٗ بِالْجُزْئِيَّاتِ لَا يَكُوْنُ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ، وَإِنَّ الْمُرَادَ بِعَدَمِ تَكْفِيْرِ أَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ: أَنَّهٗ لَا يُكَفَّرُ مَا لَمْ يُوْجَدْ شَيْءٌ مِّنْ أَمَارَاتِ الْكُفْرِ وَعَلَامَاتِهٖ وَلَمْ يَصْدُرْ عَنْهُ شَيْءٌ مِّنْ مُوْجِبَاتِهٖ۔

(شرح فقہ اکبر ص۱۸۹)

سے ہوں مثلاً عالم کا حدوث، اور حشر اجساد اور اللہ تعالیٰ کا کلیات و جزئیات کو جاننا اور تمام وہ مسائل مہمہ جو ان کے مشابہ ہوں پس جو شخص عمر بھر طاعات و عبادات پر مواظبت کرے ساتھ ساتھ اس بات کے اعتقاد کے کہ عالم قدیم ہے، اور حشر اجساد نہیں ہوگا، اور اللہ تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا، تو وہ شخص اہل قبلہ میں سے نہیں ہوگا، اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کی عدم تکفیر سے مراد یہ ہے کہ اس وقت تک تکفیر نہیں کی جائے گی۔ جب تک کہ کفر کی علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے، نیز موجبات کفر میں سے کوئی بات اس سے صادر نہ ہو۔

اور نیز اس میں ص۱۴۳ پر ہے:

وَمَعْنَىٰ عَدَمِ تَكْفِيْرِ أَهْلِ الْقِبْلَةِ أَنْ لَّا يُكَفَّرَ بِارْتِكَابِ الْمَعَاصِيْ وَلَا بِإِنْكَارِ الْأُمُوْرِ الْخَفِيَّةِ غَيْرِ الْمَشْهُوْرَةِ هٰذَا مَا حَقَّقَهُ الْمُحَقِّقُوْنَ. فَاحْفَظْهُ

(ترجمہ) اور اہل قبلہ کی عدم تکفیر کے معنی یہ ہیں کہ معاصی کے ارتکاب سے نیز امور خفیہ غیر مشہورہ کے انکار سے تکفیر نہیں کی جائے گی محققین کی یہی تحقیق ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہیے۔

کفر کی اقسام

کفر کا مذکورہ مفہوم شرعی جس شخص میں پایا جائیگا اس کو کافر کہا جائے گا، یعنی جس کے اندر ایمان نہ ہو۔

اب اس کی پہلی قسم ۱ نہ دل میں ایمان ہے اور نہ ظاہر میں اس کو اختیار کرتا ہے اس کو اعلانیہ کافر کہیں گے۔

۲ دل میں ایمان نہیں لیکن زبان وغیرہ سے اظہار کرتا ہے اسکو منافق کہیں گے
۳ دولت ایمان حاصل تھی اس کو ترک کر کے کفر اختیار کر لیا وہ مرتد کہلائے گا کیونکہ اس نے اسلام سے رجوع کر لیا۔
۴ اگر دو خدا یا زیادہ کا قائل ہوا تو مشرک کہلائے گا۔
۵ اور سابقہ منسوخ شدہ ادیان سماویہ میں سے کسی دین کو اختیار کرتا ہے تو کتابی کہلائے گا جیسے یہودی ونصرانی۔
۶ زمانہ کے قدیم ہونے اور حوادث کو زمانہ کی جانب منسوب کرنے کا قائل ہو تو دہری کہلائے گا۔
۷ اور اگر باری تعالیٰ کے وجود کا قائل نہ ہو تو معطّل کہلائے گا۔
۸ اور اگر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت ورسالت کو تسلیم کرتا ہو اور شعائر اسلام نماز وغیرہ بھی اپنائے ہوئے ہو، لیکن ساتھ ہی ایسے عقائد، اسلامی لبادہ میں چھپائے ہوئے ہو جو بالاتفاق کفریہ ہیں ایسے کافر شخص کو زندیق کہا جائے گا۔

زندیق:- زند کی طرف منسوب ہے جسکو قباد کے زمانہ میں مزدک نے پیش کر کے لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مجوسیوں کی کتاب آسمانی کی تفسیر وتاویل ہے جو ان کے خیال کے مطابق زردشت نبی لے کر آئے تھے۔

بہر حال زندیق کی تعریف یہ ہے۔

مَنْ یُّبْطِنُ عَقَائِدَ ھِیَ کُفْرٌ بِالْاِتِّفَاقِ مَعَ اِعْتِرَافِہٖ بِنُبُوَّۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِظْھَارِہٖ شَعَائِرَ الْاِسْلَامِ (شرح مقاصد ص۲۶۸ ج۲)

(ترجمہ) زندیق وہ شخص ہے جو متفقہ عقائد کفریہ کو چھپائے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ نیز شعائر اسلام کو بھی ظاہر کرتا ہو۔

یہاں ابطان کفر کا یہ مطلب نہیں کہ لوگوں سے وہ اپنے عقیدۂ کفریہ کو چھپاتا ہے جیسا کہ بظاہر مفہوم ہوتا ہے، کیوں کہ زندیق کا کام ہی ہے کہ ملمع سازی کر کے اپنے عقیدہ فاسدہ کو لوگوں میں رواج دینے کی کوشش کرتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ اسلام کا دعویٰ کرنے

کے باوجود دجل وتلبیس سے مخالف اسلام عقائد اپناتا ہے چنانچہ فتح الباری میں صفحہ ۱۲۶/۲۴ پر تفہیم اللہ کے معنی بغلط بیان فرمائے ہیں۔ زندیقانہ تاویل کی مثالیں بیان فرماتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔

اَوْ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَلٰکِنَّ مَعْنیٰ ھٰذَا الْکَلَامِ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّسَمّٰی بَعْدَہٗ اَحَدٌ بِالنَّبِیِّ وَاَمَّا مَعْنَی النُّبُوَّۃِ وَھُوَ کَوْنُ الْاِنْسَانِ مَبْعُوْثًا مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَی الْخَلْقِ مُفْتَرَضَ الطَّاعَۃِ مَعْصُوْمًا مِنَ الذُّنُوْبِ وَمِنَ الْبَقَاءِ عَلَی الْخَطَاءِ فِیْمَا یَرٰی فَھُوَ مَوْجُوْدٌ فِی الْاَئِمَّۃِ بَعْدَہٗ فَھُوَ الزِّنْدِیْقُ۔
(مسوی شرح موطا م)

(ترجمہ) یا وہ شخص کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ لیکن اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کا نبی نام رکھا جانا درست نہیں، رہا نبوت کا مفہوم (یعنی کسی انسان کا اللہ کی طرف سے مخلوق کی جانب مبعوث ہونا جسکی اطاعت فرض ہوتی ہے اور جو گناہوں سے اور اجتہادی معاملہ میں غلطی پر باقی رہنے سے محفوظ ہوتا ہے) تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ائمہ میں پایا جاتا ہے تو ایسا آدمی زندیق ہے۔

بہرحال زندیق کی ایک قسم تو یہ ہے جو عموماً معروف ہے، اور زندیق کی ایک قسم اور ہے جیساکہ حافظ ابن قدامہ حنبلیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

وَالزِّنْدِیْقُ الَّذِیْ یُظْھِرُ الْاِسْلَامَ وَیَسْتَتِرُ الْکُفْرَ وَھُوَ الَّذِیْ کَانَ یُسَمّٰی مُنَافِقًا فِیْ عَصْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیُسَمّٰی الْیَوْمَ زِنْدِیْقًا (المغنی ص ۱۷ جلد ۸)

یعنی جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافقین کا حال تھا کہ زبان سے اسلام کا اظہار کرنے کے ساتھ دل میں عقائد کفریہ رکھتے تھے (جن کا اظہار کبھی بے ساختہ ہو جاتا تھا) اسی طرح آج بھی اگر کوئی بظاہر مسلمان درپردہ کفریہ عقائد رکھتا ہو اور کسی ذریعہ سے اسکے نفاق کا علم ہو جائے اسکو بھی زندیق کہا جائے گا۔

زندیق کے بارے میں حکم شرعی
مرتد سے زیادہ سخت ہے

اگر کوئی مسلمان (نعوذ باللہ) مرتد ہوجائے تو امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ اس کو توبہ کی تلقین کیجاتی ہے اور تین دن کی مہلت دی جاتی ہے جس میں وہ اپنے شبہات دور کرے اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کرلے تو بہت اچھا ورنہ اسکو قتل کردیا جائے گا
لیکن زندیق اگر خود آکر توبہ کرلے تب بھی اسکے قبول کئے جانے میں فقہاء امت کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا مسلک اور امام احمدؒ کی مشہور روایت تو یہ ہے کہ زندیق کی توبہ اگر سچے دل سے ہو تو قبول کرلیجائے گی، اور اس سے قتل ساقط ہوجائے گا۔ یعنی زندیق کا حکم مرتد جیسا ہے۔
اور احناف کے یہاں تفصیل ہے کہ اگر کوئی زندیق اپنے عقائد فاسدہ کی دعوت دیتا ہو تو اگر وہ پکڑا جائے تو اسکی توبہ نا قابل اعتبار ہے (درمختار ج۳ ص۲۴۲)
لیکن اگر پکڑے جانے سے پہلے زندیق خود آکر توبہ کرلے تو اسکی توبہ مقبول ہوگی اور وہ قتل کی سزا سے بچ جائے گا۔
اور حضرت امام مالکؒ کا مسلک اور حضرت امام احمدؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ کسی حال میں زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوگی اسکی سزا بہر صورت قتل ہے۔

کفر زندقہ میں مبتلا قادیانی گروہ اور اسکا حکم

آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں قادیانی تحریفات و تاویلات زائغہ اور اس گروہ کے مخالف اسلام عقائد فاسدہ سامنے آجانے کے بعد امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ زندیقوں کا گروہ ہے جو اپنے عقائد کفریہ پر اسلام کا لیبل لگا کر دنیا بھر میں نام نہاد "حقیقی اسلام" کے نام سے انکی ترویج و اشاعت

میں سرگرداں ہے اور جو واقعی حقیقی اسلام ہے اور جسکو امتِ مسلمہ چودہ سو سال سے اپنائے ہوتے ہے اسکو کفر کا نام دینے کی بے جا جسارت کرتا ہے، لہٰذا اگر اسلامی حکومت ہو اور یہ گروہ اور اسکے افراد حکومت کی گرفت میں آجائیں تو احناف، مالکیہ کے نزدیک اور امام احمدؒ کی ایک روایت کے مطابق انکی توبہ قبول نہیں کیجائیگی اور وہ قتل کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔

مرتدین اور قادیانی زندیقوں کی اولاد کا حکم

قادیانیت کے علاوہ کسی اور دھرم کی طرف مرتد ہونے والے اگر کسی وجہ سے قتل سے بچ جائیں اور انکی نسل چلے تو انکی صلبی اولاد کا حکم یہ ہے کہ آباء و اجداد کے تابع قرار دے کر انکو بھی مرتد سمجھا جائے گا۔ مگر اصالۃً نہیں، لہٰذا بلوغ کے بعد ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنے کیلئے حبس وضرب کی شکل تو اختیار کیجائے گی لیکن ان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور مرتد کی اولاد کی اولاد کسی طرح مرتد کے حکم میں نہیں، نہ اصالۃً نہ تبعاً بلکہ وہ کافر اصلی شمار ہوگی۔ (شامی ص۲۵۶ ج۴)

اسی طرح اسلام ترک کر کے قادیانیت کی طرف مرتد ہونے والے کی صلبی اولاد اپنے والدین کے تابع ہو کر مرتد و زندیق کہلائے گی، اور اولاد کی اولاد مرتد نہیں بلکہ خالص زندیق کہلائے گی، اور زندیق کا حکم اس پر لاگو ہوگا۔ نہ کہ کافر اصلی کا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شروع ہی سے قادیانی زندیق بنا ہو، یا قادیانیوں کے گھر پیدا ہوا ہو اس کی سینکڑوں نسلیں بھی بدل جائیں تب بھی انپر سادہ کافر کا حکم نہیں لگے گا بلکہ ان کا حکم ہمیشہ زندیق کا رہے گا۔ کیونکہ جس جرم کی وجہ سے ان کو زندیق کہا گیا ہے (یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا) انکی نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

قادیانیوں سے کسی قسم کے تعلقات رکھنا حرام اور قطعی حرام ہے

جب یہ معلوم ہوگیا کہ قادیانی مرتد وزندیق ہیں، اور زندقہ پھیلانے میں معروف ہیں تو ان کے ساتھ، تجارت وغیرہ میں شریک ہونا، انکی تقریبات میں شرکت کرنا یا ان کو اپنی تقریبات میں شرکت کی دعوت دینا۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا، پینا، انکے گھر آنا جانا، دوستانہ تعلقات رکھنا اور مسلمانوں جیسا سلوک ان کے ساتھ روا رکھنا قطعی حرام ہے اور ایمانی غیرت کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ، اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ، وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ، اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(سورہ المجادلہ ۲۲)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں ان کو آپ نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں، گو وہ انکے باپ یا بیٹے یا بھائی ہی کیوں نہ ہوں، ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالٰے نے ایمان ثبت کردیا ہے اور (ان) کے قلوب کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور ہے) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جنکے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالٰی ان سے راضی ہوگیا۔ اور وہ اللہ تعالٰے سے راضی ہوگئے۔ یہ اللہ کا گروہ ہے، خوب سنلو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔ (حضرت تھانوی رح)

❋ ❋ ❋

❋ ❋

❋

قادیانی خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔ ان زندیقوں کا اصل شرعی حکم تو اوپر معلوم ہوچکا

ہندوستان کے مسلمان بحالت موجودہ اس پر عمل نہیں کر سکتے لیکن اتنا تو کر سکتے ہیں کہ ان کا مکمل بائیکاٹ کریں اور کسی قسم کا میل جول نہ رکھیں

مسلمان عورت سے قادیانی مرد کا نکاح حرام ہے

قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اسلئے قادیانی مرد کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح ایسے ہی حرام ہے جیسے کسی اور غیر مسلم سے حرام ہے، اسکی اولاد ولد الحرام کہلائے گی۔ اور اگر پہلے سے میاں بیوی مسلمان تھے اور (العیاذ باللہ) شوہر قادیانی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو جائے گا، اسکی مسلمان بیوی کو جائز نہیں ہوگا کہ اسکے گھر رہے اور میاں بیوی کا تعلق اس سے رکھے۔

قادیانی عورت سے مسلمان مرد کا نکاح حرام ہے

علاوہ کتابیہ کے کسی غیر مسلم عورت سے مسلمان کا رشتۂ ازدواج قائم کرنا حرام ہے لہذا کوئی مسلمان قادیانی عورت سے نکاح کرتا ہے تو یہ نکاح باطل ہے۔

دیدہ ودانستہ قادیانی عورت سے نکاح کرنیوالے مسلمان پر اپنے ایمان کی تجدید لازم ہے

اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ مرزا غلام احمد کے عقائد کفریہ ہیں۔ اور قادیانی مرتدوں وزندیقوں کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ کسی قادیانی عورت کو مسلمان سمجھکر اس سے شادی کرتا ہے تو وہ ایمان سے خارج اور کافر قرار پائے گا۔ اور اس پر لازم ہوگا کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔ کیونکہ عقائد کفریہ کو اسلام سمجھنے سے کفر کا حکم لاگو ہوتا ہے اور اگر ناواقفیت میں مسلمان نے کسی قادیانی عورت سے شادی کرلی ہے تو مسئلہ معلوم ہو جانے کے بعد شوہر پر لازم ہے کہ اس قادیانی عورت کو مسلمان کرے، بصورت دیگر اس سے فوراً علیحدگی

اختیار کرلے اور اپنے اس فعل پر توبہ کرے۔

قادیانیوں کو مسلمان سمجھکر انکی شادی میں شرکت کا حکم

جو مسلمان یہ جانتے ہوئے کہ قادیانیوں کے عقائد کفریہ ہیں ان کو مسلمان سمجھکر ان کی شادی میں شرکت کریں گے وہ ایمان سے خارج ہو جائیں گے ان پر تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح بھی لازم ہوگا۔ ہاں اگر یہ مسئلہ معلوم نہ رہا ہو کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا آپسمیں نکاح نہیں ہوسکتا۔ تو تجدید ایمان لازم نہیں البتہ گنہگار ہونگے انکو توبہ کرنی چاہیئے۔

قادیانی ذبیحہ حرام ہے

قادیانیوں کے ارتداد و زندقہ کی وجہ سے ان کا ذبیحہ مسلمان کیلئے حرام ہے ان کی تیسری پشت کی اولاد بھی خالص زندیق ہی رہتی ہے اس لئے ان کا ذبیحہ بھی ناجائز ہے اور اہلِ کتاب کا حکم قادیانیوں پر ہرگز جاری نہ ہوگا۔

کسی قادیانی میت کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں

قادیانیوں کے ملحدانہ عقائد معلوم ہو جانے کے بعد انکے کافر و غیر مسلم ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا، اور امت کے تمام فقہاء اسپر متفق ہیں کہ جنازہ کے جائز ہونے کیلئے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ کسی غیر مسلم کا جنازہ بالاجماع ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (التوبہ ۸۴)

اور ان میں کوئی مرجائے تو اس (کے جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھ اور نہ (دفن کیلئے) اسکی قبر پر کھڑے ہوجیئے، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالتِ کفر ہی میں مرے ہیں۔

قادیانی میت کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

اگر مسلمانوں کو یہ معلوم رہا ہو کہ یہ میت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا تھا، اور اس کی وحی پر ایمان رکھتا تھا، اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا منکر تھا۔ پھر بھی وہ مسلمان سمجھکر اسکی نماز جنازہ پڑھیں تو ان سب پر لازم ہے کہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں کیونکہ ایک مرتد کے عقائد کو اسلام سمجھنے کی وجہ سے ان کا ایمان بھی ختم ہوگیا اور نکاح بھی نہیں رہا۔ اور ان میں سے پہلے کسی مسلمان نے حج کر رکھا ہو تو وہ بھی باطل ہوجائے گا۔ دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا۔

البتہ اگر مسلمانوں کو اسکے عقائد معلوم نہ رہے ہوں اور اس کے جنازہ میں انہوں نے شرکت کرلی ہو، تو معلوم ہوجانے کے بعد ان کو استغفار کرنا چاہئے کیونکہ ایک قادیانی مرتد کا جنازہ پڑھنے کی وجہ سے انسے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب ہوا ہے۔

قادیانی مردہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں

مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جانا کسی مسلمان کے اسلامی حقوق میں سے ایک حق ہے کسی غیر مسلم کا یہ حق نہیں جیسا کہ آیت مذکورہ بالا ولا تقم علی قبرہ سے مفہوم ہوتا ہے اسلئے اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے قبرستان ہمیشہ الگ الگ رہے ہیں۔ اور یہ مسئلہ امت کے متفق علیہا اور مسلمہ مسائل میں ہے۔ حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی تحریروں میں اس کا حوالہ دیا ہے۔ مثلاً مرزا نے لکھا ہے۔

"حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں۔ وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی۔ اور یہ اصرار کیوں کر ثابت ہوسکتا ہے۔ جب تک اسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ یہ امر ثابت

نہ ہو کہ وہ لوگ اس افتراء اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے۔ اور ان کا کسی اسوقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا۔ اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

(تحفۃ الندوۃ ص۲، خزائن ص۹۵/۱۹۶)

لہٰذا جس طرح پچھلے زمانہ کے مدعیان نبوت کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں تھے نہ انکی نماز جنازہ پڑھی گئی نہ مسلمانوں کے قبرستان میں انکو دفن کیا گیا۔ اسی طرح اس دور کا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے ماننے والے بھی کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں ہیں۔

بلکہ انکے مردوں کے ساتھ مرتدوں وزندیقوں کا سا معاملہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ "الاشباہ" میں ہے:

واذا مات او قتل علے ردتہ لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا اھل ملۃ وانما یلقی فی حفرۃ کالکلب

(الاشباہ فن ثانی، کتاب السیر (۱-۲۹۱)

اور جب مرتد مرجائے یا ارتداد کی حالت میں قتل کر دیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں بلکہ اسے کتے کی طرح گڈھے میں ڈالدیا جائے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

ولا یغسل ولا یکفن ولا یدفع الی من انتقل الی دینھم (بحر عن الفتح)

(ردالمحتار (۲-۲۳۰) مطبوعہ کراچی)

نہ اسے غسل دیا جائے نہ کفن دیا جائے نہ اسے اُن لوگوں کے سپرد کیا جائے جن کا مذہب اس مرتد نے اختیار کیا ہے۔

مسلمانوں کے قبرستان سے قادیانیوں کی لاش اکھاڑنا واجب ہے

اگر کسی جگہ مسلمانوں کی لاعلمی میں قادیانیوں نے اپنا مردہ مسلمان قبرستان میں گاڑ دیا تو حتی الامکان اسکو اکھاڑنے کی حکمت عملی اختیار کرنا مسلمانوں پر واجب ہے

(۱) اسکی پہلی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے موقوفہ قبرستان میں کسی غیر مسلم کو دفن کرنا اس جگہ کا غصب ہے جو ایک ناجائز تصرف ہے، وقف شدہ زمین میں ناجائز تصرف کی اجازت دینے کا اختیار تو کسی کو بھی حاصل نہیں۔ ہاں اس ناجائز تصرف کو ختم کرنے کی کوشش کرنا تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔ اگر اس ناجائز تصرف پر سب لوگ خاموشی اختیار کریں گے اور اس کے ازالہ کی جدوجہد نہیں کریں گے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے کسی مسجد کیلئے کوئی غیر مسلم موقوفہ زمین پر مندر گرجا وغیرہ بنانے لگے تو اسکو حتی الامکان روکنا لازم ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ کافر اپنی قبر میں معذب ہوتا ہے اور اسکی قبر محلِ لعنت و غضب ہے اسکے عذاب سے مسلمان مردوں کو ایذار ہوگی اسلئے اولاً تو قادیانی کافر مرتد کو وہاں دفن نہ ہونے دیا جائے اور اگر دفن کر دیا گیا ہو تو مسلمان مردوں کو ایذار سے بچانے کیلئے قادیانی مردہ کو اکھاڑ پھینکنا ضروری ہے اسکی لاش شریعت کی نظر میں کوئی حرمت نہیں رکھتی ہاں مسلمان مردوں کی حرمت ہے اور اسکا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ قبرستان جائیں اور مردوں کیلئے دعار و استغفار کریں جب کہ کسی کافر کیلئے دعار و استغفار و ایصال ثواب جائز نہیں لہٰذا وہاں کسی غیر مسلم خصوصاً قادیانی مرتد کی قبر نہ رہنے دی جائے تاکہ زائرین دھوکہ سے غیر مسلم کی قبر پر دعار وغیرہ نہ پڑھنے لگیں۔

کوئی کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں ہے

بچہ بچہ جانتا ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے، جو مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے اور اسکی تعمیر عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ لہٰذا کوئی کافر مسجد کی تعمیر کا اہل نہیں ہے اور اسکی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہو سکتی۔

باری تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ

(سورہ التوبہ ۱۷)

مشرکین کو حق نہیں کہ وہ ... اللہ کے مسجدوں کو تعمیر کریں درانحالیکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں ان لوگوں کے عمل اکارت ہو چکے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس کے بعد والی آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ تعمیر مسجد کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔ ارشاد ہے:

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ

(التوبہ ۱۸)

اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو اس شخص کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اسکے سوا کسی سے نہ ڈرے پس ایسے لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔

قادیانی منافقوں کی تعمیر کردہ نام نہاد مسجدیں، مسجد "ضرار" ہیں

اسلامی تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض غیر مسلموں نے اسلام کا لبادہ اوڑھکر اپنے کو مسلمان ظاہر کیا۔ اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کیلئے مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی، جسکے متعلق آیات ذیل نازل ہوئیں، اور منافقوں کے ناپاک ارادوں کی قلعی کھولی گئی۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا

اور جن لوگوں نے مسجد بنائی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچائیں اور کفر کریں اور اہل ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور اللہ ورسول کے دشمن کیلئے ایک کمیں گاہ

الحُسنیٰ، وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ
لَاتَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا۔ اِلیٰ قَوْلِہٖ تَعَالیٰ
لَایَزَالُ بُنْیَانُھُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَۃً
فِیْ قُلُوْبِھِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُھُمْ وَاللّٰہُ
عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔

(سورہ التوبہ آیت ۱۰۷ و ۱۱۰)

بنائیں اور یہ لوگ زور کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں۔ آپ اسمیں کبھی قیام نہ کیجئے۔ ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ انکے دل کا کانٹا بنی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اللہ علیم و حکیم ہے۔

قادیانی منافقین بھی آج وہی کردار ادا کر رہے ہیں ان کی طرف سے آل نڈیا تعمیر مسجد کے نام سے فنڈ کھولا گیا ہے اور ہر قادیانی جماعت کو تاکید کیجا رہی ہے کہ وہ اپنی نام نہاد (مسجد) بنائے چاہے چھپر کی ہو۔ مسلمان آگاہ رہیں کہ یہ مسجدیں نہیں ہیں بلکہ انکے ذریعہ قادیانی زندیقوں و منافقوں کے خفیہ ناپاک منصوبے وہی ہیں جو منافقوں کے تھے۔ اور مذکورہ بالا آیت کریمہ سے واضح ہیں، یعنی

(۱) اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہونچانا۔
(۲) عقائد کفر کی اشاعت کرنا۔
(۳) مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پھیلانا اور تفرقہ پیدا کرنا۔
(۴) خدا اور رسول کے دشمنوں کیلئے ایک اڈا بنانا۔

تمام مفسرین و اہل سیر نے لکھا ہے کہ منافقوں کی تعمیر کردہ مسجد نما عمارت "مسجد ضرار" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منہدم کر دی گئی اور اس کو جلا دیا گیا۔